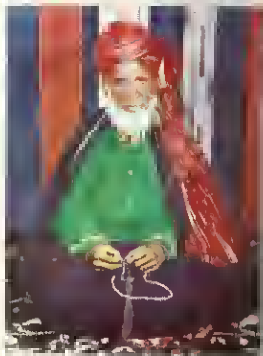




تذکرہ  
حضرت پیر محمد صادق نقشبندی





# تذکرہ حضرت پیر محمد صادق نقشبندی

مصنفہ  
میرزا لاہور محمد دین کلیم قادری بی بی اے

انتظامیہ کمیٹی دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت پیر محمد صادق  
نقشبندی پھانک نمبر ۷۔ مغلیہ لاہور



# فهرست مضامین

صفحه	موضوع	فصل	موضوع	صفحه
	حضرت ابو بکر صدیق	۹	مقدمه	۹
۴۸	حضرت امام جعفر صادق	۱۱	فصل اول از موعظه	۱۱
	سلطان العارین حضرت	۲۶	فصل حالات	۲۶
۵۰	پایه سلطانی	۲۶	۱۵۱۰ لاجورد	۲۶
۵۲	حضرت ابوالحسن شرقانی	۲۸	۱۵۱۰ لاجورد	۲۸
۵۵	حضرت خواجہ بولکی ناردی	۱۵	سلسله عالی قیادت	۱۵
۵۶	حضرت خواجہ ابو یوسف	۳۰	منجبت	۳۰
	پهلوی	۳۱	مقدمه	۳۱
	حضرت خواجہ عبدالغنی	۱۴	۱۵۱۰ لاجورد	۱۴
۵۹	محمد دانی		۱۵۱۰ لاجورد	
	حضرت خواجہ محمد داف	۱۸	۱۵۱۰ لاجورد	۱۸
۶۱	دو گری	۳۲	۱۵۱۰ لاجورد	۳۲
۶۲	حضرت خواجہ محمد امیر ففتوری	۱۹	۱۵۱۰ لاجورد	۱۹
	حضرت خواجہ عزیزان علی	۳۹	۱۵۱۰ لاجورد	۳۹
۶۳	نامتبی	۴۳	۱۵۱۰ لاجورد	۴۳
۶۵	حضرت خواجہ محمد بابا ساسی	۴۱	۱۵۱۰ لاجورد	۴۱

جلد محفوظ بگفته باشد محفوظ باشد

نام کتاب . . . . . تذکره حضرت پیر ساجی محمد صادق نقشبندی لاجوردی  
 مصنف . . . . . مؤرخ لاجوردی محمد بن کیم و شادی ای - لاجوردی  
 ناشر . . . . . محمد بن کیم و شادی ای - لاجوردی  
 تعداد اشاعت . . . . . ۵۰۰  
 طبعات . . . . . لاجوردی  
 مطبعه . . . . . لاجوردی  
 سن طبع . . . . . ۱۳۹۰  
 قیمت . . . . .

نمبر شمار	عنوان	صف	نمبر شمار	عنوان	صف
۲۲	حضرت خواجہ شمس الدین	۳۵	۱۰۱	حضرت خواجہ محمد شرف مدنی	۱۰۱
	امیر کمال	۴۷	۳۶	حضرت حافظ سید جمال اللہ	
۲۳	خواجہ خواجگان حضرت		۱۰۳	رامپوری	
	سید بہاؤ الدین نقشبندی	۴۹	۱۰۵	حضرت خواجہ محمد علی نقشبندی	
۲۴	حضرت خواجہ ملاؤ الدین	۳۸		حضرت خواجہ محمد رفیع اللہ	
	مفتاح	۷۲	۱۰۶	تیرابی	
۲۵	سید خواجہ بہار علی حسینی	۷۴	۱۰۸	حضرت خواجہ نور محمد نقشبندی	
۲۶	حضرت خواجہ بیدار شاہ ارار	۷۷	۱۰۹	حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندی	
۲۷	حضرت خواجہ محمد زائد	۸۰	۱۱۰	امیر علی حضرت حافظ سید	
۲۸	حضرت خواجہ درویش محمد	۸۱	۱۱۱	جامع علی شاہ علی پوری	
۲۹	حضرت مولانا خواجہ علی گنگو	۸۳	۱۱۲	حضرت پیر سید حیات محمد	
۳۰	حضرت خواجہ محمد باقی اللہ	۸۴	۱۱۵	نقشبندی	
	دوبی	۱۱۸	۱۱۸	دور محمد و تیت	
۳۱	حضرت امام ربانی مجدد	۱۱۸		رطوبت اور نور و اول سے	
	الف ثانی شیخ محمد سرمدی	۸۸	۱۱۸	مناظرہ	
۳۲	عروہ الوداعی حضرت خواجہ	۳۵		لاہور کے مجاز سبب د	
	محمد معصوم	۹۴		مجاہدین	
۳۳	حضرت خواجہ محبت اللہ	۹۷	۱۲۰	مجاہد لاہور و مدینہ طیبہ	
	محمد نقشبندی	۳۷	۱۲۳	مجاہد لاہور و مدینہ طیبہ	
۳۴	حضرت خواجہ محمد زبیر	۹۹	۱۳۷	مجاہد لاہور و مدینہ طیبہ	

نمبر شمار	عنوان	صف	نمبر شمار	عنوان	صف
۴۹	مجاہد لاہور و مدینہ طیبہ	۱۴۶	۱۴۳	کرامات مجدد وصال	۲۳۳
۵۰	مجاہد لاہور و مدینہ طیبہ	۱۵۵	۱۴۴	شرکت شریعت خواجگان نقشبندی	۲۳۴
۵۱	دوسرا سفر مدینہ وستان	۱۶۸	۱۴۵	چیل کاف شریف	۲۳۷
۵۲	پاکستان میں سیر و سیاحت	۱۷۰	۱۴۶	عظیم شریف	۲۳۹
۵۳	دوسرا	۱۷۴	۱۴۷	تغویذات و عملیات	۲۴۰
۵۴	منبرہ	۱۷۶	۱۴۸	شجرہ طیبہ نقشبندی	
۵۵	جامع مسجد پیر محمد صادق	۱۷۸	۱۴۹	عیانہ صادقہ	۲۵۰
	نقشبندی		۱۵۰	مناظرہ علی عرض شاخ نقشبندی	
۵۶	دارالعلوم نقشبندیہ	۱۷۹	۱۵۱	محمد زبیر صادقہ	۲۵۱
۵۷	آمدہ مکتوبہ بندی	۱۸۰	۱۵۲	اسلام کشمیری دربار حضرت	
۵۸	عرس مبارک	۱۸۱	۱۵۳	پیر محمد صادق نقشبندی	
۵۹	اطلاق عالمیہ	۱۸۲	۱۵۴	لاہوری	
۶۰	ارشادات عالیہ	۱۸۵	۱۵۵	ماخذ	
۶۱	خواجہ ریح و کرمات	۱۸۸	۱۵۶	نقشبندیات مؤرخ لاہور	
۶۲	کائنات	۲۰۵	۱۵۷	مرد وین کیم فارسی	



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَلِّغْ أَسْأَلِي بِحَمْدِهِ

كُتِبَ الدُّجَى بِحَمْدِهِ

حَسَنَتْ جَمْعُ خِصَالِهِ

صَلُّ عَلَيْهِ وَآلِهِ

ان کا کرم کرم ہے میری زندگی کیساتھ  
ایسا کرم ہوا ہے، نہ ہو گا کسی کے ساتھ

لَا يَمُكِّنُ الشَّيْءَ كَمَا كَانَ حَقُّهُ  
يَعْدُ أَنْ خُذَ بَرْكَ تَوْنِي رِقْصَهُ مَخْطَرُ

ادب کا ہیست زیر آسمان از عرشِ نازک تر  
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجسا

(عزّت بفساری)

# تقدیم

(حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ چشتی امرتسری)

مصلحتی جان رحمت پر لاکھوں سلام

حضرت سائیں محمد صادق صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کو میں چار مرتبہ ملا ہوں۔ وہ بلاشبہ صاحب کشف و کرامت بزرگ ہیں۔ حضرت سائیں صاحب ابتداء میں ساکن تھے پھر مجذوب ہو گئے اور تقریباً بیس سال تک وہ اسی حالت جذب میں رہے۔ مگر زندگی کے آخری سالوں میں ان کی کیفیت جذب جاتی رہی اور غایہ جمہ محرمی مولانا احمد حسن ندوی (جامع مسجد حنفیہ منار قلیہ بالمقابل ٹاؤنک خانہ مغفورہ لاہور) کی اقتدار میں ادا کیا کرتے تھے۔ مگر کبھی بھی ان کا انداز گفتگو طعیر جیسا ہوتا تھا۔ پانچویں دفعہ میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے والدین کو میں (رحمۃ اللہ علیہما) کے مقابلہ کی نیابت سے واپسی پر سائیں صاحب قبلہ سے ملاقات کی نیابت سے ان کی قیام گاہ پر حاضر ہوا (مقدم) ہوا کہ وہ لاہور سے باہر ترشہ لے گئے ہوئے۔ اپنا کلب برقی نظر ایک چھوٹی سی زخمیر مسجد پر پڑی خود یافت کیا کہ یہ کس نے بنوائی ہے؟ جواب

ایک زمانہ محبت با اولیاء  
بہتر از حد سالہ طاعت ہے ریا  
(مولانا روم)

عشق ذوقیت ہمیشہ حیات  
بکر چشیت بر جبین حیات

آب در میوہ غمسر عشقت  
بکر آب حیات غرور عشقت

لذت مشق عاشقان دانشد  
پاک بازان جان نشان دانشد  
(شیخ غفر الدین سراقی)







”ایں مساوت ہندو ہا زود نیست تا نہ بخند خدا ہے بخند خدا“

حضرت ریش محمد عارفی نقشبندی نے ساری زندگی حالت ہندویت میں بسر کی۔ ماضی چند سال حالت عروج آئے اور شریعت محمدیہ کی مکمل طور پر پابندی کی۔ راقم الحروف نے ان کے حالات حج کے میں کئی محنت کی۔ ان کے ہر قدم سے لانا۔ اُسے ملنے پر حاضر ہوا۔ بیرون شہر سے ہر صبح اور شمسین سے ذریعہ خط و کتابت رابطہ قائم کیا۔ کچھ اجاب تھے جواب دیا، کچھ نے اتفاقاً سیر کیا۔ مگر یہ کو شمسین جاری رہی اور بالآخر ہندو راقی کتاب کی شکل اختیار کر گئے۔ جو ناظرین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

چیز اس کے کہ کتاب شروع کی جائے، تمام مہم جوئی سے کہ اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کی مختلف کیفیات کا قدیم کتب تصوف سے موازنہ کیا جائے کہ ان پر کسی کیسی کیفیت وارد ہو چکی ہیں اور وہ کس طرح اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور ان کے حرم کی یاد میں مشرب و روزہ عجز سے ہیں۔

صوفیانہ اصطلاحات میں مجذوب کے معنی فنا نہ قدیم سے ہی لکھ جا رہے ہیں جس کی مختصر تفصیل اس طرح ہے۔

ملاحیتہ :- یہ صوفیائی وہ جامعیت ہے جو دنیا سے بچتی ہے اور اخلاص میں گوشاں رہتی ہے اور لوگ ان کے متعلق غلط رائے قائم کر لینے ہیں ان لوگوں سے نہ تو لینے حالات پر نظر ثانی کی اور نہ ہی لینے منافقین کے مصلحتوں کا پیروی وہ وارورس کو مقام عظمت جان کر قبول کر لیتے ہیں۔

قلندر :- قلندر کا مرتبہ بہت بلند ہے وہ حالات و کمالات اور مقامات سے بچاؤ کرنا چاہتا ہے حضرت شاہ نعمت اللہ اولیٰ کہتے ہیں کہ جب صوفی منہجی اپنے مقام کو پالیتا ہے تو قلندر ہوتا ہے حضرت علامہ اقبال کہتے ہیں۔

قلندر ان کہ پسینہ کب دگل کو شمسند  
ز شانان تاج ستائید و غرقہ بردوشند

مجدوب :- صوفیائے مجذوب کا مقام نہایت ہی ناگوار اور مغرور ہے۔  
۱۔ وہ تمام قلندروں سے علیحدہ ہے اس لیے بیگانے دُور را استوائ نہیں سمجھتے۔  
۲۔ حاطہ پہاڑ میں لاساتے۔ اس واسطے پر چلنے والا ساک بعض لوگوں کا دیواری حال ہے۔  
۳۔ قلب میں ہمیشہ جاتا ہے۔ عالم و ماضی کے تمام خیالات عروج و جہاں ہیں۔  
۴۔ اس کی کشش مہربانی ہے۔ جہاں بحث رقیات مزید مہربانی ہے۔ اس حالت طاقی :- یہ کہ جس جرح صوفی وقت کی ابتدا فی منزل ہے اس حالت کے صوفی ۱۲۱۴ قہ ہیں۔ صوفی پر مختلف مقامات آتے ہیں۔ تبدیلیات وارد ہوتی ہیں۔  
۱۵۔ صوفی مسئلہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے پھر وہ جاکر مجذوب کا کل مجذوب واصل ہو کر مقام نصرت پر پہنچ جاتا ہے یہ مقام صوفی منہجی ۱۶۔ صوفی پر فخر صوفی کو مجذوب مانا گیا جاتا ہے۔

۱۷۔ اسے اسلام کے مجذوبین کی ایک خاص قدر ایسی ہے جسے تاریخ و ۱۸۔ لہذا اس میں جگہ دی ہے۔ ہندوین کا یہ طبقہ اصلاح عالم کے کسی مقام میں نہیں جگہ دیتا اور یہ انھیں مجذوب سمجھتی ہے اس کی فرصت ملتی ہے کہ ۱۹۔ ۲۰۔ ہم اپنے ذمہ لیں۔ ہاں یہ بعض حضرات ابن ماجہ صوفی کے ۲۱۔ ان میں سے وارث ہوتے ہیں۔

۲۲۔ اہل اسلام ان نصف حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی میں لکھا ہے۔

### سرخیل مجذوب

۱۔ مجاہد نے صاحب میں دیکھا کہ میں سازش آسان میں ہوں دلوں میں ہے

ایک شخص کو کپڑا پیچھے ہٹے ہوئے دیکھا، جس میں عورت کے شعلہ جیگر تک رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ مجذوبہ لڑکی مراد علیہ السلام کا عذاب گواہی سے اعداد پہنچتی ہے۔ اہل صبر پر عذاب و عجز، علیہ السلام کے زمانے سے پہلے ہوئے۔

”نجات الناس“ مصنف حضرت مولانا عبد الرحمن جامی مؤلفی ۸۹۸ھ میں

کھا رہے ہیں :

”مذہب وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ پسندے بندوں میں منتخب فرماتے اور بزرگداشت اور مجاہد کے اس کو تمام نعمات اور سب عطا فرماتا ہے۔“ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے عبد بن عباسؓ سے یہ تعریف فرمائی اور حضرت امام احمدیؒ نے بھی یہی تعریف فرمائی۔

مزید فرمائے ہیں۔

اور کہ جسے کہ انسان ابتداء سے توبہ خیر سو گمان میں اعتقاد کئے  
سے غافل و جاہل اور اس طرح ہے کہ حق کی موافقت کرنے سے سوزندہ  
چیزوں کو بغیر سوزندہ چیزوں سے اور لذت چیزوں کو فریادہ چیزوں سے  
اعتقاد نہ کر سکے۔ اس کیلئے پھر مٹھی کے ڈھیلے سونا اور پانڈی  
سب کمال ہیں۔

اور جو شک کے بعد جو ثابت ہے وہ یہ ہے کہ انسان اس شہاد  
میں یہ کہہ کر نکلتا ہے

صوفیاء کے احوال و آثار پر قدیم تذکرہ ہے۔

كتاب المن في التصوف "مصنفه شيخ الإسلام ميراج" مؤلفه في سنة ١٢٩٩

• ۱۰۰۰

مہربانی کی یہ خصوصیت آداب میں مثلاً زیادہ کے مقابلے میں بخودری  
کی ہو، دولت پر قناعت، قوت لامیوت، اعزازی کیل، سمجھنا  
بنانی، سوری چیزوں پر گزارہ، فیزیکی کامیابی پر ترستیج،  
کے مقابلے میں قوت پر قناعت، شکم بھری پر بھوک کو اختیار  
کے لئے اور علوم و تربیت کے سارے کئی۔ چوتھوں پر شفقت، امیر  
کے دامن سے چوٹ آنا، غنی خاندان کے لیے ضرورت کے وقت  
کے ہنسی کی جڑت، دنیا حاصل کرنے والوں پر شک، کرنا  
کے میں مل، ملاحت میں صداقت، تمام اچھائیوں کی طرف قدم بڑھا  
کے والے اثر، محض اللہ سے لوگنا، آزمائشوں پر صبر و استقامت، ان کے  
کے لئے بظاہر ماضی، مسلسل مجاہدہ نفس، مخالفت خواہشات  
کے میں انداز سے دشمنی جسے اللہ نے ازارہ باسود کے نام سے  
کے جاننا، اور جس کے بانی نے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور

میں نے اندر ہی وہ بدترین دشمن ہے جو میرے پہلوؤں میں

$$i^2 = -1$$

دارالطبع و نشر

۱۰۰. انہی کے سربراہ افراد کا حساب جنت میں داخل ہونے

صحابہ نے عرض کیا :-

"یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں گے ؟"

آپ نے فرمایا "جو خود کو دانستے ہیں اور نہی یا دوسری طرف رجوع کرتے ہیں بلکہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں"۔

حضرت یحییٰ بن عازف فرماتے ہیں، اگر فائدہ بخشی بار بار میں کیے دلی کوئی نہیں ہوتی تو طاسین آخرت کے لیے باز سے کوئی اور چیز خریدنا بہتر نہ ہوتا۔

ابو سلیمان درانی کہتے تھے، اللہ کے ان تقدیر کے خزانے مجھ سے پڑے ہیں جو طلب کرے اسے عطا فرماتا ہے۔

ابن سالم علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ صوفیہ جب خدا کو کم کرنا چاہتے ہیں تو برصغیر کے روز پتی کے کان کے برابر کھانا کم لیتے۔

(کتاب المبع فی التصوف)

حضرت امام شرفی لباس کے بارے میں فرماتے ہیں۔ روٹی کا برہنہ جسم رہنا اشارہ ہے کہ باطن میں ہستی سے تہہ ہے۔

حضرت سیدی بن عثمان جویری المعروف بہ جوط دماغی بخن لاہوری ہستی پر اپنی تالیف لطیف "کشف المحجوب" لکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں

صوفیائے کرام کے مختلف مکاتب و مذاہب ہیں، ان کی تعداد بارہ ہے ان میں دلی، متدل اور دوردو ہیں۔ مقبول مکاتب کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ محاسبہ :- اس فرقہ کے راہنما ابو عبد اللہ طائری بن احمد محاسبی ہیں ان کا عقیدہ عقائد صوفیہ رہنما ہر کوئی مقام تصوف نہیں ہے

بلکہ صوفی کا ایک حال ہے۔

۲۔ فقاریہ :- اس کا تعلق ابو صالح بن حمد بن احمد بن محمد الفخاری سے ہے

ان کا طریقہ الطہار و نشر طاعت ہے (ملاحقی)

۳۔ طہارۃ :- اس فرقہ ابو زید بلخوری بن علی بن سروشان بلخامی سے تعلق رکھتا ہے ان کا مسلک غلبہ سکون و شوق الی اللہ ہے۔ یعنی حالت سکون میں رہتے ہیں۔

۴۔ چندیہ :- اس فرقہ کا تعلق حضرت ابو القاسم چندی بن محمد سے ہے۔ آپ کا مسلک صبر و عفا۔

۵۔ قادیہ :- فرقہ قادریہ کا تعلق حضرت ابو الحسن احمد بن قادی سے ہے آپ کا مسلک معصوم ہیں پسندیدہ ہے۔

۶۔ بہاییہ :- فرقہ بہاییہ کا تعلق حضرت سہیل بن عبد اللہ شتری سے ہے آپ کا طریقہ اجتہاد و مجاہدہ نفس و ریاضت ہے۔

۷۔ عکیمیہ :- اس فرقہ کے راہنما حضرت ابو عبد اللہ بن علی عکیم ترمذی ہیں۔ آپ کا طریقہ عمل و ریاضت و تصوف کے رنگ میں عفا۔

۸۔ غزالیہ :- اس فرقہ کا تعلق حضرت ابو سعید غزالی سے ہے ان کے پاس شیروار سے وغیرہ آتے تھے اور ان کو آپ کھاتے اور گھولتے تھے

۹۔ خفییضیہ :- اس فرقہ کا واسطہ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن خفییض شیرازی سے ہے جو شہادتِ نعمانیہ سے اجتناب دیتے تھے۔

۱۰۔ سستیاریہ :- اس کا تعلق حضرت ابو العباس سستیاری سے ہے جو مرو کے امام تھے اور تمام صوم میں عالم کامل۔

۱۱۔ حلویہ :- ان کے دو گروہ ہیں حمزہ و دواور باطل ہیں۔

۱۲۔ ہندو گروہ ابی صمان و شتی کی تقدیر کرتا تھا یہ محمد ہیں ان کا کام تو حید اور تحقیق کے خلاف ہے۔

مب :- دو سر اگرہ حسین بن منصور مزاج کا تابع ہے صاحب "کشف العجب"  
 لکھتے ہیں کہ آپ سرستان بادۂ وحدت اور بیانی ممالی احدیت گذرے ہیں اور  
 نہایت فری احوال مشائخ میں تھے۔ ایک گروہ آپ کو سر قد و کتیا ہے اور دوسرا  
 مقبول بارگاہ بناتا ہے۔ مرودہ کے دلائل میں حضرت عمر بن عثمان کی، حضرت  
 ابو یعقوب بن عمر بن جری، حضرت ابو یعقوب بن قحط اور حضرت علی بن مہمل اصغری  
 سر فرست ہیں اور مقبول بارگاہ ماننے والوں میں حضرت بایزید عظامحمد بن حنیف  
 حضرت ابو القاسم لغوی بادی وغیرہ ہیں۔ ان کے علاوہ تادمنا عربین صوفیہ انھیں  
 مقبول مانتے چلے آئے ہیں۔ حضرت ہندو گدادی، حضرت شبلی، حضرت حریری  
 حضرت صحری ان کے حاملین توقف کرتے ہیں علاوہ بریں حضرت شیخ المشائخ ابو عبد  
 ابو الخیر حضرت شیخ ابو القاسم گورگانی اور حضرت شیخ ابو العباس شافعی وغیرہ حسین  
 بن منصور مزاج کو صاحب سیر مانتے تھے اور ان کے نزدیک وہ ایک عارف کامل  
 اور بزرگ تھے۔

حضرت داتا گنج بخشؒ نے بھی۔ مشائخ میں چند ایک کے علاوہ کوئی صحابہ  
 کی مقبولیت کا تسکین نہیں کیا تمام مشائخ ان کے کمال افضل اور صفاتی حال اور  
 کثرت اجتہاد و ریاضت کے معترف ہیں۔ حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں اور حسین بن  
 منصور مزاج ایک ہی طرف ہیں مگر مجھے میرے دلوں نے آواز دیا اور حسین بن  
 منصور کو اس کی عقل مندی نے جاگ کر دیا۔

"مرزا اسرار دنیا بختاج امیر الابرار" مصنف حضرت مولانا اعظم سید عبدالقادر  
 جیلانی متوفی ۷۱۰ھ میں لکھا ہے۔

تیسویں فصل :- اہل تعارف کے بیان میں۔

اہل تصوف بارہ قسم کے ہیں۔ پہلی قسم وہ لوگ ہیں جو نسبت نبوی و علی صاحبہما

مہمت و تشلیات کے ساتھ نسبت رکھنے والے ہیں ان سب کے اقوال و افعال  
 اہل اور طریقت کے مطابق ہیں۔ یہ لوگ اہل سنت و جماعت ہیں ان میں سے  
 بعض کا حساب کتاب اور غیر ذلالت کے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور بعض سے  
 سہل حساب لیا جائے گا۔ اور وہ ہماری سزا پر جنت میں داخل ہوں گے۔ ۱۰  
 جتنے گروہ ہیں وہ سب یہی ہیں ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ فرقہ خلویہ :- اس گروہ کا مقیدہ ہے کہ خوب صورت عبادت اور سب سے  
 حسین شے کے جسم کی طرف اٹھنا اٹھنا کر نظر کرنا محال ہے۔ یہ لوگ رخص کرتے ہیں  
 اور ان کے مذہب میں بوس و کلام مباح ہے اس قسم کا مقیدہ سراسر کفر ہے۔

۲۔ فرقہ حلیہ :- ان کا مقیدہ ہے کہ رخص اور مالی بھان محال ہے اس قسم کا  
 مقیدہ بدعت اور خلاف سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

۳۔ فرقہ اولیائے غیر :- ان کا مقیدہ ہے کہ بدعت حبیب مقام ولایت کو پہنچ جاتا  
 ہے تو کھلیں شری اس سے مداخلت ہو جاتی ہیں نیز وہ کہتے ہیں کہ ولی نبی سے افضل  
 مقرب ہے اس قسم کا مقیدہ بھی کفر ہے۔

۴۔ فرقہ حبیبیت :- ان کا مقیدہ ہے کہ بدعت حبیب مقام محبت تک پہنچ جاتا  
 ہے تو طہریں تکالیف اس سے مداخلت ہو جاتی ہیں۔ وہ اپنی فرمائشوں کو نکلیں  
 جیسا چاہتے۔

۵۔ فرقہ صوریہ :- یہ فرقہ جو حد و حد رخص کی کیفیت میں خود سے مہاشرت (جماعت)  
 کرتے ہیں حبیب جو ہیں آتے ہیں تو فصل کہتے ہیں ان کا یہ اعتقاد باطل اور ناجی  
 پاک کا موجب ہے۔

۶۔ فرقہ اجماع :- یہ لوگ حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنا کر ہر طرح مباح  
 کرتے ہیں۔

۸۔ فرقہ مکاشلہ کا دربار ترک کر کے درپردہ مانگے پھرتے ہیں یہ لوگ اس عقیدے کے باعث جاگت کے گڑھے میں گر گئے۔

۹۔ فرقہ سحابہ :- یہ لوگ لاسٹون کی طرح کلباس پہنتے ہیں جوڑے حضور پر نور کے اور شاعر عالی کے خلاف ہے کہ کسی قوم کی مشابہت کرے وہ ان میں سے نہیں ہے

۱۰۔ فرقہ واقفہ :- ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت غیر اللہ کو سرگزشت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے اصول نے طلب معرفت الہی ترک کر دی اور اس جہالت کے باعث ہلاک ہو گئے۔

۱۱۔ فرقہ الہامیہ :- یہ لوگ علم دین کو ترک کر رہے ہیں اور درس و تدوین کے بھی مخالف ہیں۔

۱۲۔ فرقہ شمرانہ :- ان کا عقیدہ ہے کہ صحبت مذہبی ہے اور اس کے سبب امر و نہی ساقط ہو جاتے ہیں۔ ظہور اور غیبا کا امت موسیقی اور لفظ و لہجہ کو حسدال جانتے ہیں اور عورتوں سے کسی شتم کا نتیجہ ہائز نہیں رکھتے۔ یہ لوگ کافر ہیں اور ان کا خون مباح ہے۔

۱۳۔ حال اللہ کی بارہ اقسام ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔ بارہویہ کہ یہ مہم اور عباد اللہ کے مقامات اور عہدے ہیں اور یہ سب حضور پر نور کے زور سے جلتے رہتے ہیں اور دنیا میں ماس کو بھیلاتے ہیں۔

## قطب :-

قطب کو قطب اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ تمام مقامات اور حالات کا جامع ہوتا ہے اور سب کی گردش کا مرکز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو چاروں اطراف مشرق مغرب جنوب شمال میں اس طرح گھومتے پھرنے کی طاقت عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ آسمان

۱۴۔ عادی میں گردش کرتا ہے ان کا مقام یوں بتایا گیا ہے۔ قطب ہر زمانہ یکساں ہے جی ہوتا ہے ماس کو قطب مدار، قطب الارشاد، قطب عالم، قطب جہاں قطب ان نقاب اور قطب گہری بھی کہا جاتا ہے۔

## غوث :-

یہ ہر زمانے میں صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ عام طور پر اس کی رہائش کو غوث ہے۔

## ۲۔ امامان :-

قطب الاقطاب کے مدد پر ہوتے ہیں جنہیں امامان کہتے ہیں اور اس کے ماتحت کام کرتے ہیں۔

## ۳۔ اوتاد :-

اوتاد اولیاء اللہ ہر زمانے میں چار ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ چاروں اطراف مشرق مغرب جنوب شمال کی نظارنی کرتا ہے یہ زمین کے گوشوں میں سکونت پذیر ہوتے ہیں۔

## ۵۔ ابدال :-

ابدال سے مراد وہ گروہ ہے جو اہل کشف، اہل مشاہدہ، اہل عبادت اور اہل فہم سمیت ہیں اور لوگوں کو توحید الہی اور دین اسلام کی طرف ہلاتے ہیں جب ان میں کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے جلیں دوسرے کو تینا کرتا ہے یہ

نیز ائمہ کرام ان کے دعوہ کی برکت سے ہندوں کو خوشحال اور شہریوں کو آباد کرتا ہے اور ان کے طینل لوگوں سے آفات، بیماریات اور شرف و فساد کو دور فرماتا ہے۔ یہ تعداد میں چالیس ہوتے ہیں ان کا مقام مکہ شام ہے۔ لہذا ان کی تعداد زیادہ ہی بتائی گئی ہے۔

### ۶۔ انبیاء:

یہ تعداد میں سات ہوتے ہیں اور زمین پر رسالت کرتے پھرتے ہیں۔ عراق میں بھی ہیں۔ کچھ جزیرگان نے لکھا ہے کہ انیار ہالوں میں سے چالیس منتخب کر لیے جاتے ہیں۔

### ۷۔ امراء:

یہ رجال الشہی دنیا میں بے شمار پھیلے ہوئے ہیں۔

### ۸۔ نجباء:

بعض موصوفات لکھتے ہیں کہ ان کی تعداد ستر ہوتی ہے مگر حضرت شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ ان کی تعداد ہر زمانے میں آٹھ ہوتی ہے اور ہر آٹھ مسمکت کے حامل ہوتے ہیں۔ نیز آٹھ آسمانوں کے معلوم کے حامل ہوتے ہیں۔ عام طور پر ان کا مقام کوثر ہے سب کا نام حسن بتایا جاتا ہے اور صریح بھی دیتے ہیں۔

### ۹۔ نقباء:

یہ ہیں انبیاء مگر حضرت شیخ محمد ابن عربی فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں

جو نوس آسمان کے علم کے جامع ہوتے ہیں اور ہر زمانے میں بارہ ہی ہوتے ہیں لکھا ہے کہ سب کا نام علی ہوتا ہے۔

### ۱۰۔ علماء:

تعداد میں چار ہیں۔ محمد ان کا نام ہے۔ زمین کے مختلف راویوں میں کام کرتے ہیں۔

### ۱۱۔ مکتوبان:

یہ چار مزار میں ہر لوگ اپنے آپ کو نہیں پہچان سکتے۔

### ۱۲۔ مفردان:

جب قطب عالم مرنے لگتا ہے تو مفرد ہر جانا ہے۔ ہر زمانے میں ان کی تعداد پانچ سو بہتر ہوتی ہے۔

شہزادہ دارو شکرہ قادری اپنی تالیف "سفیر الودیعہ" میں لکھتا ہے: "صدفیاؤ کا ایک گروہ وہ ہے جو اپنے آپ کو فرض عامیہ سے منسوب کرتا ہے ان کی شناخت بہت مشکل کام ہے ان کا طبعی کار نظام شرع کے خلاف دکھائی دیتا ہے اس گروہ کے مشہور بزرگ سلطان النعمان حضرت بایزید بیضاوی ہیں۔ ایک دفعہ آپ دورہ واسطہ سے اپنے وطن مالوف بسطام پہنچے آپ کے استقبالیہ کے لیے یہاں کے اکابر اور اشراف حاضر ہوئے۔ آپ نے جب لوگوں کا یہ ازدحام دیکھا اور

فقہ صریح کیا تو لوگوں کو اپنے سے بدگمان کرنے کے لیے رمضان شریف کے مہینے میں بازار سے روٹی منگو کر کھانی شروع کر دی۔ حبیب لوگوں نے یہ دیکھا تو آپ سے مخوف ہو گئے۔ رمضان شریف کے مہینے میں ان کا روٹی کھانا بظاہر خلاف شرع تھا لیکن درحقیقت شرع کے خلاف نہ تھا، کیونکہ آپ مسافر تھے۔

### طریقہ ملائیت

طریقہ ملائیت حقیقتاً شرع کے خلاف نہیں ہوتا بلکہ یہ فرقہ اس کو اپنی قیادت میں تباہی منگو لوگوں کی نظروں میں قابلِ ملامت بن کر لوگوں کے هجوم اور رجوع سے جو نقصانات ذکر الہی میں پیدا ہوئے ہیں ان سے بچنے آپ کو محفوظ کرے۔ اس گروہ کے کسی عمل پر انگشت ثنائی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ان کے کاموں کی اصل مصیقت اور ان کے اصرار پر مروجہ کسی طرح کی اطلاع نہیں ہوتی۔

حضرت ذوالنون مصری اور حضرت ابو ثلابیؒ کی ذلت ہے کہ انہما خالی اپنے جس بندہ سے ملازم ہوئے تھے اس کی زبان کو اولیاءِ کاملہ پر طعن و تشنیع اور اعتراضات اٹکار کرنے میں دراز قرار دیتے تھے۔

حضرت پیر محمد صادق نقشبندی مجددیؒ کو ایک روز مرقہ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ حالتِ مجاہدیت میں بسر کیا۔ اور ان پر سرگرمی و مجاہد کی حالت طاری رہی۔ لیکن آخری ایام میں آپ عالم صوفی بن گئے، باقاعدگی سے صلیبِ محمدیہ کے حامل ہو گئے اور توافقات ہی منزل پر ناگزیر بندہ و بدایت سے لوگوں کے تقویٰ کو صبر اور صبر و صبر اور پختہ ثابت کیا کہ اس سلسلہ کی عزائم تباہی پناہ ہیں۔

نقشبندیہ مجاہد کا فلاح سالار اندہ کہ برہنہ زور پر ہنس ان مجرم قاتلہ را

واقعہ معروف اس کتاب کی تکمیل کے سلسلہ میں جناب شیخ محمد اقبال صاحب مدظلہ شاہ عالم باکیت لاجپور کا بید شکر گذارش ہے کہ جنہوں نے اس کتاب کی تکمیل کے لیے بے پناہ محنت کی یہ مجرم کا فلاح و نجات کا اور بدایک حقیقت ہے کہ اگر ان کا تعاون شامل حال نہ ہوتا تو یہ کتاب طاعت کے مرتبے میں نہ پہنچ پاتی۔ جو گروہ اپنے مشرک پاک کے عاشق تھے ہیں اس لیے ان کا مشق اور خلوص کام آیا۔ اور یہ کتاب ذریعہ طاعت سے آراستہ ہوئی جس کے لیے وہ لائقِ مدح و تحسین ہیں اس کے علاوہ حضور سائیں صاحبہ و دیگر مریدین و شاہین بھی لائقِ ستائش ہیں کہ انہوں نے شرف سے مکمل تعاون کیا اور قریب کا مواد مہیا کیا۔ اس بات کا امکان ہے کہ اس کتاب میں کچھ نمایاں اور مستحقِ مہربانی کے لیے مؤلف اہلِ فضل و کمال سے مدد و خواہ ہے یہ میری پہلی کوشش ہے اس لیے قدر میں اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو وہ صرف اس کی نشاندہی کرنا اور توبہ و توبہ میں اس کی اصلاح ضروری ہے۔

وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ  
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ  
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ  
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ  
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ  
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ  
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ  
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ  
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ  
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

دورِ خیمِ ہندوی شمس  
غاکِ پائے اہلِ اللہ  
محمد دینِ حکیم قساری  
۱۶ - برنی مشرعیٹ - گڑھی شاہو  
لاہور ۵





## ابتدائی حالات

حضرت پیر محمد صادق نقشبندی لاہوری رمضان المبارک ۱۲۳۲ھ مطابق  
۱۸۱۶ء بموضع بکرگڑھ سنگ ڈوڈر جیتل تحصیل انصہرو ضلع اہلیٹ آباد میں مولوی عبدالحق  
کے گھر پیدا ہوئے آپ کی والدہ کا نام ملک جائزہ تھا۔ والد ماجد گاؤں کی مسجد کے  
امام تھے دادا مولانا علی محمد اور پردادا مولانا غلام حسین تھے جو فقیر عالم اور متقی و پرہیزگار بزرگ تھے  
درس و تدریس آپ کا پیشہ تھا کئی ایک جنات بھی آپ کے ساتھ گزرتے تھے حضرت  
پیر محمد صادق نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی، ابھی آپ سن طہریت  
کو پہنچے تھے کہ آپ کے والد ماجد انتقال کر گئے۔ اس کے بعد آپ کی والدہ کوٹلی  
بالا تحصیل انصہرو میں آباد ہو گئیں اس وقت آپ کی عمر گیارہ سال تھی۔ آپ کے  
خاندان کے عزائم حضرت قاری بابا کے دربار کے نزدیک ہیں۔ معلوم ہوا ہے  
کہ آپ کے آباؤ اجداد کا اس پہاڑی علاقہ میں دھرم دور رنگ کا وقت بے شکیت ہے  
آپ شریعتی و اسمعی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔



## ورود لاہور

حضرت پیر محمد صادق نقشبندی ۱۲۳۲ھ بموضع لاہور چودہ سال مدینہ الاولیاء لاہور شریف  
لاہور باقیان پورہ کے علاقہ شکر شاہ بخاری میں انعامت گزین ہوئے۔ یہاں  
مہاراجہ دین میں حافظ ناہینا صاحب سے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا اور بعض  
درس کیا میں مثلاً گلستان، ہرستان، قدوسی، بابہ شریف وغیرہ مدرسہ حضرت  
سید دیدار علی شاہ اندرون دہلی و راجہ میں پڑھیں اس زمانہ میں آپ لاہور کے  
مختلف مقامات میں پھرتے رہے آپ کا مدینہ الاولیاء لاہور میں یہ قیام تین چار سال  
رہا۔ چونکہ آپ کی طبیعت میں شروعاتی ہی سیر و سیاحت کا جذبہ تھا۔ اس لیے آپ  
۱۲۳۲ء کے لگ بھگ ہندوستان کی سیر و سیاحت کے لیے نکل پڑے۔ چھٹے  
اس زمانہ میں آپ پر عہد بیت کا جذبہ غالب تھا اسی غلبہ کے تحت آپ  
ہندوستان کے ایک حصے سے دوسرے حصے تک پہنچے۔ لاہور سے بھی، پونا،  
نرجنا پٹی، پھر دہلی سے لکھنؤ تک پہنچے۔ بے شمار اولیائے عظام اور صوفیائے کرام  
کے مذاہب عالیہ پر حاضری دی۔ دہ دروازہ ہزاروں میں مجاہدات اور ریاضات کے  
ادرا اس حالت میں کئی سال بسر کیے گئے آگے دست سوال دراز نہ کرتے تھے۔  
اس سے پہلے سفر ہندوستان میں اسکرما ناٹار، امیر شریف، دہلی، لکھنؤ  
نرجنا پٹی، ممبئی اور پونا وغیرہ مقامات تک پہنچے جس کی تفصیل آگے دی جاتی ہے۔



## پہلا سفر ہندوستان

جس زمانے میں آپ اپنے وطن مالوہ سے لاہور تشریف لائے تو چننے سے قیام کے بعد آپ ہندوستان کی سیر و سیاحت کے لیے روانہ ہوئے۔ یہ تقریباً ۱۹۲۰ء سے بعد کا زمانہ ہے جب آپ نے وہاں اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دی۔ اور ریاضت و مجاہدات میں صرف کیے۔ ان مقامات پر بھی گئے۔ یہ سفر ۱۹۳۱ء تک محیط ہے۔

## اجمیر شریف

حضرت خواجہ جگان سید معین الدین اجیری کے روحِ منورہ پر حاضری تھے اور وہاں سات سال قیام فرمایا اور چکے کاٹا۔

## پوننا

اس شہر میں چار سال اقامت گزری رہے۔ یہاں آپ کے نام کی مسجد بھی ہے خود فرمایا کرتے تھے کہ جس جگہ کے قریب میں رہتا تھا وہ آج بھی موجود ہے

## مبئی

محبِ مبئی پہنچے تو وہاں دو سال قیام فرمایا۔

## ترچناپلی

اس شہر کے قریب ایک جنگل میں مجاہدیت و ریاضات میں مصروف رہے اور پندرہ سال وہاں ہی رہے۔

## کلکتہ

کلکتہ بھی گئے اور چنداں قیام فرمایا۔

## انبالہ

انبالہ بھی دیکھا۔

## دہلی

قیام دہلی میں آپ نے اس قدیم شہر کے بہت سے مزارات پر حاضری دی اور نویں و برکات حاصل کیے۔

## امرتسر

امرتسر بھی پہنچے۔ شریف پورہ کی گول مسجد میں سب اردو اہل رنجی موم بھی بیٹھے رہے

## سہارنپور بھی گئے

مرہٹوں (جنگل) بھی تشریف لے گئے۔

## سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت

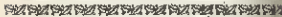
ہندوستان سے واپسی کے بعد آپ لاہور آئے پھر مرشد کی تلقین میں  
ملی پور سٹی میں حضرت پیر حافظ جامعہ ملی شاہ نقشبندی کی خدمت اقدس  
میں حاضر ہوئے تین دن وہاں قیام کیا اور بیعت کی درخواست کی حضرت اہل بیتؑ  
نے فرمایا کہ مقدار حدیث سب اکٹھی میں حضرت پیر حیات محمد نقشبندیؒ کے پاس ہے ،  
وہاں پہلے جائے پناہ آپ نے سیالکوٹ ہمارا ان کے دست حق پرست پر بیعت  
کر لی ۔ پھر لاہور آئے ۔ یہاں آپ نے لاہور کی مختلف کامیوں میں قیام فرمایا ۔  
بہنر وال کے قیام میں آپ نے وہاں ایک مسجد کی تعمیر شروع کرائی کچھ دن ہاتھ پھیرا  
اور سنگ پورہ میں گذارے ۔

پھر اس کے کو آپ کے حالات و واقعات درج کیے گئے ہیں شجرہ  
عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حیاتہ صدقہ فیہ سوانح درج کیا گیا ہے ۔



## حالات بزرگان

شجرہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حیاتہ صدقہ



## تاجدار مدینہ

### حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ السلام

رحمۃ اللعالمین، خاتم الانبیاء، شفیع المذنبین، شہداء و کون و مکان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت ۱۲ ربیع الاول عام الفیل ۶۱۰ء اپریل ۱۲ء بروز دوشنبہ ۱۲۰۰ قبل ہجرت جمیع صوفیوں کو مکہ مکرمہ میں جوئی والد ماجد کا اسم گرامی حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب اور والدہ کرمہ کا حضرت آمنہ بنت ابی طالب کی ولادت آپ کے چچا حضرت ابوطالب کے مکان میں جوئی ولادت کے بعد آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب آپ کو اٹھا کر خانہ کعبہ سے لے گئے اور آپ کے لیے دھانا لائی اور نام پاک محمد رکھا۔ آپ کے والد حضرت عبدالمطلب کی ولادت سے قبل ہی وفات پا گئے تھے۔ ولادت کے وقت آپ کی والدہ سے آپ کو دودھ پلایا۔ پھر ثویبر سے اور پھر حمیرہ صدیقہ آپ کو شے بقیہ میں سے لگائی جہاں آپ نے تقریباً چھ سال گزارے اس کے بعد حمیرہ صدیقہ آپ کو سنے کر مکہ معظمہ آئیں اور آپ کی والدہ کے پھر دگر دیا۔ چنانچہ اس سال حضرت آمنہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ گئیں۔ اور واپسی پر مقام ابواء انھوں نے زوال فرمایا۔ اس وقت آمنہ آپ کو ساتھ لے کر مکہ معظمہ پہنچیں اور آپ کو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے پھر وگردیا۔ ۸ سال کی عمر پاک ملک انھوں نے کفالت کی۔ پھر ان کی وفات کے بعد حضرت ابوطالب نے تاجدار مدینہ کی کفالت کی۔ ۲۰ کوفت میں لڑنے والے آپ کو ستم پہلے بارہ سال کی عمر میں حضرت ابوطالب کے ساتھ شام کا تجارتی سفر فرمایا۔ وہاں حمیرہ رابعہ ملا۔ یہاں نے حضرت ابوطالب کا

گم بہ پھر نبی آخر الزمان ہے اس کو اپنے وطن سے جاوہار انصاری ان کو نقصان پہنچائیں۔ پندرہ سال کی عمر میں آپ نے جنگ ینابہ میں شرکت فرمائی اور اسی سال حلف الفضول میں بھی حصہ لیا۔ شام کا دور سفر آپ نے ۲۵ سال کی عمر میں مکہ معظمہ کی ایک امیر ترین اور پاکیزہ خانہ حضرت خدیجہ کے اقامہ پر کیا۔ اس سفر میں ملک شام میں لشکر دار رابعہ ملا۔ جہاں نے دی الفاظ دہرائے جو قبل ازین پیر محبوب کہہ چکا تھا اس سفر میں ملک شام میں حضرت خدیجہ کو غلام مہرہ بھی تھا۔ جس نے مکہ معظمہ پہنچتے ہی حضرت خدیجہ کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ چنانچہ اس نے شادی کے لیے درخواست کی، جو آپ نے حضرت ابوطالب کے مشورہ سے قبول فرمائی۔ ۲۸ سال کی عمر میں مسجدنا حضرت قاسم ۲۱ سال کی عمر میں حضرت زینب ۲۲ سال کی عمر پاک میں سیدہ زکریہ ۲۳ سال کی عمر میں سیدہ اُم کلثوم قدامت میں ۲۵ سال کی عمر پاک میں آپ نے تعبیر کہہ میں حصہ لیا۔ جس کو شہید یار شہوں کی وجہ سے کافی نقصان پہنچا تھا۔ اور اس سال حلقہ جنت حضرت فاطمہ الزہراء کی ولادت ہوئی۔ ۴۰ سال کی عمر میں آپ پر نبوت نازل ہوئی اور فضول قرآن کا سلسلہ شروع ہوا۔ ۴۲ سال کی عمر میں اطلاع پہنچے اسلام کا حکم ہوا اور ۵ سال کی عمر میں حبشہ کی طرف ہجرت ہوئی۔ ۴۶ سال کی عمر میں حضرت امیر مجتہد اور حضرت محمد رفیع حضرت جبرائیل سلام سے ۴۷ سال کی عمر میں شب ابوطالب میں حضور پہلے اور اس جگہ ۵۰ سال تک قیام کر کے بائیکاٹ کی وجہ سے انتہائی مشکل میں رہے۔ ۴۹ سال کی عمر میں اُم المومنین حضرت خدیجہ کبریٰ اور حضرت ابوطالب نے وفات پائی۔ یہ سال عام الحزن کہلاتا ہے۔ حضرت سودہ اور حضرت عائشہ صدیقہ نے جناح سوا۔ ورنہ اسلام کے لیے طائف کا سفر کیا۔ ۵۰ سال کی عمر میں حواجہ ہوا۔ نماز پنجگانہ کی فرضیت ہوئی۔ اوقات کا تقنین ہوا۔ مدینہ کے دھندے اسلام قبول کیا۔ ۵۱ سال کی عمر میں

ہیت یعنی کوئی موتی، پھر عجیب یعنی ثانیہ ۲۰ سال کی عمر میں ہجرت ہوئی (ای  
سال الصغار کے ۲، مرد اور ۲ عورتیں بجعت ہوئیں۔

مدنی دوسرے کو مختلف اس طرح ہیں :-

۱۔ ہجرت فنا کر مدینہ منورہ پہنچے مسجد قبا کی تعمیر ہوئی، مراعات انصار و  
مہاجرین، انھوں کی اہلدار، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کی رخصتی۔  
مدینہ منورہ میں آپ کے پیروان حضرت ابوالفضلؓ انصاری بنے، ام المؤمنین  
کے بچے ہجروں کی تعمیر، بیٹیاں مدینہ (مسلمانوں) ہو دیوں اور انصار کی کے  
دربار (انصارین) کے لیے مکانات بھی تعمیر ہوئے۔

۲۔ فرغانہ، جاد، غزوہ بدر، غزوہ بدر، غزوہ بدر، رزاکہ کی فضیلت، حضرت علی  
کرم اللہ وجہہ اور حضرت خاتم النبیینؐ کا نکاح، تجرل کعبہ (سمیت المقدس کی  
بجائے نماز کعبہ، برقعان کے رقص پیش ہوئے اور نمازیں سلام و کلام  
کی گمانت ہوئی، پیغمبرؐ کی کا حکم نازل ہوا۔

۳۔ ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ اور ام المؤمنین حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح  
ہوا، غزوہ اُحمر، غزوہ قطیف، غزوہ بخران، مکمل کعب بن اشرف اور  
النبی رافع۔

۴۔ ام المؤمنین حضرت اُمّ سلمہؓ سے نکاح، غزوہ بنی نضیر، غزوہ ذات الرقاق  
غزوہ بدر الاخریٰ کے علاوہ حریت شرب کے احکام نازل ہوئے۔

۵۔ ام المؤمنین حضرت حورؓ، ام المؤمنین حضرت زینبؓ بنت جحش سے  
نکاح، غزوہ دومۃ الجندل، غزوہ بنی مطلق، غزوہ خندق، غزوہ بنی قریظہ  
کے علاوہ حجاب کی آیات نازل ہوئی۔

۶۔ رات المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہؓ سے نکاح، بارہ تیرہ مہینے کے مساوی

غزوہ مدینہ بھی پہنچی آبا، کفار سے اپنی اسلام کے نکاح کی حرمت نازل ہوئی  
۷۔ بنی النضیر کو دعوت اسلام کے نواہین ارسال کیے گئے، ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ  
اور ام المؤمنین حضرت عیدہؓ سے نکاح ہوئے، ام المؤمنین حضرت سمیہؓ کے  
بعد کپ کے سے نکاح نہیں کیا۔

غزوہ خیبر بھی اسی سال وقوع پذیر ہوا، نجد، غسان اور شام کے  
ماکمل کا قبیلہ اسلام۔

۸۔ مارے قبیلہ کے ظلم سے حضرت ابراہیمؓ بن رسول اللہؐ فوت ہوئے، حضرت  
زینبؓ دختر رسول اللہؐ کی وفات ہوئی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عروہؓ انصاریؓ مائرہ اسلام میں داخل ہوئے  
فتح مکہ، غزوہ تبوک، غزوہ طاعت اسی سال وقوع پذیر ہوئے، مسجد نبویؐ میں  
منبر بنایا گیا، حضرت مکرّم بن ابی جہلؓ نے اسلام قبول کیا۔

۹۔ حج اکبر کے موقع پر بے شمار قبائل سے وفود حاضر خدمت ہوئے، حج کی

فضیلت اور سود کی حرمت نازل ہوئی، رزاکہ کی وصولی کے لیے عامل مقرر  
کئے گئے، حضرت ابوبکرؓ بن عبدالمطلبؓ بنی الحجاز بنایا اور حج ان ہی کی اقتدا  
میں ہوا۔ نبوی اسلام مدنی بنی حاتم، مسجد حرا کا واقعہ بھی اسی سال پیش آیا

اکیدر، الی و و مائۃ الجندل اور زوی الکواہر بادشاہ حیر سلمان ہوئے، غزوہ  
تبوک، وفات حضرت اُمّ کلثومؓ دختر رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
وفات بنی شام صیہ۔

۱۰۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات کا آخری سال کچھ دنوں کا حضرت  
۱۱۔ ہجرت اوداع، تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار سال کرام اس حج میں  
۱۲۔ وفات ابراہیمؓ بن رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سلسلہ ۱۔ وصال سے چند روز قبل جب مرض نے شفقت اختیار کی تو آپ نے حضرت  
ابوبکر صدیقؓ کو امام مقرر فرمایا۔

۱۲ ربیع الاول بروز شنبہ مطابق ۸ جون ۱۱ سال ۶۳ سال بروز  
مومرا آپ نے وصال فرمایا۔ وصال سے دو دن قبل آپ نے مسجد نبوی  
میں خطبہ دیا اور فرمایا میں سب سے زیادہ جس کی دولت اور رفاقت کا  
ممنون ہوں وہ ابوبکر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اگر میں دینا نہیں کسی کو دوست  
نہ ابوبکرؓ کو نہ ابوبکر کے رشتہ کوئی درجہ ابوبکر کے سوا باقی نہ رکھا جائے  
حضرت عائشہؓ حضرت عباسؓ حضرت فضلؓ حضرت ذکوانؓ حضرت اسامہؓ بن زیدؓ  
حضرت شہزادؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا اور تین جاہر سے کفن دیا  
اور حضرت عائشہؓ مدینہ کے حجرہ میں دفن کیا گیا۔

## اخلاق حسنہ

اَللّٰهُمَّ لَقِّنْ لِّسَانِي حَقَّكَ ۝

جزر بار بشویم وہن زمشک و غلاب  
سوز نام تو گفتن کمال بنیادنی است

اگر کسی دنیا کے سمدوں کے پانی سے بائیں بن جائیں اور جنگل کے درخت  
قلیوں بن جائیں تب بھی آپ کے اخلاق حسنہ معاملہ غرہ میں نہیں آسکتے۔ باوجود  
رقتہ صائمین۔ غلامانہ بنیں۔ شیخ الدین سب کے نماز اس قدر لمبی پڑھتے تھے  
کہ قدم مبارک سوزم ہو جاتے تھے۔ روزانہ کاموں متناکر خدا کے بعد نفع  
شب تک استراحت فرماتے پھر عبادت فرماتے۔ اور نماز پڑھ جاتے۔ اپنی  
ذاتِ اندس کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ وہ لوگ جو ۲۴ سال آپ پر

بہت کم جزر کسم کرتے۔ سب دن کو بھی صاف کر دیا۔ خود غیر از زندگی سبر کرتے  
تھے مگر مٹاؤں میں ہونا سب کو شرماتے تھے۔ دوسرے دن کے لیے کسی چیز کو  
ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔ لیسے باوقار تھے۔ اگر چہ اپنا کھانا آپ کو دیکھنا محبت  
کھانا۔ اپنے اصحاب سے کسی سے شے قائل نہ صاف فرماتے۔ جو کوس کو کھانا  
کھلائے نہ مغبول کی مزاج پر سی کر یا۔ وقایع سے ہشی آنا۔ امانت میں خیانت  
نہ کرنا۔ اسلام میں اتار دیکر کرنا۔ لوگوں کی خطاؤں سے روزگار کرنا۔ غصہ کا اظہار  
نہ کرنا۔ خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ کبھی کھانے میں عیب نہ نکالنا۔ سودا صلف  
نہ ہانڈار سے خریدنا۔ آپ کی ذاتِ اقدس کے بہترین اوصاف تھے۔

صرفائے محرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو تعریف  
وہ سرچشمہ مانتے ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ معرفت روحانیت کے اعلیٰ مقام اور  
کون نفس و بغیہ قلب کی اعلیٰ منزل اور ارفع مراتب پر فائز ہونے کے  
مادہ آپ کی حیثیت پاک سر تا پا عمل حقیقی کا شہرہ الطہرہ یا مسجد نبوی  
جست الاحرام ہو یا بیت المقدس۔ عرشِ مطہر ہو یا صحرائیں رحمت کے ذرات  
سداں جنگ ہو یا صلیبی حالت آپ ہمہ وقت سعی و عمل میں مشغول رہنے  
تھے۔ آپ کی سیرتِ طیبہ کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ آپ صرف حکم دینے  
پر ہی اکتفا نہ کرتے تھے۔ بلکہ کامی نمونہ پیش فرماتے تھے۔

لَا یُکِنُ الْاِنْسَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّہُ

بعد از خدا بزرگ توئی حقہٗ حقیر

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ  
 اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَىٰ آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَبِيْبٌ مَّحَبْبٌ  
 اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ  
 اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَىٰ آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَبِيْبٌ مَّحَبْبٌ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ  
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
 مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ



امیر المؤمنین خلیفہ اول

حضرت ابو بکر صدیق

اسم گرامی قدر عبداللہ کنیت ابو بکر لقب سعد بن اور رضی ہے والد ماجد کا  
 نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ تھی والد ماجد مدنی تھے جس کی کنیت ام الخیر تھی  
 آپ قریش کی ایک شاخ بنو قسیم سے تعلق رکھتے تھے

آپ کی طاعت با سعادت عام الغیل کے بڑا ہی پرس جد جوتی رسول اکرم  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین سال چھوٹے تھے اور اعلیٰ عمر سے ہی سکیم افضلیت  
 تھے ان کو بکر بنات کا پیشہ اپنایا۔ یمن سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے عزیز دوست تھے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت  
 کیا تو سب سے پہلے آپ نے ہی اسے قبول فرمایا اور ساری عمر اس کے ذورِ غاوت  
 ثابت کے لیے کوشاں رہے ہجرت سے قبل کہ بعض میں آپ نے کفار مکہ کے  
 قسم کے جوڑے ستم سے لگے آپ کے ایمان میں ذبح ہر پر بھی فرق نہ پڑا۔ حبیب  
 ایمان دلو اور ایم میں پر مشیدہ نماز ادا کیا کرتے تھے تو آپ بھی ان کے ساتھ تھے  
 آشوب دور میں آپ نے حضرت بلالؓ، حضرت عامر بن ذہیرؓ، حضرت عمارؓ  
 سامرہؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت بلالؓ، حضرت زبیرؓ  
 و غیرہؓ، حضرت ام مریؓ وغیرہ ملازمین اور کنیزوں کو خرید کر آزاد فرمایا۔

ہجرت کے وقت آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے جب آپ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کا سفر فرمایا جب مدینہ میں مداخلت کا ارشاد فرمایا تو آپ حضرت خادرجن زید انصاری کے بھائی بنے۔ مدینہ منورہ کی سب سے پہلی مسجد مسجد نبویؐ کی الاصلی عید کے کی سعادت آپ کو حاصل ہوئی۔ قیام مدینہ منورہ ان غزوات میں شرکت کی۔ غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، غزوہ بنی مصلح، غزوہ خیبر، فتح مکہ، غزوہ تبوک، غزوہ موتہ، غزوہ ذات السلاسل، غزوہ تبوک وغیرہ۔ غزویہ ہر مشکل مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ حجۃ الوداع کے وقت آپ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے جب صلۃ مطہرہ مناسک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ امیر المؤمنین اور خلیفہ اول منتخب ہوئے۔ دورانِ خلافت آپ نے نہایت مکمل اور بڑی باری سے تمام مسائل کو طے کیا۔ حبش، سامہ کی روانگی، فتہ ارمنا و کابلینا، مکرش اور باغی قبائل پر فتاوے پایا، منکرین کو قہ سے بچانا، مسلحہ کذاب کا استدعال، آپ سے علم و اشراف کا نشانہ کارنا ہے ہیں۔ آپ ہی کی تفسیر سے حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ جو مشرہ مشرہ میں بیٹھے، ایمان لائے۔

آپ کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے جزیرہ عرب سے نکل کر بحرین، عمان، یمن، حضرموت، حیرہ، دومہ، الجندل، کندہ وغیرہ تک فتوحات کیں پھر یوم کو سفارت بھیجی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو عیال بنایا تو ابوترک کو بنانا۔ پھر فرمایا ہم نے ہر ایک کے احسان کا بدلہ دے دیا ہے مگر ابوترک کا احسان ایسا ہے کہ اس کا بدلہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہی دے گا پھر فرمایا

لکھ دو کہ مردوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

آپ کا نظام حکومت مثالی تھا۔ پوری مملکت کو مختلف صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم کیا گیا۔ اور ان کے لئے علیحدہ علیحدہ حاکم مقرر کیے۔ ریاست کی آمدنی اور اخراجات آپ کا مکمل گوشور تھا۔ دینت المال کا قیام۔ خرچ کی تشکیل نو۔ قان پاک کرنا، بغیرات اور عہد و قائم کرنا۔ آپ کے بے شمار کارنامے ہیں آپ کو ان باتوں پر اولیات حاصل ہے۔

۱۔ مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔

۲۔ قرآن پاک کو سب سے پہلے آپ نے جمع کرایا۔

۳۔ قرآن پاک کا سب سے پہلے آپ نے نام مخفف رکھا۔

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنی حیات میں امام مقرر فرمایا اور آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔

۵۔ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو امیر حجاج مقرر فرمایا۔

۶۔ آپ پہلے امیر المؤمنین ہیں۔

۷۔ اسلام میں سب سے پہلے سب سے آپ ہی کے تعاون سے تفسیر ہوئی۔

۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے آپ کو دوزخ سے نہایت کی خبر شجرہ یسنائی۔

۹۔ ہجرت کنوئوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ ہی تھے۔

۱۰۔ آپ مشرہ مشرہ میں شامل ہیں۔

۱۱۔ قرآن مجید میں آپ کے فضائل پر آیات ہیں

۱۲۔ آپ افضل الشریعہ الانبیاء ہیں۔



آپ نے چار نکاح کیے اور قبیلہ بنی مہر العزلی ۲۔ اہل بیت ۲۔ حضرت اسماعیل بن عیسیٰ اور ۴۔ حضرت جبریل بنیہ خارجیہ۔ اولاد میں حضرت اہل بیت کے بطن سے حضرت عبدالرحمن بن حضرت اسماعیل کے بطن سے حضرت محمد بن ابی بکر قریب ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت عبدالرحمن کی بیوی تھیں۔ جہاں بزرگ رسالت میں ایک نہایت ادنیٰ مقام رکھتی تھیں۔

آپ کا حوالہ ۲۲ جمادی الاولیٰ سال ۶۲۷ مطابق ۶۲۷ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ حضرت اسماعیل بن عیسیٰ نے غسل دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے جازہ پڑھائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے قبر میں اتار کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرقہ منورہ کے پہلو میں لٹا دیا کہ آپ کا سر اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ مبارک تک آجے۔ رزمجان حقیقت علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

اے اہل بیت! اسے بر ملا نہ مائیں  
اے اہل بیت! اسے بر ملا نہ مائیں  
اے اہل بیت! اسے بر ملا نہ مائیں  
اے اہل بیت! اسے بر ملا نہ مائیں  
اے اہل بیت! اسے بر ملا نہ مائیں  
اے اہل بیت! اسے بر ملا نہ مائیں  
اے اہل بیت! اسے بر ملا نہ مائیں  
اے اہل بیت! اسے بر ملا نہ مائیں  
اے اہل بیت! اسے بر ملا نہ مائیں  
اے اہل بیت! اسے بر ملا نہ مائیں



## حضرت سلیمان فارسی

آپ کا نسب احمد بن ابی حنیفہ کے خاندان ابی النکب سے ملتا ہے۔ آپ کے والد اہل بیت سے تھے۔ پہلے آپ وہیں جوس سے ہزار ہو کر دین مروسی میں داخل ہوئے۔ اس کو چھوڑ کر نصاریٰ مذہب اختیار کر لیا اور روم و شام میں زبان نصاریٰ کی بات میں رہے اور اس راہ میں سخت تکالیف برداشت کیں۔ تقریباً دس مرتبہ وہ ہنگامہ نبوت فروخت ہوئے۔ آپ کا چھٹی نام مایہ قتادہ میں ایک شخص نے لکھی کہ بتان لگا کر گرفتار کر لیا اور بنی قریظہ کے ایک یہودی نے خرید لیا اور چھ مہینے میں یہودی کی غلامی سے بھی بچا کر بی۔

اسلام میں داخل ہوئے کا واقعہ اس طرح ہے آخر اسباب جس کے پاس آپ پہنچے مرنے لگا تو اس نے آپ کو بشارت دی کہ مدینہ میں پیغمبر آجائے گا۔ اس کی علت کا زمانہ قریب آگیا ہے تو ان کا دین اختیار کرنا۔ چنانچہ رامہب مذکورہ کے سے کہہ کر آپ نے مدینہ کی راہ لی۔ ہجرت کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ پہنچے تو آپ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ کا نام سلیمان رکھا گیا۔ غزوہ خندق میں آپ ہی کے مشورہ سے مدینہ کی طرف ہجرت ہوئی تھی۔ مدینہ منورہ میں اہل بیت نے آپ کے مال میں برکت دی اور آپ نے وہاں کھجوروں کا ایک باغ لگا دیا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دست مبارک سے کھجوروں کا ایک پروانہ جو دستِ جبریل سے رہا ہے ۔

آپ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے شرفِ بیعت تھا آپ اسبابِ شہادت میں شامل تھے  
و ان وفات کا بیشتر حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور خدمت میں کیا بہرہ  
نہا تھا جس سے آپ نے علومِ دینی و عارف کا قرینہ حاصل کیا اور آپ کے خصوصی مقرب  
ہے ۔ آپ کی شان میں ایک حدیث بھی ہے ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
فرمایا کہ "سیدنا ان رضی اللہ عنہ" کا ہے اہل بیت سے ہے ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کہ تھے کہ سیدنا ان علم و حکمت میں لنگھان گئے کہ  
جم پر ہے ۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ مدائن کے گورنر تھے  
کیے گئے ۔

مصنف "طبقات الصوفیہ" علامہ عبد الوہاب شعریؒ لکھتے ہیں کہ جب آپ کا  
و فیض آتا تھا تو اس کو گھڑے گھڑے پیات کر دیتے تھے اور خود مزدور سی کر کے  
کھاتے تھے ۔ جو روزی کے دوران آپ کو پانچ ہزار دینار ملتا تھے پہلے کوئی  
مکان نہ تھا جب مکان بنایا تو اس کی یہ حالت تھی کہ گھڑے بول تو نہ جیت کو جا  
گئے تھا ۔ بعض لوگ مزدور سمجھ کر مسلمان بھی اٹھوا لیتے اور معلوم ہوتے پر سطرت کہتے  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بائیں چاہیہ ۔

میں اس بنی عرب میں

صہبہؓ سابقہ دوم

سیدناؓ سابقہ فاروق

اور ہالؓ سابقہ حبشہ

آپ فرماتے ہیں :- تہتیب ہے طالب دنیا پر جس کو موت طلب کر رہی ہے  
۱۰۔ جنب ہے اس فاضل پر جس کو فراموشی نہیں کیا گیا اور تہتیب ہے اس پختہ دلے  
جو دنیا پر جانتا کہ اس کا پروردگار اس سے لاعلمی ہے یا ناظرین ۔

آپ کی وفات ۱۰ ربیع الثانی ۴۰ مطابق ۶۳۰ء مدائن میں ہوئی اور وہیں  
و ان ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی تجویز و نگہین کے ذرائع انجام دیئے  
تھا کہ آپ کی عمر اڑھائی سو سال کی تھی ۔ بوخت وفات پر آواز رہی تھی ۔

سَلَامٌ نَبِیکَ یا ولی اللہ ۔ السلام علیک یا صاحبِ رسول اللہ  
ن کی زوجہ فرمائی ہیں ۔ کہ آواز دینے والا کوئی نظر نہیں آتا تھا ۔



## حضرت قاسم بن محمد بن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم

امیر المؤمنین علیہ السلام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد  
کے فرزند اور گھنڈے تھے۔ نام قاسم اور کنیت حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر  
حضرت امام زین العابدین آپ کے والد زاد بھائی تھے۔ کبھی میں ہی آپ کے والد کا  
اشغال ہو گیا تھا اس لیے آپ کی پرورش و تربیت آپ کی عہد میں ام المؤمنین حضرت  
عائشہؓ نے کی۔

باطنی علوم کی تکمیل آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کی۔ آپ  
زبردست فقیہ تھے۔ حضرت عمرؓ بن عبد العزیز کا قول ہے کہ اگر خلافت کا معاملہ میرے  
اختیار میں ہوتا تو میں حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سپرد کرتا۔  
اور ان کو علیہ السلام حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت ابیہ رحمۃ اللہ  
منہم سے علم حدیث پڑھا۔ اور اس طرح آپ ایک نامور محدث تسلیم کیے جانے لگے۔  
آپ کی والدہ شاہ ناز بن زید کی بیوی تھیں جو حضرت محمد بن عبد اللہ بن ابی بکر کے  
نکاح میں آئی۔

آپ مدینہ منورہ کے مہاجرین میں سے تھے کیونکہ ہمارے کلام سے آپ نے ریاضت  
کی جلیل القدر تائید میں سے تھے۔ زیادہ کی حاجت ہے کہ آپ ایک معتز عالم تھے۔  
آپ کے کاغذ میں بڑے بڑے آثار حدیث تھے جن میں عبد الرحمن بن قاسم۔

امام شعبہؒ، امام بن عبد اللہ بن عمر، یحییٰ بن سعد انصاری، امام زہری، عبد اللہ بن  
عمر، مالک بن دینار، فافع مویٰ بن عمر، سعید بن ابی ملک، یحییٰ بن عمر،  
وفیہ نہایت مسائل و معزم مختلفہ بابت متفقین، یحییٰ بن سعید کا کہنا ہے کہ ہم نے کوئی ایسا  
شخص نہیں دیکھا جس کو حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر وفیقیت دے سکیں  
حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے کہا کہ سنے، اگر امیر خلافت میرے اختیار میں ہوتا تو  
میں قاسم کے سپرد کرتا۔

مسجد نبویؐ میں آپ کا خاص محفظہ درس تھا، ہر جگہ دوسرے نبویؐ اور مشرعیؐ کے  
درمیان تھی۔ جس پر بعد ازاں حضرت امام مالکؒ کی مسند درس بھی چلی، یعنی، آپ  
امام زمانہ اور گیارہویں تھے۔

آپ کی وفات ۱۴ جمادی الاول ۱۰۸ھ میں ہوئی جو بیسویں  
سال ہوئی۔ وفات کو محظوظ اور مدہ منورہ کے درمیان مقام تقدیر میں ہوئی۔ اور  
شش ماہ میں دفن ہوئے جو پندرہویں میل کے فاصلے پر ہے۔



## حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

اسم محمد بن جعفر کنیت ابو عبد اللہ اور لقب صادق ہے آپ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کی ولادت مکہ حضرت امام زکریا رضی اللہ عنہ صاحب حضرت قاسم بن محمد بن محبوب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم غیلہ ازل کی صاحبزادی عقیقہ۔ آپ کی ولادت باسعادت ۸ رمضان المبارک سنہ ۸۰ مطابق ۶۰۰ء میں ہوئی۔ آپ کی مافی حضرت اسماعیل بن عبد الرحمن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔

باطنی علوم کی تحصیل و تکمیل آپ نے اپنے نانا حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سے کی مگر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درہمی دلا دیا جو سنے کا شرف حاصل ہے۔ آپ بیچ و بیل میں سے تھے۔ علم حدیث آپ نے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حضرت قاسم بن محمد امام مری، امام کاظم، محمد بن مسلمہ، عبد اللہ بن ابی طایف، علاء و غیرہ سے پڑھا اور تحصیل کی۔

آپ اہل بیت کے چھ امام میں اور آپ کی امامت و سیادت متفق علیہ ہے۔ فقہ یس میں پڑھا بلکہ وہ تھا۔ حضرت امام کاظم فرماتے ہیں کہ آپ کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا تو فرنگ نہ دھو جانا آپ نے حدیث کبھی بے وضو نہ پڑائی امام باقی حضرت عبد اللہ بن عثمان فرماتے ہیں کہ حضرت امام کاظم صمدی اور موسوی حضرت

صمدی اکبر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ مروی ابن ابی عمیر کا قول ہے کہ میں جس وقت امام جعفر صادق کو دیکھتا ہوں معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ فاضلین جوت سے ہیں۔

اہل بیت کرام میں آپ بے نظیر و بے مدلی تھے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل بیت میں سے آپ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا علماء ذہبی کہتے ہیں کہ آپ فقہا حدیث میں سے تھے جو حضرت مسیح علیہ السلام جویسی اللہ عنہ ان کا بیٹا بنی لاسدی تھے یہی کہ آپ اور عیسیٰ مثلاً لکھنؤ، اطلاق کے امام اور مراد ہے علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

صحابہ آپ پر فخر و عقیدہ فرمایا کرتے تھے کہ علمائے شریعت پیروں کے امین ہیں حبیب اللہ کا بلا مت سون کے دروازوں پر نہ جاتیں۔ سعادت کا یہ عالم تھا کہ اوروں کو اتنا سنا کہ کہ لینے اہل و عیال کے لیے کچھ باقی نہ رہتا۔ آپ کے عائدہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت مشیائے ثوری حضرت ابن جریج، حضرت سفیان بن عیینہ، حضرت ابو حنیفہ، حضرت شریک و غیرہ اکثر کرام تھے اور انھوں نے آپ سے بہت سی احادیث و روایت کی ہیں حضرت امام محمد مالک ایک حدیث لکھا ہے کہ میں نے آپ سے اس حاضر ہوئے رہے ہیں۔ کشف و کرامات بے شمار ہیں۔

آپ کا نام سرزمین عراق میں کافی معروف تھا۔ حضرت واقف لکھی مزیہ آپ کی خدمت لکھا میں حاضر ہو کر غیبیاب ہوئے۔ غیب سفور کا ہی آپ کی عظمت کا یہ مدعوت تھا۔

آپ کا وصال دار عیال پر حبیب مثلاً مطابق سنہ ۱۴۰ ہجری ۶۴۰ سال مدینہ منورہ میں ہوا۔ اور دفن البقیع میں لکھا اہل بیت کرام میں مدفن جوئے لکھی ہیں حضرت امام جعفر صادق، حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام حسن کرام فرمایا ہیں۔



## سُلطان العارفين حضرت بايزيد بسطاميؒ

آپ کا اسم گرامی طغرل بن علی بن آدم بن خروسان تھا۔ کنیت ابو یزید اور لقب سلطان العارفين تھا آپ کے دادا پشانش پرست تھے پھر اسلام لے آئے۔ ولادت منسلک مطابق ۳۷۷ھ میں ہوئی آپ نے اپنی والدہ کی بہت خدمت کی مٹی جس کی وجہ سے آپ کو خنزیر ثابت ہوئے۔

آپ کو حضرت امام جعفر بن علیؑ سے اسی نسبت تھی۔ رشتہ فرید الدین عطارؒ سمجھتے ہیں کہ آپ نے ایک سو تیرہ مشارع سے استفادہ کیا تھا صاحب آپ کے لیے تقریر سے گئے تو آپ نے یہ سفر بارہ سال میں اس طرح طے کیا کہ ہر قدم پر درود کو سنت نماز ادا فرماتے و سبہ حضرت شیخ عینیؒ اور حضرت ابو جعفر سجستانیؒ سے آپ کی ملاقاتیں تھیں۔ حضرت شیخ ابو سعید ادا الخیر بھی آپ کی ملاقات کو آئے تھے۔

ریاضت و عبادت میں آپ بے نظیر رہے ہیں۔ عتقہ صاحب بسطام سے باہر نیکے تو تیس سال تک جنگوں، ویرانوں اور بیابانوں میں چھلکت میں معروف بل سبے حضرت داہ گنج عینیؒ صاحب "کشف المحجوب" سمجھتے ہیں کہ آپ بسطام کی آبادی میں فدا لفرید تھے۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرمایا کرتے تھے کہ "راہ توحید کے مائلوں کی انتہاء بایزید کی ابتداء کے برابر ہے" پھر فرمایا "بایزیدؒ باری ہماست میں ایسے ہیں جیسے جبرئیل علیہ السلام فرشتوں میں"۔

تو چہ را چہ مال مدینہ منورہ کی خدمت سے احرام باندھ کر اور صومرہ میں ماضی دنی، جو بیا آپ کے کمال ادب نے گوارا نہ کیا، مانع رکھا جائے اتنا ریح خدمت کا یہ عالم تھا کہ خدمت کی سادہ اور مری کے مالک سادہ ولایت کے ایک ہی سی سے بے نیاز رہیں گئے۔

یہ وہ ہے وہاں سے ہمارے خالق نے اپنے  
وہاں سے ہمارے خالق نے اپنے

یہ وہاں سے ہمارے خالق نے اپنے  
یہ وہاں سے ہمارے خالق نے اپنے

یہ وہاں سے ہمارے خالق نے اپنے



## حضرت ابوالحسن خرقانی

اہم گرامی علی بن ہجر اور کنیت ابوالحسن ہے۔

آپ کو شوق میں حضرت خارجہ بایزید گیلانی اویسیہ حاصل تھی۔ آپ عثمان کی نماز شرفان میں باجماعت ادا کرتے اور پھر حضرت بایزید گیلانی کے حذر اقدس پر حاضر فرماتے۔ اور نماز صبح اس وقت سے خرقان داپس آکر ادا کرتے۔ داپس میں یہ انتہام تھا کہ رخصت نہ ہونے کی طرف چمک نہ ہو۔ بارہ برس کے بعد حضرت بایزید گیلانی نے کامیابی کی خبر سنائی تو تمام ملام ہی ہری و باطنی آپ پر شکست ہو گئی۔ آپ نے چالیس سال تک سرنگیہ نہیں رکھا۔ اور صبح کی نماز شاد کے وقت سے پڑھی۔

کھاتے کہ آپ کے پاس ایک باغ تھا ایک بار جو آپ نے اسے کھودا تو اس میں سے چاندی نکلی۔ دوسری بار کھودا تو سونا نکلا۔ تیسری بار میرے اور خواجہ ابراہیم نے۔ تب آپ نے کہا۔ کہ اسے بار اٹھا۔ فقیر ابوالحسن کو ان چیزوں سے کوئی ضرر نہ ہوا۔ یہی ہے اپنے مشق کے بوجھے۔ اور کوئی چیز حلاذ فقرا۔ ہمیشہ ریاضت و عبادت میں مشغولی اور حضور و مشاہدہ میں مستغرق رہتے تھے۔

حضرت خواجہ فرید الدین غطار نے اپنی تالیف تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ سلطان الشارح اور قطب الاولاد تھے۔ دولت کے اہل تھے صاحب کشف المحجوب حضرت سید علی بن عثمان جو بری المعروف جردا گئے تھے کہ آپ اپنے شاگردوں سے

حضرت شیخ ابوالحسن مقلد نے فرمایا تھا کہ ہمارے بعد چاہا بار از خرقانی سراسر ہے۔

حضرت شیخ بولٹ بنا آپ کی زیارت کے لیے خرقان حاضر ہوتے تھے۔ اور حضرت ابو جعفر بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ نقل ہے کہ آپ کے پیر مرشد ابو بکر گیلانی حبیب دستار میں شہدوں کے مزارات کی زیارت کے لیے ہوا۔ اس میں خرقان میں مقیم تھے اور سانس اور کچھ کفر فرماتے۔ چوروں کے اس میں ایک مرد کی خوشبو کو مٹھنا سوں۔ جہاں کام ملی اور کنیت ابوالحسن جوگی۔ سنہ ۶۰۰ دوسرے جگہ کہ جوگا۔ جو اہل دیوان کے ساتھ دوسرے گا۔ کھینچ باری کریگا۔ وقت لگائے گا۔ حضرت مولانا رقم نے اس طرح کی پیش گوئی کی تھی اور مقنوی ہیں۔

ہا بیت دلچسپ پیر بولٹ لکھا گیا ہے۔

مطالعہ محمود غزوی کو آپ سے بے حد عقیدت و ارادت تھی۔ اور وہ آپ کی خدمت میں اکثر و بیشتر حاضر ہوا کرتا تھا۔ مخلصان نے آپ کی ہی دعا و برکت سے

اور کہ سرگیا تھا یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان پر سلطان محمود غزوی کے

دعا نام لکھے تھے۔

دعا کرتے تھے۔

مردی ہے کہ (انسان) دل سے بات کہے یعنی وہ بات کہے جو

اسی کے دل میں ہو۔

م کہ توڑا کے لیے کہ تہا خالص ہے اور جو کچھ بندوں کے لیے کہ تہا ہے

وہا ہے۔

مام سلمان نماز پڑھتے ہیں، دروازے رکھتے ہیں، لیکن مرد وہ ہے کہ ماضی

سالی اس پر گزر جائیں مگر غرضت اس کے نامہ اعمال میں کوئی نہ ہو۔

کہ جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ سے شرمندہ ہونا پڑے اور وہ جن کو ایک  
لحظہ فرعون نہ کرے۔

آپ کی وفات ۱۵ رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۱۱۱ھ عرقان میں ہوئی  
جو کہ بھام کے مصافحات میں ایک پہاڑی علاقے کے گاؤں کا نام ہے۔ آپ نے  
وحییت فرمائی تھی کہ میری قبر بہت گہری نہ ہوگا۔ تاکہ یہ لاش میرے پروردگار کے  
جسد مبارک سے بھی رہے۔ عمر پاک ۷۲ سال ہوئی۔ قبر شریف ۲۰ گز گہری گھوڑی  
گھنٹی تھی۔



## حضرت خواجہ ابو علی فارمدی

اسم گرامی فضل محمد بن علی بنیت اوبلی اور وطن فارمدہ جو مصافحات مرس کا  
ایک گاؤں ہے آپ کی ولادت ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۱۱۱ھ میں ہوئی۔  
سلسلہ مایہ نقشبندیہ میں بیعت و خلافت حضرت خواجہ ابو الحسن فرقانی سے  
ہے۔ نیز حضرت ابو القاسم گودکانی طوسی سے بھی بیعت تھی جن سے آپ کو  
شرف خلافت و امامی بھی حاصل تھا۔

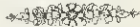
فرجانی کے عالم میں مرد و جمہور و فنون کی نگین کے لیے دنیا پر دستے۔ اور  
حضرت شیخ ابو سعید ابو الفیر کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر فیضان پایا۔ ازان بعد  
حضرت امام ابو القاسم قشیری سے بھی فیض و برکات حاصل کیے۔  
معتمد سالہ قشیر حضرت امام ابو القاسم محمد اکبر بن ہوازن قشیری سوزنی

۳۲۵ھ مطابق ۱۱۱۱ھ میں آپ وعظ میں متروک انداز کے مالک تھے جو بات  
کہتے دلوں میں اثر جاتی۔ حادرات و سیاحت میں بے مثل تھے۔ حضرت ملا محمد گرامی  
جائی ابو حضرت امام ابو القاسم قشیری نے "نہات الامم" اور "سیرۃ قشیریہ" میں  
اس کی بہت تعریف کی ہے اپنے زمانہ میں مشائخ کے پیشوا اور فلسفہ وقت تھے۔  
خلو سان عرق اور اندر اجماع کے سبب بڑا اثر دے آپ کی متابعت میں شریعت کشف پر  
چند کی سعادت حاصل کی۔

صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے (بعد درج اور ثعلیق وارثا و فی کینا تے تھے  
 اپنے پرناثر و مظنی وجہ سے اہل سنت و جماعت کے ہاں بجد  
 مقبولیت میں تھے کہ جو کچھ ملنا متاثرہ صوفیائے کرام پر صرف کر دیتے تھے ۔  
 صوفیائے کرام اور مریدان کے مرتبہ اور لسان الوقت تھے ۔  
 صاحب زندگان میں ابو الحسن علی ، ابو الفضل عماد اور ابو بکر عبد الواحد تھے جو سب  
 متبرک بالہ تھے ۔

غلامی کرام میں حضرت خواجہ ابو یوسف بھائی اور حمزہ الاسلام حضرت  
 امام غزالی بہت مشہور ہیں ۔

آپ کی وفات ۷۸۵ھ مطابق ۱۳۸۳ء طوس میں ہوئی ، اور وہیں مزار و مزار بنا  
 ہر شریف ، عا سال بنائی جاتی ہے اس وقت ہندوستان کا بادشاہ ارسلان سلطان لکھنؤ  
 غزنوی تھا ، صاحب مقبضہ الہ و فیاض نے تاریخ وفات ۷۸۵ھ لکھی ہے ۔ آپ کے  
 خلیفہ اعظم حضرت خواجہ ابو یوسف بھائی سے آپ کا سلسلہ برچھا ۔



## حضرت خواجہ ابو یوسف بھائی

آپ کا نام ہرم اور کنیت ابو یوسف ہے ولادت ۷۸۵ھ مطابق ۱۳۸۳ء  
 میں ہوئی وند ماجہ کا نام ابو یوسف تھا اصل وطن کمان ہے تحصیل علم شیخ ابو اسحاق  
 شہر لکھنؤ سے کیا ، آپ نے شیخ عبد اللہ خرمی اور شیخ حسن سنائی سے بھی فیض پایا ۔  
 جنت و خدمت آپ نے حضرت شیخ ابو علی غزنوی سے حاصل کی ۔ اٹھارہ سال  
 کی عمر میں آپ نے خراسان ، عراق ، بحرین ، بخارا ، بغداد اور اصفہان وغیرہ کے بہت  
 سے ہر گوں سے مسافروں کی اور توجہ علوم کی تحصیل کے علاوہ علم حدیث کی بھی تکمیل  
 کی ، جنفی المذہب تھے ۔

آپ کی مجلس میں شیوخ نے فائدہ حاصل کرتے تھے ، حضرت سید معین الدین چشتی  
 امیری بھی آپ کی خدمت اقدس میں حواہ رہے تھے ، صاحب بغداد شریف لکھے  
 تہ حضرت فاضل الاعظم سید عبدالغفور جہانی کی غافل اور حواس میں شرکت کی تھی اور  
 وہ آپ کی بہت تعریف فرماتے تھے ۔

پچھترہ سال کے عہد اور خدمت تھے ، ساٹھ سال سے نابادہ عرصہ سہادہ فاضل بینی  
 پر مشتمل ہے ، کافی مذمت مرو میں بھی قیام پذیر رہے ۔ صاحب "لغات الانس"  
 آپ کو مدافہ بانی لکھا ہے ۔

فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے صحبت رکھو اور اگر مہترہ آئے فراس



شخص کے ساتھ محبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔  
تفصیلات میں مناقب السالکین۔ منازل السائرین اور نہایت الحیاہ بہت  
مشہور ہیں۔

خلفائے کرام میں حضرت خواجہ عبدالقادر غجدونی، حضرت خواجہ حسن انصاری،  
حضرت خواجہ عبداللہ برنی اور حضرت خواجہ احمد یسوی بہت ممتاز ہیں۔  
آپ کی وفات ۶۰ رجب المرجب ۵۳۵ھ مطابق سن ۱۱۴۰ء بمصر ۱۵ سال مرو  
ہیں ہوئی اور وہیں مزار پر انوار بنا۔ ان دنوں ہندوستان پر بہرام شاہ بیکین الغفر  
غزنوی حکمران تھا۔  
سلسلہ نقشبندیہ آپ کے بعد حضرت خواجہ عبدالقادر غجدونی سے پڑھا۔



## حضرت خواجہ عبدالقادر غجدونی

اسم گرامی عبدالقادر اور لقب خواجہ جہاں نظام الدین خواجہ امام عبداللہ حضرت  
امام مالک صاحب موطا کی اولاد و مبادین سے تھے۔ ولادت غجدون جو مضافات بہار  
میں ایک پٹا شہر ہے، ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ سلطان دوم کی نسل سے تھیں۔ تفسیر  
آپ نے مولانا محمد الدین سے پڑھی۔ آپ کا سوا دس کن غجدون بخارا سے چھ فرسنگ کے  
فاصلے پر ہے۔ آپ کے والد حضرت غفر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔  
سلسلہ قادریہ نقشبندیہ میں بہت وفات حضرت خواجہ ابو یوسف بخاری سے تھی  
جب حضرت چوگٹی بخارا نے تالیف خطا ہے کہ قادیان کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ولادت  
حاصل کی۔ اس وقت آپ کی عمر بائیس سال کی تھی۔

آپ نے دنیا سے اسلام کی کافی سیر ریاضت کی، جب شام کے قندھار تک  
نہایت عالی شان خانقاہ تعمیر کرائی۔ لیکن مقیم غجدون میں ہی رہے آپ سے بے شمار  
خوارق و کرامات ظہور فرمائی۔ چکی سعادۃ سے بھی مشرف رہے۔ آٹھ کلمات جو  
خواجگان بقیۃ بند کے طریق میل کو ظاہر کرتے ہیں انہی سے واضح ہوتے ہیں۔

۱۔ چوٹ دروم ۲۔ نظر بر قدم ۳۔ سر درون ۴۔ غلوت درائین  
۵۔ یاد کرد ۶۔ بازگشت ۷۔ نگہداشت ۸۔ یادداشت  
آپ کے خلفاء میں حضرت خواجہ محمد ماریف روم گری، حضرت خواجہ ابو یوسف

حضرت خواجہ احمد علی اور حضرت خواجہ سلیمان کریم نے بہت مشہور تھے۔ آپ نے ایک  
وہیت نامہ اپنے غلیظ و فزنی معنوی حضرت خواجہ ابوالکاسم شہید کے لیے لکھا تھا آپ کی  
بے شمار کرامات مشہور ہیں۔

آپ کا دماغ ۱۲ درجہ الاصل ۱۷۹۰ء مطابق ۱۱۹۰ھ خجودان میں ہوا اور مزار  
موجود ان ہی بنائے ہوئے پنجاب پر مغربی خاندان کا آخری تاجدار شہر و ملک کا دولت  
منا جس کا یہ تخت اندر رانی کا ہر مٹی۔

آپ سے سلسلہ نقشبندیہ آپ کے سربراہ محمد عارف دیوگری سے ملے پڑھا



## حضرت خواجہ محمد عارف دیوگری

آپ کی ولادت فقیر دیوگری ہوئی۔ جو محلہ استاٹھارہ میں گذر ہے۔ جگہ میں  
خجودان سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ میں بہت عظمت حضرت خواجہ عبدالخالق خجودانی سے حاصل  
تھی۔ مزاری عمران کی بی خدمتہ اللہ میں رہے ان کی وفات کے بعد آپ سلسلہ شاد  
پر چہرہ نگہ پائے مرقع میں مدد رہے۔

تصنیفات میں ایک رسالہ "لذات اہل سب" جو تصوف کے مضامین پر مشتمل ہے  
اور جن جرات کے ایک بزرگ قاضی شیخ شمس الدین نے بھی آپ سے ملاقات کی تھی  
اور فرمایا: "ایک ماضی" تھے۔ اس رسالے کا نقلی نسخہ مولوی رفیعی خان غازی دوسید  
امامین خان نے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

نہایت کرام میں حضرت خواجہ محمد عارف نقوی نے بہت شہرت حاصل کی۔  
آپ کی وفات ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۹ء دیوگری ہوئی اور وہیں مزار پر لاوار  
تا۔ آپ کو از خدمت میں ہندوستان میں سلطان شمس الدین اعظم مکران قنار  
آپ کے وصال کے بعد یہ سلسلہ حضرت خواجہ محمد داغیر نقوی سے چلا۔



## حضرت خواجہ محمود انجیر فتنوی

حضرت خواجہ محمود انجیر فتنوی نقشبہ انجیر فتنہ میں پیدا ہوئے جو بخارا سے نوسل کے  
فاصلے پر واقع ہے یہ گاؤں بخارا کے نقشبہ اکبر محلہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ جو شہر منچند  
و نقشبہ اکبر میں باخاومت گری ہو کر گاؤں کی کا پشہ اختیار کیا۔

سلسلہ دار نقشبندہ میں آپ کی بیعت و خلافت حضرت خواجہ محمد عارف دیوبندری  
قدس سرہا علیہ السلام سے تھی۔ ان کے وصال کے بعد آپ نے گدی کے سجادہ نشین ہوئے۔  
اور اہل خانہ کی رہنمائی کرنے لگے۔ حضرت علامہ علی بن حسین داند کا شفیق نے اپنی  
تالیف "رشادت" میں آپ کی بیعت تحریر کی ہے۔

آپ کا وصال عام ہجۃ الاول ۱۲۵۰ مطابق ۱۸۳۵ء میں انجیر فتنہ میں ہوا اور  
دفن ہوئے "سفینۃ الاولیاء" میں آپ کی تاریخ طاقۃ ۱۲۵۰ درج ہے۔

آپ کے وصال کے بعد سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ عزیزان علی رامینی سے  
آجے چلے۔



## حضرت خواجہ عزیزان علی رامینی

نام علی اور لقب عزیزان تھا۔ چونکہ آپ اپنے نفس کو عزیزین کہا کرتے تھے۔  
اس لیے عزیزان کے لقب سے معروف ہوئے۔ چچا کش نقشبہ رامین کا ہے جو بخارا  
سے دوسرے ملک کے فاصلے پر ہے۔ ان کا مجد باور و اور پھر خواجہ رامین بھی اناامست  
گزیں ہے۔

آپ نے بیعت و خلافت حضرت خواجہ محمود انجیر فتنوی سے حاصل کی۔ آپ کو  
حضرت غفر علیہ السلام کی صحبت حاصل تھی۔ بعض فضیلت میں کہ مولانا جمال الدین دہلوی  
کے اس شعر میں آپ کی طرف اشارہ ہے۔

مگر علم حال فوقی تمل پوچھے کے کھڑے بندہ ایمان بخارا خواجہ فساد ج را  
ترجمہ: یعنی علم حال اگر خیال سے بہتر نہ ہوتا تو سرور اہل بخارا خواجہ فساد ج  
(یا فادہ) کے کعبہ علوم بنتے۔

مولانا حامی لطافت الاشرف میں لکھتے ہیں کہ مدنی ملائی کے حصول کے لیے آپ نے  
انسانے کو پیشہ اپنا یا مباحھا۔ صاحب کمالات و مقامات بزرگ تھے۔ کشف و  
کاشف جے علماریں۔ صاحب دیانات و جمادات بزرگ تھے۔ آپ کی درگاہ میں  
ایکے مزدور کستے قرآن میں سے ایک دو مزدور بیٹے مکان میں سے جلتے۔ اور  
خانے کو پورا دھوکرو اور نماز دگر تک با وضو چلتے پائیں رہا اور ذکر کرو۔ بعد ازاں

اپنی مزدوری سے کچھ چھوڑا۔ مزدور بہت خوشی سے ایسا کرتے اور ناز و نیکرتی  
 آپ کی صحبت میں رہتے۔ اس طرح جو مزدور ایک دفعہ آپ کی خدمت میں گزارنا  
 بھر واپس جانے کا ارادہ نہ کرتا۔ اس طرح آپ کے گرد طالبوں کا ایک بڑا جمع ہو گیا۔  
 رسالہ "عزیزان" آپ کی تصنیف ہے جس میں ظاہری و باطنی طاعت، غلویت و  
 عزالت، ذکر الہی اور توکل کا بیان ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر حضرت شیخ عبدالحقؒ  
 عبدواری کے فرزندوں میں سے کوئی ایک بھی اس زمانہ میں ہوتا تو حسین بن مہر گولج  
 کو تختہ دار پر نہ چڑھایا جاتا۔ یہ مشہور رہی آپ کی ہے۔

باہر کو نشستی و نشد جمع و گشت و زمرہ زمرہ زمرہ آب و گشت  
 از صحبت دے اگر شیرانہ کنی ہرگز کند روح عزیزان بجلت  
 (در نکات)

آپ کے خلفاء میں آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد و "حضرت بابا ساسی۔  
 حضرت خواجہ محمدؒ اور سی غلامی، حضرت خواجہ محمد صالح علی، حضرت خواجہ محمد گاہ دور  
 خرامی بہت مشہور ہیں۔ صاحبزادگان میں خواجہ محمد اور خواجہ ابراہیم تھے آپ کے بعد خواجہ  
 ابراہیم سوادہ نشین ہے۔

آپ کی وفات ۷۲۸ھ قمری ۱۳۲۸ء مطابق ۱۳ شوال ۱۲۸۷ھ بمطابق ۱۳ مئی ۱۸۷۰ء میں  
 پراخار بنا۔ اس وقت آپ کی عمر ایک سو تین سال کی تھی۔ چہرہ دار وادار سگودہ قادری تھے  
 آپ کی تاریخ وفات سلسلہ تحریر کی ہے۔  
 آپ کی وفات کے بعد سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ محمد بابا ساسی سے چلا۔



## حضرت خواجہ محمد بابا ساسی

اسم گرامی محمد۔ لقب بابا ساسی اور وطن سہاس ہے جو رامپور سے ایک کوس  
 اور بنارس سے نوین کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے۔ سہاس میں آپ کا ایک باغ تھا جب  
 کبھی آپ ہاگ کی لکھ شاخ کاٹ کرتے تھے تو آپ پر بے خودی طاری ہوجاتی تھی اور  
 وہ اندازہ سے زیادہ کٹ جاتی تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدثؒ دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ  
 نقشبندناست شہد ہیں سے ہے۔

سلسلہ قادریہ نقشبندیہ میں آپ نے بیعت و طاعت حضرت خواجہ عزیز علی  
 رامپوری سے حاصل کی۔

آپ شہس صاحب کثرت و کمالات بزرگ تھے۔ جذبات اور طراوت الہیہ کے  
 لیے سے اکثر وارفتگی طاری رہتی تھی۔ حضرت سید ہمالہ دین نقشبندی کو آپ نے  
 اپنی فرزندگی میں قبول کیا۔ واقعہ اس طرح ہے کہ جب کبھی آپ کو خشک ہندوں سے  
 گندے تو فرماتے "اس زمین سے ایک مروی خوش برائی ہے۔ جلدی ایسا ہوگا کہ  
 کوٹک ہندوں مقررہ ران میں ہاٹا گا۔ ایک دوزخ آپ نے حضرت سید امیر گوالی  
 کے مکان سے شعر مار گان کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے فرمایا کہ وہ  
 عرصہ سو اب زیادہ ہو گئی ہے اور اعلیٰ یا میں حضرت سید ہمالہ دین نقشبندی کی ولادت  
 ہوئی میں کو آپ نے اپنی فرزندگی میں قبول کیا۔

آپ کے خلاف کرام میں حضرت تو جس الدین امیر کراچی حضرت محمد سہاسی،  
حضرت خواجہ شمس الدین امیر کراچی اور حضرت مولانا علی دہلوی مدظلہ کے فیضان حضرت خواجہ  
محمد سہاسی غفرلہ کو خلافت بھی حاصل تھی۔

آپ کی وفات ۱۰ جمادی الثانی ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۷۰ء میں واقع ہوئی۔  
جہاں آپ کا مزار پڑا اور مریض طائف سے سالانہ ایام میں ہندوستان میں  
مسلحان فیروز شاہ تغلق حکمران تھا۔

سلسلہ نقشبندیہ کا سلسلہ آپ سے حضرت امیر کراچی کو تعلق ہے۔



## حضرت خواجہ شمس الدین امیر کراچی

آپ کا نسب حضرت امام مولیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ ولادت  
۱۰ جمادی الثانی ۱۲۵۵ھ میں ہوئی جو بغداد سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔

آپ کا شہر کراچی بھی کیا کہتے تھے لیکن کوئٹہ گری میں بھی کمال حاصل تھا۔  
ماہی کوڑہ کو کراچی کہا جاتا ہے اسی لیے امیر کراچی کے لقب سے مشہور مانا جھٹے  
افانل و گشتی کا شوق تھا۔ ایک دن آپ کشتی میں مصروف تھے کہ اُدھر سے  
مردم و جمہور آیا سہاسی کا گزر ہوا۔ وہاں چہرہ کے اور کشتیاں دیکھنے لگے۔ کشتی  
سے مراجعت کے بعد جب حضرت امیر کراچی کی فخر حضرت بابا سہاسی کے دوستے اکثر پر  
نواں کی لڑتے تھے حضرت امیر کو اپنا بے دام غلام بنایا اور اس وقت آپ کے  
راہل ایٹھ۔ حضرت بابا صاحب نے اپنے گھر پہنچ کر امیر کراچی کو طریقہ نقشبندیہ  
اور اہل دینی، نیز اپنی فرزندوں میں بکول فرمایا۔ آپ تیس سال تک اپنے پیروں شد  
اور سیدنا سیدہ بنید و برکت حاصل کیے۔ نیز شرف ہیبت و خلافت حاصل کیا  
صاحب امیر بنوہ و مرقد بنی معین ہوا اس نے قاعد کے ذریعے آپ کو بلایا، اور  
خلافت کی کہلئے قدم سمیت لکڑم سے اس سرزمین کو مشرف کریں۔ آپ خود تو  
گھر گھر شیعہ ماحول سے تھک کر بھیج دیا۔ اور اس سے کہا کہ بادشاہ سے جاگیر لینا  
اے گیارہ تو امیر بنوہ سے اس کو بخلائی جاگیر ملا کر پاجا ہی۔ مگر اس نے بکول نہ کی۔

امیر حمزہ، امیر شہ، امیر عمر، امیر برہان الدین آپ کے فرزند تھے۔ سب سے بڑے صاحبزادے امیر برہان الدین تھے۔ جن کو آپ نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین پروردگار فقیر حیدری کی صحبت میں دے دیا۔

لکھا ہے کہ آپ کے ایک سو چودہ خلفاء اور بے شمار مرید تھے۔ آپ اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنے اصحاب و احباب کو حضرت خواجہ بزرگ کی اتباع اور حصول فیض کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۱ جمادی الثانی ۸۷۷ھ مطابق سن ۱۴۷۳ء بروز جمعہ شبہ نماز فجر کے وقت اپنے مقبرہ موغار میں ہوئی اور وہیں مزار اقدس بنا کر ان ایام میں ہندوستان کا بادشاہ فیروز شاہ تغلق تھا۔

مسند عالم نقشبندیہ آپ سے حضرت سید بہاؤ الدین اعظم ہند کی بھاری کوشش سے۔



## خواجہ خواجگان حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی

اس پاک کا بن مور بھاری۔ کنیت بہاؤ الدین اور لقب نقشبندی ہے۔ مادرت عظام حضرت امام حسن مسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد و احوا سے تھے۔ ولادت باسعادت ۱۱۰۰ھ بروز جمعہ ۱۱ مطابق سن ۱۷۰۰ء قمریہ میں ہوئی۔ والدین کے فضل سے بچپن سے ہی بہت کمالات کا شوق رکھتا تھا۔ والدین نے اس کی تربیت میں کمال کا کمال کیا۔ آپ نے میر تقی میر کا رد و معذرتاں سوا تو اس کو قہر وادمان کہا جانے لگا۔ آپ کا رد و معذرتاں ۱۱۷۷ھ میں ہوا۔ آپ نے میر تقی میر کا رد و معذرتاں کیا ہے۔

حضرت خواجہ محمد بابا سہمی نے بچپن سے ہی آپ کو اپنی فرزند ہی میں لے لیا تھا۔ امام اعظم و بہت کے لیے آپ کو حضرت سید امیر گلانی کے پروردگار نے جہنوں نے بہت کوشش کی۔ خواجہ میر تقی علی دہلوی کی گاہ مبارک حنا میں فرمائی تھی اور بہت وفات سے مراد فرمایا۔ آپ کو حضرت خواجہ بہاؤ الدین غفرلہ کی اولادیت بھی حاصل ہے۔

کتاب بانی کا پیشرو پانے کے بعد آپ نقشبندی کہلائے اور اسی نام سے یہ سلسلہ چلا۔ خواجہ بزرگ نقشبندی کے سلسلہ میں حضرت خواجہ محمد امیر غفرلہ کی وفات سے حضرت سید امیر گلانی کے زمانے تک ذکر خیر کو ذکر خیر کے ساتھ ہی کرتے تھے۔ آپ ذکر خیر کیا کرتے تھے۔ اور ذکر خیر سے بہتر کیا کرتے تھے۔ آپ کو حضرت محمد علی شہدائے کی صحبت بھی حاصل تھی۔

آپ خفی الغریب تھے اور حضرت امام اعظم ابو سید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد تھے۔

عزیز الشریعین کی زیادت بقدرہ سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ نہایت مستغنی الخراج اور بدور درج کے مالک تھے۔ عزیز نفیر میں منقہ مقام رکھتے تھے۔ نادر مبارکی طرف کم تو جرحہ کرتے تھے۔ اور اگر کوئی بدینہ پیش کرتا تو وہی ہی کوئی چیز اور آپ بدینہ اس کو پیش کرنے۔ اتباع سنت کا خاص اہتمام تھا۔ بڑے جیسے علماء و فضلاء آپ کی صحبت میں حاضر کیا کرتے تھے۔ بخوار کے مولانا حامد الدین اصبہلی۔ مولانا حامد الدین شافعی اور بہرست سے مولانا یونس الدین عراقی اکثر آپ کی صحبت میں رہا کرتے تھے۔ نہایت مستجاب الدعوات اور پرورش نمبر تھے۔ لائق ذکر و گفتن و کلمات آپ سے ظہور پذیر ہوئی۔ قبل از این اس طریقہ کو حضرت عتدین اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے حدیث ہے۔ پھر حضرت بایزید بطنائی کی وجہ سے طیفور ہے۔ اور پھر حضرت خواجہ عبدالغنی چغردانی کی وجہ سے خواجگانہ کہا جاتا تھا۔ کئی بار حج کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

آپ کا گزراہ لداخت پر تھا۔ ہر سال کچھ خوار و ماش آتے۔ بیچ زمین و دینوں سے کام لیتے ہیں۔ بڑی امتیاز کرتے۔ علماء و ادوروش جو حاضر خدمت ہوتے ان کو طعام بطور بڑک کھلاتے۔ آپ کے پاس کوئی خادم یا غلام نہ تھی۔ ایک دفعہ ملک حسین دانی برکت نے علماء و دانشدار کو دعوت دی۔ آپ بھی اس میں شریک تھے۔ مگر جب کہا گیا تو آپ نے نہ گیا اور فرمایا کہ سرایت میں اکثر لوگ اس وقت مجھ کے ہیں۔ ان کو کھانا کھانا چاہئے اس وقت آپ حضرت شیخ عبداللہ انصاری کی خانقاہ میں فروکش تھے۔ امیر مذکور نے مخالفہ جیسے محراب نے وہ بھی قبول نہ فرماتے۔

فرمایا کرتے تھے۔ جس شخص نے اللہ کو پہچان لیا اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی ۲۔ وہ پیش کیا ہے۔ باہر سے رنگ ادا نہ رہے جنگ۔ آپ کے خلفائے عظام میں حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار۔ حضرت خواجہ محمد پارغا

حضرت خواجہ علاؤ الدین چغردانی۔ حضرت مولانا یعقوب چغری۔ مولانا مدین الدین ماری۔ شیخ سراچ الدین ویرسی۔ حضرت امیر شریف چغری۔ حضرت خواجہ شاہ مسافر خوارزمی۔ مایانہ بزرگان دین تھے۔ آپ کی اولاد میں سے صرف ایک حاجی خاں تھے جس کا نکاح حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار سے ہوا تھا۔

آپ کا وصال ۳ ربيع الاول ۸۹۷ مطابق ۱۴۸۳ بروز روز شنبہ مہر ۳۲ سال ہوا۔ سال وفات "قصر دارقاس" کے امداد سے نکلا۔ آجناپ نے وصال سے قبل وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازے کے آگے ہر اسی چڑھی جائے۔

مفسد کیم آمدہ در کوئے تو

نیوٹ اللہ از جمال روئے تو

و صفت کبشا جانب زنبیل ما

آفریں بروست دیر باز روئے تو

آپ کے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار کے ارشاد کے مطابق آپ کے خلفائے صالح بن مبارک بنیاد تھے "عمدة السالکین" نام سے لکھے۔ اس وقت ہندوستان پر سلطان جردشاہ تغلق حکمران تھا۔ آپ کے بعد سلسلہ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار کے سپرد ہوا۔



صہبت میں نہ پہنچا۔ یعنی سے مٹائی نہ پائی اور جب تک حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار  
کی شہادت سے مرزا نہ مٹا، میں نے خدا کو نہ پہچانا۔

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار سے طریقہ خاص جاری ہوا۔ ان کے طریقہ کو ملائکہ  
کہا جاتا ہے۔ حضرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں اس کا  
ذکر فرمایا ہے۔ مکتوب نمبر ۲۹ میں بالتفصیل لکھا ہے۔

آپ سے ہے شمار کراست و عوارق خلد پیر ہوئے۔ آپ کو بارگاہ ویرالت کتاب  
حلی الاولیاء و آداب و ستم میں بھی حاضری کی سعادت حاصل تھی۔ حضرت خواجہ بزرگ گڑا نے  
میں کہ عطار کو ان کی قبر سے ہر طرف ہائیں فرنگ تک شفاعت کا مرتبہ عطا ہوا ہے  
فرمایا کرتے تھے کہ شہادت سنت کو مکہ ہے ہر دروازہ ہر دوسرے دروازہ اولیاء اللہ  
کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے اور ان کے آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ داہم حضرت خواجہ حسن عطار اور دوم حضرت خواجہ  
حسین عطار۔ حضرت خواجہ خاوند محمود العارف بہ حضرت ابشتان نقشبندی لاہوریؒ  
حضرت خواجہ حسین عطار کی اولاد اہلکار میں سے ہے۔ جن کا عالی شان مرقوم حکیم چدرہ  
لاہریؒ واقع ہے۔

آپ کی وفات، مہر حب لہر حب رتہ بہ مطالبی ۱۳۹۵ھ بروز چار شنبہ بوقت  
عشاء ہوئی اور مزار پر انوار مرقع عفا ثبات اور انہر میں مرتج خلافتی ہے یہ وہ زمانہ تھا،  
محب لہر کی پورے ہندوستان پر حکم کیا تھا اور ماہان خاندان اعلیٰ کا وہ دریا عطا تھا۔  
آپ کے بعد مسلسل عالم نقشبندی کی زندگی و شاعرت آپ کے مرید حضرت خواجہ  
نور حب چرخ سے پہلا۔



## حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار

اسم گرامی محمد بن محمد بخاری عطا، مرز بن لارقم کے رہنے والے تھے جب  
آپ کے والد وفات پا گئے تو آپ نے ان کے ترکہ میں سے کوٹا چڑ بول دی، اور دینی  
علوم کے حصول کیلئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور بنارہ پہنچے وہاں کے ایک مدرسہ میں  
تحصیلِ علوم میں مشغول ہو گئے۔ حضرت خواجہ فراہگان سید بہاؤ الدین نقشبندیؒ  
نے آپ پر خصوصی توجہ فرمائی، اور طالب علمی ہی کی حالت میں اپنی صاحبزادی کا نکاح  
آپ سے کر دیا۔

مسلسلہ عالم نقشبندی میں آپ نے حیات و وفات حضرت بہاؤ الدین نقشبندیؒ کی  
سے کی، آپ کے ہر قدم کی آپ پر خصوصی توجہ تھی۔ جاس میں ان کو اپنے قریب بٹھاتے  
اور بار بار آپ کی طرف متوجہ ہوتے، لوگوں کے استسار پر حضرت خواجہ نے فرمایا  
کہ میں ان کو اپنے پاس اس لیے بٹھاتا ہوں کہ اس کو بھیڑ یا نہ کھا جائے۔ ان کے نفس کو  
بھیڑ یا نگاہت میں سے۔ اس لیے میں پر محظان کا حال دریافت کرتا، جہاں چنانچہ  
حضرت خواجہ بزرگ کی قربت عالمی آپ کو موصاف بہ عطا کر دیا، نیز انہوں نے  
اپنی حیات میں بھی بہت سے طالبوں کی فرجیت آپ کے سرور کی تھی، فرمایا کرتے  
تھے کہ علاؤ الدین نے ہمارا وجود لگا کر دیا ہے۔ تھوڑے وقت میں نہ شریعت چھو جاتی جو  
آپ کے اصحاب میں سے تھے فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میں شیخ زین الدین کی



مسئلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت میں آپ نے جہت کمال کیا۔ ہیشمار لوگوں نے آپ سے فہر معنی و ہکات حاصل کیے۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نے اعتقادی مسئلے اپنی ہیئت کا حال خود بیان کرتے ہیں۔  
 "میں شام کے وقت طرح آٹھ ماہوں میں جو اس فقیر کا سکس تھا۔ شیخ عالم ہیف المہ  
 یومین اختری کے مزار کی طرف متوجہ چلتا تھا کہ اچانک اندر تعالیٰ کی جبروت نے کافہ  
 چٹا اور دم میں سے قادی بندھا دی۔

میں نے حضرت خواجہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا قصد کیا۔ جب میں  
 جامع کو ٹھیک منہواں (دفعہ فاران) میں ہو چکا کہ قیام کا بھی، چنانچہ حضرت خواجہ  
 اجماع کو راز سے میں منتظر پایا۔ آپ لطف و احسان سے ہمیشہ آئے اندازہ شام کے  
 بعد حضرت کا شرف بہشتا۔ آپ کی ہیئت تجوید پر اس قدر غالب ہوئی کہ دیکھنے کی بجائے نہ  
 ہوئی۔ آپ نے قیام کا نام دہلیاں۔ ایک شب کاظم جو نبیوں اور رسولوں کا علم ہے  
 اور زمان کا علم جو نبی آدم کا حصہ ہے اس پر علم باطن سمجھے ملے گا۔

بیت کی اور کچھ عرصہ آپ کی خدمت اقدس میں بیٹھ کر دیکھ کر حاصل کر رہا۔  
 نالفاظ میں ترانہ السیر، آپ کی ایک موعود شریف ہے جو مؤلف کے اپنے  
 درشد شہنشاہ و نقشبند حضرت سید ہادی قادری نے نقشبندی کے مغلظات میں مشتمل ہے  
 میں اس فاضل مؤلف سے حضرت خواجہ نقشبند کے مغلظات کے علاوہ آپ کے منتخب  
 دلی و مکتوبی نصیحت، نقلی و کلامی، درگفتنی (خصوصی طریقہ سلسلہ نقشبندیہ)  
 ان خواجہ کو بھی بیان فرمایا ہے۔ جو آپ نے حضرت خواجہ ملا الدین عطار سے  
 حاصل کیے۔ علاوہ بہر رسالہ حالیہ، ہاشم، رواج، سیرت، شرح، جامع البصیرہ  
 و ترجمہ اسماء حسنی اور البیہ بھی آپ کی تصانیف میں شامل ہیں۔

آپ کی وفات ۵ صفر المظفر ۱۵۸۵ھ مطابق ۱۶۶۳ء کو بمبئی میں ہوئی۔

حضرت خواجہ یعقوب چرخي

آپ کی حکومت باسعادت مرض چرخ نژاد مغربی میں ہوئی۔ ہم نامی اعظمت  
مولانا یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمود غزنوی ہے۔ آپ کے والد بانی صاحب  
علم و تقوىٰ ہزرگ ستے۔

ابتداءً تعلیم آپ کے لیے مواضع حضرت احمدؑ سے حاصل کی پھر جامع حرارت سے  
 حاصل تعلیم کے لیے آپ دوبارہ ترکہ گئے۔ چنانچہ دریا شاہ سے اور شیخ ابوالحسن  
 خوانساریؒ سے مواضع حاصل کی۔ یہ دونوں حضرات مولانا شهاب الدین سراجی سے  
 بھی فیض یاب ہوئے تھے۔ فتویٰ کی اجازت آپ کے علمائے خبار سے حاصل کی۔

سلسلہ عالیہ تیار میں بہت حضرت خواجہ خواجہ گان سید بہاول الدین رحمہ اللہ کی  
قدس سرہ العزیز سے حاصل حق، سلوک و معرفت کی تکمیل حضرت خواجہ علاؤ الدین  
عطار سے کی جس زمانے میں آپ بخارا سے شہر کجی کے ازواج و اصوات انصاف پہنچے اور  
کچھ مصیبتاں کھائی آپ نے اپنے پیروں کے رمال کی خبر سنی جی میں وجہ سے  
آپ کو بہت فاق ہوا۔ اور کچھ مرید حضرت خواجہ عطار کی خدمت میں موضع چٹانیاں  
قیام پذیر ہوئے۔ ان کی وفات پر آپ چٹانیاں سے بلا حصار میں منتقل ہو گئے اور  
سلسلہ کجی شرف و شاعت میں مصروف عمل ہوئے۔ حضرت خواجہ بہاول الدین رحمہ اللہ نے  
آپ کو اپنا گھر مبارک بھی دیا کیا عطا جو تمام عرکات کے اس کو دیا۔

یلا (مفتوحہ) مسافت حضرت عمار شاہان ماکوہ المہر میں سو فی اور وہیں مزار پر انوار بنا۔ ان  
کیا میں خند و سنان پر ملاؤ الدین ساجد خانہ کی یاد خواہست مثنیٰ۔ شہزادہ اراکھو  
تادری مصنف سلبتہ الاموال وادب نے آپ کے مزار اقدس پر جاضری دی مثنیٰ۔

گپ کے خلفائے کرام میں حضرت خواجہ عبداللہ احرار نے بہت مقام حاصل  
کیا اور ان سے شائع نقشہ بند کاسلہ چلا۔

حضرت خواجہ یعقوب چوخی کی قرآن پاک کی تفسیر جو آخری دو پاروں پر مشتمل  
ہے۔ دہلی مسکن ٹرسٹ لائبریری لاہور میں "تفسیر چوخی" کے نام سے موجود ہے  
اس فارسی مخطوطہ کے ۴۴ صفحات ہیں۔ اس کا ایک اور قلمی نسخہ "لواء الہدیہ"  
انگلیش کیل پور میں موجود ہے۔ حضرت یعقوب چوخی کی یہ تفسیر مساجد نقشبندیہ میں  
بڑی منزلہ حیثیت کی حامل ہے۔



## حضرت خواجہ عبداللہ احرار

اسم گرامی مہدی اللہ۔ نقیب ناصر الدین ادرار ہے۔ ولادت ماورضان الجبک  
میں بمطابق سن ۱۰۸۰ھ میں تاشقند (افغانستان) میں ہوئی۔ والد ماجد کا اسم گرامی  
محمد محمود بن شہاب الدین شامی تھا۔ چونکہ شہزادگان وین میں مقیم تھے اس لیے انھیں  
آپ کو آپ ادریاء اقرہ کے مزارات پر جاضری دیا کرتے تھے۔

حضرت علم کے لیے آپ نے سحر قدر سے شمار ایک کا بھی سفر اختیار کیا۔ خراسان  
ملت و طرہ مقامات پر بھی گئے کافی عرصہ حضرت خواجہ علاؤ الدین عفا کی خدمت میں اذکار  
میں سمیت۔ اور ساتھ ساتھ دیگر مشورے و نذات سے بھی استفادہ کرتے رہے بسلسلہ عالم  
مستطاب میں انھیں سے جیسے خدمت حاصل کی۔ پھر تکمیل سلوک حضرت خواجہ یعقوب  
چوخی سے کی اور سلسلہ عالم نقشبندیہ کے بزرگان میں ایک نہایت اہم مقام حاصل کیا  
حضرت مولانا نظام الدین غلیظہ حضرت خواجہ علاؤ الدین عفا سے بھی استفادہ کرتے  
تھے۔ پھر تھیں حضرت سید قائم بن بڑی کی صحبت سے بھی مشرف ہوئے۔

نقیب اپنے زمانہ کے نقیب المصائب۔ صاحب کمالات، کمبری اور ولی کامل بزرگ  
چھ لہذا وقت کے تھوڑے۔ بیان نگ کہ سلطان ابو سعید مرزا والد ظہیر الدین باہر  
ارسلانہ وستان آپ کا مہر ہو گیا۔ آپ کی وجہ سے وہاں اسلام کو بے حد  
عروج نصیب ہوئی۔



## حضرت خواجہ محمد زاہدؒ

آئیناب اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ معقب محمدیؒ کے قریب داروں سے تھے کچھ آپ کو ان کا واسطہ کہتے ہیں، ولادت موضع وحش واقعہ ملک صمد افغانستان میں ہوئی۔  
 اوائل عمر سے ہی نہایت عبادت گزار تھے اور ذکر و اشغال میں مشغول رہا کرتے تھے۔  
 جب حضرت خواجہ عبدالحقؒ آٹھارہ برس کے علم و فضل کی شہرت مٹی توان کی خدمت اقدس میں  
 حاضر ہوئے اور وہاں عہد و انساب، افادت گزشتہ، ایک دن صاف مستغایاں بہن  
 کو ان کی خدمت میں جانے کی تیاریاں کرتے گئے۔ دوسری طرف حضرت خواجہ اعجاز کو  
 بھی بلادہ کشف اس کا علم ہو گیا۔ چنانچہ وہ بھی اونٹ پر سوار ہو کر جمعہ پیرین ان کی طرف  
 روانہ ہوئے جب راستہ میں ملاقات ہوئی تو بہت غرضی ہوئے اور پیران کو شرف بہت  
 خلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپ کی وفات ربیع الاول سن ۱۲۵۲ مطابق ۱۸۳۶ء موضع وحش میں ہوئی اور  
 وہیں مدفون ہیں۔ اس زمانے میں سندوستان پر ظہیر الدین بابر حکمران تھا۔  
 آپ کے دہال کے بعد سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ درویش محمد سے چلا۔

## حضرت خواجہ درویش محمدؒ

حضرت خواجہ درویش محمد اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد زاہدؒ کے جہانگیر تھے جنہوں نے ذات خود  
 اعلیٰ مقام و تربیت پر مکمل توجہ فرمائی اور علوم ظاہری و باطنی میں یکساں کے نامور ہو کر یا آپ تفسیر  
 و حدیث، فقہ اور دیگر علوم کے معتبر عالم تھے۔

سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ محمد زاہدؒ کی منوالہ عزیزہ سے شریعت و عبادت  
 حاصل کیا۔ بہت عمر کے بعد پندرہ سال تک جہاد و ریاضات میں مشغول رہے اور بہت  
 عرصہ تک عرصہ غریب و غلاب پایا تو ان اور دیگر اول میں رہا کرتے تھے انھیں انام میں  
 حضرت خواجہ غلام الاسلام سے ملاقات ہوئی۔ بنیادی شہرت سے بہت ڈرتے تھے  
 چنانچہ ان کو قرآن پاک پڑھاتے تھے جب شیخ نور الدین خوافیؒ آئے تو انھوں نے لوگوں کو  
 سلسلہ خلعت فقہ و ارقندہ سے لگا دیا۔

آپ کی وفات ۱۲۵۲ھ مطابق ۱۸۳۶ء میں بروز جمعہ شہر حضرت امیر  
 علی شہر مبارک آباد میں ہوا اور وہیں مزار اقدس بنا۔  
 آپ کے دہال کے بعد سلسلہ نقشبندیہ حضرت مولانا خواجہ محمد اکملؒ سے چلا۔

## حضرت مولانا خواجگی الکنگی

اسم مبارک محمد رضا، والد ماجد حضرت مولانا درویش محمد سے جو گھر رہائش موضع  
اکند (من معافات) بخارا تھی اس لیے الکنگی کہلاتے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں  
اپنے والد گرام سے صحبت و خلافت پائی اور تیس سال تک اس سلسلہ کا خدمت پروردگار افروز  
رہے، آپ کی ولادت با سعادت سن ۱۲۱۷ھ میں ہوئی۔ تمام عمر  
درس و تدریس اور سلسلہ کے فروع میں بسر کی۔ اپنے حالات کے اخلاقی و فاضل کو شاہیں کہتے تھے  
نہایت موضوع غم کے بزرگ تھے، بہانوں کی خدمت گزاری میں کوئی ذوق و اشتیاق  
نہ تھا، لکھے بکثرت خود ان کی اور ان کی ساریوں کی شہادت کرتے تھے۔

آپ کے زہد و ورع کے باعث آپ کی شہرت و قرد و تکرار تھی، فغان کے حاکم  
عبدالغفار نے آپ کو رسولی بٹا علیہ وآلہ وسلم کے صبا کی درباری کرتے دیکھا  
تو نہایت شہادہت و خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

علماء و فضلاء و امراء و رفقاء و غیرہ آپ کی خدمت میں بفرح استفادہ و استفادہ  
معاشرہ فرماتے تھے۔

ایک دفعہ پیر محمد غفران نے پچاس ہزار سوار کے ساتھ سمقورہ پہنچا۔ باقی محمد غفران  
حاکم ہرند کے پاس چودہ ہزار سوار و ہادہ تھے۔ جب اس نے آپ سے استفادہ طلب کیا  
تو آپ نے اس کے حق میں دعا کی، اور پیر محمد غفران شکست کھا کر بھاگ گیا۔

آپ کی کرامات بہ شمار ہیں۔

آپ کا وصال مختلفہ مطابق سن ۱۲۹۷ھ بمصر ۹۰ سال موضح اکند میں ہی ہوا۔ جو  
علمائے نینیل کے فاضل تھے، ان کا کام میں ہندوستان کے شہنشاہ جلال الدین اکبر  
کی حکومت تھی، آپ نے وفات سے چند روز قبل حضرت خواجہ باقی اللہ قدس سرہ  
جلیل علیہ السلام کو خط لکھا تھا میں میں یہ درخشاں تحریر فرماتے۔

میں تار ماں مرگ یاد آید ہم ندائم کفوں سماچہ پیش آید ہم  
ہائی مبادا سرا از خدا وگر ہرچہ پیش آید ہم شادیم  
آپ کے وصال کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا سلسلہ ہندوستان میں  
جلیل سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ محمد باقی کا ندلوی سے چلا۔



تمام ہندوستان اور اقلیت عالم میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نشر و اشاعت ہوئی  
نکوشات امام ربانی میں ہیں مکتوب آپ کے نام میں یہ جمال الدین محمد اکبر بادشاہ  
کا باریکدھنی تھا۔

اسرائے دربار میں سے نواب مرتضیٰ خاں شیخ فرید بخاری۔ نواب شیخ خاں بدجانی  
عالم بجا بجا۔ خان اعظم مرزا عزیز کو کہ اسیر اکرام مرزا عبدالوہاب خان خاں صدر احمد  
نواب صدر جہاں۔ مرزا قاسم الدین احمد بدلیوی۔ علامہ ابوالفضل احمد دیکھ جیل الدین  
اسرائے دربار میں سالانہ آپ کے عقیدت مند تھے۔

پھر دینی تشریف لے گئے اور اس کو اپنا مستقل مسقر بنایا اور عقیدت مند شاد کی  
عامل برپا کیں۔ حضرت شیخ عبدالغنی محدث دہلوی آپ کے بے حد عقیدت مند  
اور ارادہ مند تھے۔

خلفائے نظام میں حضرت امام ربانی محمد عبدالعزیز ثانی۔ حضرت شیخ تاج الدین  
سنبللی۔ خواجہ قاسم الدین احمد۔ شیخ الخڑواد اور خواجہ محمد نور بہت معروف ہیں۔  
مجاہدگان میں حضرت خواجہ ہمدان (خواجہ کلاں) اور عبدالحق (خواجہ غوروم)  
تھے۔

آپ نے وصیت فرمائی تھی۔

”کہ میری وفات کے بعد گنبد بنانا“

چنانچہ مرزا قاسم الدین احمد نے ایک مہذب جوتے پر آپ کی قبر بنادی۔ اللہ  
کی قدرت دیکھیے کہ اس چوتھے پر عزم گزرا میں بھی پاؤں کو شکست و حارست  
محسوس نہیں ہوتی۔

آپ کا وصال ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۷ھ مطابق ۱۷۰۱ء بروز شنبہ نو فتن  
مصر اپنے مکان واقع کوٹہ فیروز شاہ میں ہوا۔ عمر ۸۰ سال ہوئی۔ مرزا چاند

نواب وڑھے اجیری وروانہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں قدم شریف علی اثر  
۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔





آپ شایخ کے سامعین اور تبلیغ اسلام کا کام جاری کریں یہ سلسلہ تین چار سال تک قائم رہا اس سے چھائی کا ذہن بدل گیا۔ اور وہ اسلام کی طرف زیادہ توجہ دینے لگا۔

۱۳۲۲ء میں آپ حضرت سلطان الہند مسجدین الرین شیخ امجیری کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے وریٹنگ مراہمی دے رہے۔ اس سفر میں حضرت خواجہ محمد باقیم کشمی بھی ساتھ تھے۔

آپ کی تعینات یہ ہیں۔ مکتوبات امام ربانی۔ رسالہ درود و زواجر۔ اثبات الطہورۃ۔ رسالہ تبلیغیہ۔ شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی بالغور۔ مدار و مدارہ مکاشفات غیبیہ۔ رسالہ محافض الدنہ۔

آپ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ کے والد حضرت شیخ عبدالاحد کو طواب آیا کہ آپ کے گھر ایک مالی مرہمت دلی ہو تو کہہ ہوگا۔ حضرت خواجگی باقیم حضرت احمد جام اور حضرت شاہ گنگو کی پیشکش میں بھی مقیم اور حضرت خیر الدین اعظم سید مدائن اور بھائی کا جیہہ بھگ حضرت شاہ گنگو کی پیشکش کے ذریعے آپ تک پہنچا۔ یہ تمام باتیں اس امر کی تائید کرتی ہیں کہ آپ میں ہندوستان میں ایک میرا اسلامی حکومت قائم فرمائیں گے اور مقتدا ایسا ہی ہوا۔ مگر بھگت دھام کے دوران میں آپ کو مکتوبات کو جو سے جہاں لکھنؤ شہر تعصیب ہوئی اس کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔

ان مکتوبات شریف کے متن دفتر ہیں۔

(۱) دفتر اول (دارالعرفت) مرہمت خواجہ بابا محمد صدیق بنشالی طالقانی یہ ۱۲۱۲ء ہیں۔

(۲) دفتر دوم (دارالافتاء) مرہمت حضرت خواجہ عبدالحی صہاری شادانی یہ ۹۹ء ہیں۔

(۳) دفتر سوم (سرحد الفتاویٰ) مرہمت حضرت خواجہ محمد باقیم کشمی برہان پوری

یہ ۱۱۱۳ء ہیں۔

یہ مکتوبات آپ سے شہنشاہ جہانگیر حضرت خواجہ محمد باقی بالغور مرزا حامد الدین احمد۔ مرزا نعمان بنشالی، خواجہ محمد اشرف کابل، ملا عبدالغفور سرحدی۔ شیخ مبارک مرہمت دہلوی وغیرہ کے علاوہ صدراعظم و میران صدر جہان۔ خان اعظم مرزا عزیز کوک اور اب خان جہاں حسین علی بگ۔ مرزا عبدالرحیم خان خاں۔ نوٹ لکچ خان اخراجی ملوٹ مرہمتی خان شیخ فرید تھاری حضرت خان لودی، دفتر کوکھے۔

مدینۃ الاولیاء والحمد کے ان بزرگان کو خط لکھے۔ شیخ محمد بن ولد حاجی ماری موسیٰ لاہوری۔ شیخ عبدالرحیم بن محمد بن لاہوری۔ شیخ الدائم مولانا حاجی محمد لاہوری۔ عبدالواحد لاہوری۔ حافظ محمد لاہوری۔ ملا طاہر لاہوری۔

حضرت امام ربانی عبدالحق ثانی مدینۃ الاولیاء لاہور میں کئی مرتبہ تشریف لائے اور لوگوں کو اپنے قواعد و اصول سے مستفید فرمایا۔ مستفید رہیں۔ جب آپ لاہور تشریف لائے تو سارا شہر آپ کی ذہن پر آمیزا۔ پھر آپ نے علماء لاہور سے ملاقاتیں کیں۔ یہ تمام کام کے معاصر ہمارے معاصر ہی۔ تاخیر طوفانی کی۔ لاہور کی یہ محافل اور مجالس انہماک شہر کے لیے نعمت تھی۔ کہ یہ عقین۔ اہل ایمان لاہور نے آپ کے ہر و سرشار حضرت خواجہ باقی بالغور آپ کی ذات گرامی سے ان کے قیام لاہور کے دوران بہت سے چیزیں و برکات حاصل کیں۔ اب بھی محل چہرہ رلیکے کشیش کے پاس مسجد ٹوہ ہے جس میں ان دونوں بزرگان نے نماز ادا کی تھی۔

آپ کے سیکڑوں کی تعداد میں خفا کے کام تھے جن کو آپ نے ان دونوں ملک اور عرب ملک خلافت کے سر قیام و شادانہ اسلام کے لیے عطا کیا۔ ان میں سے چند ایک کے اساتذہ گرامی اسی طرح ہیں۔ مولانا عبدالحق بنشالی حضرت غفر بن حضرت جعفر بن روح بن مزی بنشالی حضرت شیخ لاہور بنشالی تھامری بنشالی حضرت مولانا محمد باقیم کشمی برہان پوری۔

حضرت مولانا محمد بن خلیفہ طالقانی صاحب گنہ گار شریف

حضرت شیخ محمد صادق کابلی م سلسلہ حضرت مولانا امام الدہلوی وغیرہ۔

اس کے علاوہ آپ کے مریدین باصفائی اتحاد فخریہ میں بھی چرما کے بندھتے ہیں پھیلی ہوئی تھی۔

میرٹھ ملک شام - ترکستان - روم - کاشغر - توران - بدخشان - خوارسان - پنجاب وغیرہ تک آپ کے خلفاء تھے

اولاد پاک میں حضرت خواجہ محمد صادق م سلسلہ حضرت خواجہ محمد سعید م سلسلہ

حضرت خواجہ محمد معصوم م سلسلہ حضرت خواجہ محمد فرخ م سلسلہ حضرت خواجہ محمد

علی م سلسلہ حضرت خواجہ محمد اشرف م سلسلہ حضرت خواجہ محمد علی م سلسلہ

کے علاوہ تین صاحبزادیاں بی بی زینبہ باری بی بی آمنہ کلثوم اور بی بی فخرہ بانو تھیں۔

سلسلہ میں آپ تیسرے اول ہیں۔

آپ کا حال ۲۸ صفر المظفر ۱۱۲۲ مطابق ۱۱۲۲ھ بروز جمعہ شنبہ ۱۱۲۲ھ

شریف میں ہوا۔ عمر ۱۳ سال باقی آپ کے بھتیجے شیخ ہماؤ الدین نے غسل دیا

حضرت مولانا ہماؤ الدین مریدی صاحب "حضرات العزیز" پانی ڈالے رہے آپ کو

تین سفید کپڑوں میں لپیٹ کر رکھا۔

غلام آزاد آپ کے فرزند رشید حضرت خواجہ محمد سعید نے پڑھائی۔ مزار مبارک

اس جہہ مذکورہ میں ہے جو آپ نے اپنے صاحبزادے خواجہ محمد صادق کی تربیت

پر تعمیر کرایا تھا۔ موجودہ مقبرہ کو حاجی میٹھوئی محمد حاجی نامتم طلع حاجی دادا

ساکن دھلانی ملک کا ضیا دار نگہداشت نے دوبارہ بنوایا ہے۔ قبہ قدیم کو بحال رکھ کر

اس کے اوپر سنگ مرمر کا عالی شان گنبد تعمیر کیا گیا ہے اس جدید عمارت پر نقشہ کیا

ڈیزائن لاکھ روپے اس نمائے میں خرچ ہوئے۔ اور پانچ سال میں مکمل ہوا۔

جنوبی دہلی سے پرہیز عبادت تحریر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا اِلهَ اِلاَّ اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ

مزار پر افراد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی

مریدی رحمت اللہ علیہ۔

اس روضہ منورہ بتاریخ ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۳۳۲ھ تعمیر یافت



## عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم (قیوم ثانی)

عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم حضرت امام ربانی عیدہ اللہ تعالیٰ عنہ و عفت ثانی  
کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ ولادت باسعادت ۱۱ سہ سال اندک مہینہ طالعہ میں متولد ہوئے۔  
عبد جلال اللہ بن اکبر کا مقام بھی نزد سرمد ہوئی۔

۱۶ سال کی عمر میں آپ نے تمام متداولہ علوم میں مہارت حاصل کر لی۔ دوری کتب  
اپنے برادر عظیم خواجہ محمد صفائی سے پڑھیں اپنے والد محترم سے بھی استفادہ کیا۔ کچھ کتب  
حضرت شیخ طاہر تہجد کی تلامذہ سے پڑھیں۔ قرآن مجید میں ماکو میں حفظ کر لیا۔  
سلسلہ مالکیہ نقشبندیہ میں اپنے والد ماجد سے شرف بیعت و طلاق حاصل کیا۔  
گھساہہ کے قولا کھادویوں نے آپ کے دست حق پرست پر قربہ کی۔ سائنس  
مزارعہ علماء صاحب ارشاد ہوئے۔ مفتی شام سرور دلا ہوئے حدیثۃ الاولیاء میں بھی تھے یہی  
کہ آپ کے تین بھائی کھڑے تھے کہ ماہ الانہر و فراسان ابدہ و خفاں و غیرہ خاکسار  
کے بادشاہوں نے اپنے وکیل احمد خانکھ و غیرہ بھیج کر دوبارہ غائبانہ بیعت کی۔ دہم  
قولان کا شاعر۔ مین اور شام کے بادشاہ مرید ہوئے۔ شاہ سلیمان بادشاہ بہان  
رفیق سے تائب ہوا۔ مزارعہ شیعہ بھی اس کے ساتھ ہی تائب ہو کر مرید ہوئے۔  
۲۷ ذی الحجہ ۱۰۱۲ھ مطابق ۱۶۰۱ء میں آپ کا نکاح میر علی احمد رومی کی  
صاحبزادی سے لاہور میں ہوا۔ جن کا نام بی بی رقیہ تھا۔ حضرت میر صفی الرحمن رومی

حضرت امام ربانی کے غلیظ تھے۔

گھساہہ کو کنگلہ میں آپ کو پہلے واقعہ بزرگوار کی طرف سے قربت ملی۔ مسند  
علی اس دن پچاس ہزار فراروسے آپ کے بیعت کی۔ چنانچہ خود سرمد شریف  
ماضیہ۔ اور جب اس کا انتقال ہوا تو آپ نے اس کے حق میں دمانے شہر کی۔  
شاہ جہان جب تخت نشین ہوا تو اس نے بھی آپ سے بیعت کی۔ اور کئی ایک  
بدعات جو عہد کبر سے رواج پذیر تھیں، دور کر دیں۔ نیز اس نے آپ کے ایمان سے  
شاہی کئے۔ برکھ طبر کی حرم جاری کئے کا فرمان دیا۔ مین لاکھ صاحبزاد ایک لاکھ  
درہمے تعبیر کرائے۔

۱۶۰۳ء میں اورنگ زیب عالمگیر نے آپ سے بیعت کی۔ کنگلہ میں بھی شہزادہ  
دش آماجگ بیعت ہوئی۔ نواب محمد گزلا اور آپ کا عزیز شہزادہ تھا۔ یہاں تک کہ  
شاہی خدمت چھوڑ کر آپ کی خدمت انیس میں سرمد شریف پہنچ گئے۔  
۱۶۰۵ء میں اپنے دو بھائی خواجہ محمد سعید خاں و رحمت اور شیخ محمد سیدی کے  
علاوہ کئی ہزار مریدوں کے مہرا و مع کے لیے تشریف لے گئے۔ ۱۶۰۷ء میں بدین  
موجودہ حاضر ہوئے۔ سلطان محمد گزلا کی علیہ التقریر و تسلیم کی زیارت پاک ہوئی۔ ۱۶۰۸ء میں  
واپس ہندوستان پہنچے۔ معاصیہ و محبت انظرین کے کتب خانے کے مریدوں کی تربیت  
و اخلاق کی تشریح اور مشکلات کے حل میں اپنے مہمانوں اور اپنے ہم عصر شائخ سے متاثر تھے۔  
مشہور فارسی شاعر ناصر علی سرمدی آپ کا مرید تھا۔

مکتوبات معصومہ میں ۲۶۹ دوری جلد میں ۱۰۸۰ ذی قعدہ ۱۰۲۵ھ کا ذکر ہے۔ مکتوبات میں  
۲۵۲ مکتوبات نامہ ربانی میں ۲۷۰ مکتوبات آپ کے نام ہیں۔

اولاد میں چھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ فرزند ان کے نام اس طرح ہیں

۱۔ حضرت شیخ محمد حبیبؒ اطر ۲۔ جنت اطر ۳۔ خواجه محمد شریفؒ م۔ شیخ  
محمد مدنی ۵۔ شیخ سیف الدین ۶۔ خواجه ۷۔ جہ محمد حبیبؒ  
آپ کا اصل ۹۔ رابع الاول ۱۰۔ مطاب ۱۱۔ محمد اورنگ زیب عالمگیر  
ہیں بقام سر سید شریفؒ ۱۲۔ اورنگ زیب عالمگیر نے تارکیت کی  
۱۔ "نور عالم دشت" ۲۔ "کالم تارکیت شد"  
نور دوی روشن آگاہی بہت شاہ جهان۔ دھن نے اپنے فروع سے روزِ شیر گزایا۔ نماز  
جہانزہ آپ کے فرزند حضرت شیخ عبداللہؒ نے پڑھائی۔ اس کی تعمیر کے لیے شہزادی نے  
ایران کے اعلیٰ درجہ کے استاد مطرب کیلئے کیے تھے اور روزِ شریف پڑھنا کام کیا  
گیا فضا دروازوں کے پردے ٹاہلے آئے۔ اور مزید پوشِ زلف کے لئے لکھا ہے  
کہ روزِ شریف کی عمارت اور سلمان فرش خوش شہزادی پر ایک لکھ روپیہ سے زیادہ خرچ ہوا۔  
پانچ ہزار افغانی گنبد علیہ خرچ ہوئی۔ آپ کے پاس اس روزِ عہد کے اطر آٹھ تہر ہیں۔



## حضرت خواجہ حجت اللہ محمد نقشبند

(قیوم ثالث)

۱۔ مردہ افغانی حضرت خواجہ محمد مصومؒ کے دوسرے فرزند ہیں۔  
۲۔ "مذہب اللہ" ۳۔ رمضان المبارک ۴۔ مطاب ۵۔ محمد  
ی صاحبزادین مرشد شریفؒ ہیں جو "موم قاسری" واطنی اپنے والدِ مکتوم سے  
آپ کا لقب نقشبند لائی ہے۔  
۶۔ سید محمد نقشبندؒ ہیں اپنے والدِ ماجد سے بیت و خلافت حاصل کی اور  
۷۔ حضرت آپ کو شہادت ۸۔ مطاب ۹۔ محمد اورنگ زیب عالمگیرؒ کی ملی، میسر  
۱۰۔ خطاب کی بہت رستی۔ ۱۱۔ رابع الاول ۱۲۔ مطاب ۱۳۔ محمد اورنگ زیب  
۱۴۔ رابع الاول ۱۵۔ مطاب ۱۶۔ محمد اورنگ زیب عالمگیرؒ کے روئے  
۱۷۔ حضرت مصلوں سے لوگ دلی دل کی طرح آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے  
۱۸۔ تارکیت اور بدشاہان کے بادشاہ اپنی حدود تک استقبالی  
۱۹۔ سنا ہے اپنی مملکت میں باوجود خائف آپ کی خدمت میں بھیجے۔  
۲۰۔ جنت ۲۱۔ سال ۲۲۔ پانچ سو آدمی جمع ہوئے۔ علاوہ بریں

جسے جسے مشائخ اور علماء ملت اور ملت میں آئے ۔

آپ کے چھ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں ۔

آپ کا وصال ۲۹ محرم الحرام ۱۰۸۸ھ سلطان شہزادہ بروز شنب جمعہ سرہند شریف میں ہوا۔ آپ کو اس مکان میں جہیز سے آپ کی حکایت عفا حضرت محمد بن علی کے دو صاحبزادے سے شمال کی طرف تین میٹر ہی ب کے فاصلہ پر فتح بان کے قریب دفن کیا گیا اور مرقد مبارک پر نہایت عالی شان جہیز بنایا گیا ۔



## حضرت خواجہ محمد زبیر (قیوم رابع)

حضرت خواجہ محمد زبیر قیوم رابع بن حضرت ابو العالی بن مودہ الدمشقی حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی مولدہ دو شنبہ ۵ ذی قعدہ ۸۸۸ھ مطابق ۱۴۸۸ھ سرہند شریف میں تولد ہوئے۔ حضرت خواجہ عفت اللہ فرشتہ گند (قیوم ثالث) نے ان کو قیومیت کی بشارت دی تھی ۔ چنانچہ آپ نے حکیم صدر المظہر رحمۃ اللہ علیہ مطابق ۸۹۸ھ بروز شنبہ مسند قیومیت وارثانہ پر جلوں فرمایا ۔ حضرت قیوم ثالث جب جاہلیت اللہ شریف کے پہلے گئے ۔ تو آپ کو عمر اوسے گئے ۔ اور لنگہ زیب کی وفات کے بعد اس کے دو گوں میں جگہ حکمت نشینی لامر میں چھوڑی ۔ اس وقت شہزادہ معظم جو خواجہ خواجگان محمد ویکہ الدت مند تھا ۔ آپ سے دعا کا طالب ہوا ۔ چنانچہ آپ کی دعا برکت سے شہزادہ معظم بہادر شاہ اقلی کے عقب سے ہندوستان کا بادشاہ بنا ۔ پھر حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ اولیا ونا ہوئے شریف الہیہ تو ہزاروں لوگوں سے آپ سے فیض درکات حاصل کیے ۔ بادشاہ وقت اور بہت سے امراء و فساد آپ کے مرید بنے ۔ آپ اسی رات کو ہجرت کے لیے اٹھے اور بعد نماز تہجد بھی مائیں ابر کھی ساتھ بار صورت لیں چڑھے گئے ۔ نماز اذان کے بعد جنازہ بارگاہی اٹھائی ۔ ثابت کرتے پھر مردوں کا ملتہ فرمائے اور انھیں توجہ دیتے

عشاؤ کی ناز کے جذبہ شامی خدمت میں تشریف لائے اور ان کا ملحقہ فرما رہے۔  
 آپ کے مددگار میں ہزار ہزار مرد اور دو دہائی تین سو عورتیں ہوتی تھیں۔ غیرت سے  
 چاشت تک حلیہ میں مصروف رہتے پھر مردوں کو کھٹے میں توجہ دیتے۔ دم  
 کے ساتھ دن میں چند ہی ہزار بار ذکر نفی انبات اور پندرہ ہزار بار ذکر اہم قات  
 کرتے رہتے۔

آپ کا دماغ ۴ ذی فطرہ کے واسطے بن ملا تھا۔ میں دینی میں ہوا۔ آپ کی  
 نفس مبارک کو دینی سے لگ کر سر بند تشریف میں تھے۔ سدا لہرین کی حوٹ میں دفن کر دیا  
 گیا۔ جن کو آپ نے تھک کر کے فرشتے سے چار ہزار روپے دیگر طریقہ سے عطا  
 آپ کے مرتد ہارنگ پر ایک مالی مکان روز تعمیر کیا گیا جو دیگر گنگ کے نقش و نگار  
 سے آسان تھا اور جس میں بہن اور بھرتک کی کھڑکی کی تھی۔



## حضرت خواجہ محمد اشرف مدنی

نام قطب الدین بخاری اعظم سیدین المعروف حضرت خواجہ محمد اشرف مدنی ہے  
 آپ کا اصل وطن مادو نبر ہے۔ بخاری طبر کے صدر کے بعد سر بند تشریف تشریف  
 لے آئے اور یہاں باقی علوم کی تعلیم کی سلسلہ عالم تشییر میں آپ نے قیوم راہ  
 حضرت خواجہ محمد زبیر سے بیعت و خلافت حاصل کی۔ ان کے دھار کے بعد سدا لہر  
 پر مکتون ہوئے اور کچھ عرصہ سر بند تشریف میں ہی قیام فرمایا۔ ورنہ آپ کی مشائخہ  
 مطابق ۱۲۱۵ء ہے۔ برادر اوس سر بند تشریف لگے تھے۔ نفس پر حدیث اور فقہ  
 کے عالم باطل اور فاضل ہے بدل تھے۔

جب حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد اچھاو سے اختلاف ہوا۔ تو بارہویں صدی کے  
 آغاز میں مدینہ منورہ چلے گئے۔ آپ کی تلامذگی سے چھ سال تک سر بند تشریف میں  
 صفت بنائی تھی۔ اس لیے آپ کو غالی سر بند کہا جاتا ہے۔

آپ کو افتاء اور اولاد کے اختلاف سے سخت نفرت تھی۔ حج سے فراغت کے  
 بعد مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے تو دو دو قدم پر سر بار وود تشریف چڑھتے اور ہر ہر  
 فرنگ پر دو گانہ نثار ادا کرتے تھے۔ جب مدینہ کے نزدیک پہنچے تو دو گانہ مشکریہ ادا  
 کر کے پانچ سو شہر میں داخل ہوئے۔ اور شرف زیادت سے شرف ہوئے پھر آپ کو  
 مدینہ منورہ کی حوائی گوارا ہوئی ماسے آپ جنت البقیع میں حضرت امیر المومنین

دوہزارک کے متصل جہاں قبۃ مبارک کا پانی گرتا ہے جابیشیہ اور ذکر الہی میں مشغول ہوتے  
 لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے لوگوں کو بشارت مہربانی کو خواجہ محمد  
 اشرف میرا فرزند اور وہاں ہے اس سے علم باطن کی خدمت حاصل کرو چنانچہ پیشتر  
 لوگ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس نعمت غلطی سے مالا مال ہوئے۔ اور  
 سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں شائع ہوئے۔

آپ کی وفات سرمد سرحد میں سلسلہ مطاہرین سلسلہ میں ہوئی اور صفت ایضاً  
 میں دو مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دو مرتبہ فرما دے مشکل پیدا ہوئی اس کے نزدیک  
 یہی حضرت خواجہ محمد باگشا اور حضرت آدم بھڑکی کے ملازمت مقدسہ ہیں۔ ایک حقیقت  
 آپ کی وفات کا سبب سلسلہ مطاہرین سلسلہ گھٹنا ہے وہ گھٹنا ہے کہ حضرت عثمان کے  
 دوہزارک کی چھت کا پانی آپ کے سر پر گرنا ہے۔



## حضرت حافظ سید جمال اللہ رامپوری

آپ بخارا سے ترکہ وطن کر کے راستہ لاہور سرمد شریف پہنچے۔ حافظ قرآن مجید  
 اور فقیر عالم تھے۔ صبح العجب سادات سے خلق رکھتے تھے۔ جن وقت بخارا سے سرمد  
 شریف آئے تو آپ پر جو حقیقت کی حالت تھی اور وہاں اگر حضرت خواجہ محمد اشرف مدنی  
 کی خدمت میں وہ کریموں و برکات حاصل کیے۔ نیز صحبت و خلافت سے سرفراز ہوئے  
 آپ کا سلسلہ نسب حضرت سید عبدالقادر جیلانی تک پہنچتا ہے۔  
 آپ روزانہ دو قرآن مجید طوم کیا کرتے تھے پہلے اساتذہ حضرت خواجہ قطب الدین  
 کے مولوی کے لیے گئے۔

آپ کو شکار کا بھی شوق تھا اور آپ نے اپنی زندگی میں کئی شیریں کو مارا۔  
 سرمد شریف میں ان کو ہونے کے بعد آپ رامپور شریف گئے۔ دعا بیت ہے  
 کہ جب حضرت شاہ جمال اللہ نے حضرت خواجہ محمد فہیم اللہ کو افغانستان جانے کا حکم دیا  
 تو بطور وصیت دور بامیان سفارش۔

(۱) مایہ دین کا دنیا داد ان سے بھی اسست  
 زاکم دنیا جگتی دہج است و دنیا اسست

## رباعیات

نہت نام ستانی دوست باقی وہی  
اندکس سرواخر و اندک میں عیاشی است  
کرش نام دل صاحب نظر نیست آری  
کہ نیست در بہان درینے ادب بہتر  
مکن عبادت دنیا۔ بکن عبادت دل  
کہ خوشی عظم است این دل قبول پیعہر

آپ کے علقہ میں تاشیر ننگ تیرا ہی حضرت سید محمد علیؒ مستطاف گمان تیرا ہی  
شاہ دہکا ہی طنز نہی۔ داشت غل بنارس اور سید محمد علیؒ تیرا ہی دھروئے۔  
تمام عمر بڑوسے۔ آپ کی سقودہ صفات سے اُمرا اور نو ساقیہاں ہوئے۔  
اور طعنا اور است میں آئے۔ بگر شاہی تھا۔ جہاں روزانہ مسکینوں کو کھانا کھاتے  
تھے۔ جو دستا اور خوش خلقی کے ہوا شاہ تھے۔ مستجاب الدعوات تھے۔ کئی قسم کی  
گرامت اور خوارق آپ سے ظاہر نہیں ہوئے۔

آپ نے ۲۵ صفر المظفر ۱۱۰۰ھ میں دہلی میں وصال فرمایا۔ مزار پر انوار  
شہر داسپور کے مسکن دروازہ چنگا و بیرواں ہے۔

## حضرت خواجہ محمد علی نقشبندیؒ

آجناب قصبہ چوہہ ضلع ملتان کے رہنے والے تھے۔ آپ کا شعر و نسب حضرت  
علی کرم اللہ وجہہ سے ہا ملا ہے نہایت مالم فاضل بزرگ تھے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ جمال افغان نقشبندیؒ سے باطنی استفادہ  
فرمایا۔ اور طاعات حاصل کر کے موضع گوٹہ امجد ضلع خٹک پہنچ گئے اور وہاں سلوک ارشاد  
کی حاصل کر کہیں۔ بیشمار لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ حضرت خواجہ غفر علیؒ اسلام  
سے بھی آپ کی طاعات متقی اور پروردگار سے ایک دفعہ طاعات کیا کرتے تھے آپ اپنے  
خفیہ اعظم حضرت خواجہ محمد فیض اللہؒ کے عہد ایشیاء شریف میں تھے۔

آپ کی کرامات ہے شمار میں۔

آپ کے تین بھائی تھے (۱) خواجہ میر محمد (۲) خواجہ جان محمد (۳) خواجہ  
علی محمد آپ کے دہلی کے بعد حضرت خواجہ جان محمد سادہ نقشبین ہوئے۔

آپ کی وفات ۷ ذی الحجہ ۱۱۰۰ھ میں متوفی ہوئے۔ مزار پر انوار  
دیں مزار شریف بنا۔





## حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیرائی نقشبندی

آپ کی ولادت قصبہ تیراہہ کی (افغانستان) کی ہے۔ شجرہ نسب ۴۲ واسطوں سے امام رفیع الدین قادری سے خطاب ہے والد ماجد کا نام حضرت قاضی خان محمد قاضی شادی قبل از شہر کوٹاٹ علوم دینیہ کی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے تھے آپ کی شادی قاضی عبدالعزیز مفتی ملاذ کوٹاٹ کی صاحبزادی سے ہوئی جو طوطی غار قاضی تھے۔

دورانِ عازمت آپ والدہ میں رہے۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ تیراہہ جلال اللہ اپنے ہمراہیوں سمیت میر کی مرض سے اُدھر گئے۔ چنانچہ ان کو دیکھتے ہی وارفتہ ہو گئے۔ اس وقت آپ کے ساتھ حضرت خواجہ محمد فیض بھی تھے۔ انہوں نے آپ سے بہت سی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو حضرت خواجہ محمد فیض کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ آپ نے عازمت ترک کر دی۔ اور اپنے پیرو مشرک کے ساتھ رہنے لگے۔

آپ نے اپنی ولایت میں دو دروازوں قرن کا سفر کیا اور بے شمار رنگان وین سے استفادہ واستفاد کیا۔ یہ شمار لوگ آپ کی تربیت سے سید نقشبندی میں شامل ہوئے۔ بڑے مستجاب احوال بزرگ تھے۔ آپ کی کئی کئی گز احوال مشہور ہیں۔

آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ نور محمد جن کا مزار شریف چودہ شریف ضلع کبیل پور میں ہے بہت شہرت حاصل کی۔ آخری عمر میں آپ کافی کمزور ہو گئے تھے اور پاکی میں سفر کے آیا جایا کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۲۰ راجہ الاول ۱۲۴۷ھ مطابق ۱۸۳۱ء میں تیرائی شریف تیراہہ شریف (کابل) میں ہوئی اور وہیں مرتد پاک بنا۔



حضرت خواجہ نور محمد نقشبندی

حضرت حاجی نور محمد حضرت خواجہ فیض الاسلام اسی کے فرزند ارجمند تھے۔ پیدائش ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۲ء میں ہوئی۔ اسی سال ان کا بڑا بیٹا مر گیا۔ ۱۳۰۰ھ واسطوں سے شجرہ نسب حضرت خاندن علی نظام الملک منجھی ہوتا ہے۔  
تفصیل علوم و فنون اور باطنی تعلیم اپنے والد کو کہ جسے حاصل کی اور شرافت و اعزاز سے سرفراز ہوئے۔ ایک ادب دار و ادبی ائمہ تھے۔

مہم شریف محمد بن عبد اللہ کے باوجود طریقت کے مشہور اور معروف کے مقابلہ میں پر  
قائم تھے۔ والد ماجد کی وفات کے بعد خاندان سے جبرت خیزا کہ جوہر شریف علی  
نیکل چلا کہ گورنر خلیفہ خانی اور علی خلیفہ کے درمیان میں مشغول ہوئے  
تیار سے جوہر شریف کی آخر کار پانچ پڑھ سال کے اختلاف ہو گئے۔ آپ حضرت بابا جوہر شریف  
کے نام سے معروف ہوئے آپ کی بہت سی کرامات ہیں۔

صحابہ ارکان میں حضرت خواجہ احمد گل جہیزہ شریفین ہیں اسے حضرت دین محمد جہیزہ  
خواجہ شاہ محمد اور حضرت خواجہ فقیر محمد کہتے۔

آپ کی وفات ۳ شعبان المعظم ۱۲۸۲ھ مطابق ۲۷ اگست ۱۸۶۵ء میں بمبئی، ابرس مرزا محبت  
پڑھ کر شریعہ میں ہوئی۔ آپ کے والد آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ الرحمہ کا ارشد  
مستوفیہ آپ کے صاحبزادے ناصر علیہ الرحمہ کے تھے۔

حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندی

حضرت خواجہ فیض محمد المعروف بہ حضرت بابا جی حضرت خواجہ نور محمد شہزادی کے  
دوسرے زہد و شہید تھے۔ آپ کی ولادت کے وقت آپ کے جد امجد حضرت  
خواجہ جعفر بن محمد شہزادی کے بیعت یافتہ تھے۔ انھوں نے اپنا لقب دین ان کے مرزبان  
دیا۔ اور فرمایا۔ یہ بڑا بڑا نیک بخت ہوگا۔  
آپ نے علوم ظاہری و باطنی اے والد سے حاصل کیے۔

بیس سال کی عمر میں اپنے والد مرحوم سے غرضت خلافت سے فتنہ بند یہ حاصل کیا  
 اور پھر اپنے عہد فاضل خواجہ دین محمد کے ہمراہ پنجاب میں نشرِ کتب لائے۔ عجب باطنی شریف  
 خلق جمیل بننے والے تھے۔ ان کا علم کے فروغ و نام بھی الدین اور دوسرے لوگ آپ کی  
 نوچ سے سسکتے ہیں۔ داخلِ حرمِ پیر سلوک تشریف لے گئے وہیں بھی سبکدوش آدمی  
 حلقہ اراکین میں آئے۔ مدینۃ الاولیاء اور لاہور گجرات و خندقیہ لائے۔

شریعت بنوہد کے اعداد پند تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے مطابق ان کے قدم بقدم چلتے تھے۔ بڑا ماردار مساکین کی صحبت میں بہت خوش رہتے تھے۔ آپ اس طرح صحیح عالم تھے کہ قرآن مجید کے ایک ایک لفظ کے معنی اور اسرار و رموز بیان کرتے۔ جسے سن کر بڑے بڑے عالم فاضل انگشت بدشاں رہ جاتے۔ بلکہ جیسے جالی بنی کسی رشتہ درخشاں تھے۔ جسے دوست کی شکایت سن کر گراہ نہ فرماتے تھے۔

محل ہر باری ادا کساری میں ہے مثال تھے۔ آپ کی مجلس میں ہر سہ ہفتے ملتا  
اور اہل اہل بیت تھے۔ مگر آپ کی زوی وفار اور بارہ حبشیت کے سامنے کسی کو  
لب کشائی کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ خوارک نہایت سادہ تھی جو غیر یورپی اور غیر  
پیشکش ہوتی تھی۔ اپنے مریدوں کو "مرید" کہہ کر نہ بلاتے۔ بلکہ غلط یا دوسرے  
استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اپنے خدام کی بہت عزت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی  
سب سے بڑی کمالات زبان زہر مام ہیں۔ قوج میں کیا فی اثر رکھتے تھے۔

غلام کرام میں حضرت امیرِ مہجرت سیدِ جامعہ علی شاہ علی پوری۔ حضرت  
ثانی لائانی پیرِ جامعہ شی شاہ علی پوری۔ حضرت خواجہ غلام محی الدین باڈی شریف  
حضرت حافظ عبدالکریم راولپنڈی کو کافی شہرت حاصل ہوئی۔ خفا وادریہ میں کی  
تعداد بہت زیادہ ہے۔

آپ کی وفات ۲۹ محرم الحرام ۱۰۵۰ھ میں صوفیہ چورہ شریف میں  
ہوئی اور وہیں مزار پر افوازا بنا۔ ہر آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ نور محمد تیرای  
کے مزار سے چند سو قدم کے فاصلہ پر ہے۔



## امیر ملت

### حضرت حافظِ جماعت علی شاہ محدث دہری

امیر ملت حافظ پیر سیدِ جماعت علی شاہ محدث پوری رحمۃ اللہ علیہ مطالبہ  
میں علی پور سیواں ضلع سیالکوٹ سید کریم شاہ شریکی کے اہل قندہر تھے۔ آپ کا خاندان  
سادات شریاز سے تعلق رکھتا تھا۔ سلسلہ نسب ۲۰ واسطوں سے غلیظ چارم حضرت  
علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد میں ایک بزرگ سید محمد طریف  
عبداللہ الدین کرم اللہ وجہہ تھے۔ اگر علی پور سیدان میں اقامت گزیں ہوئے۔

آپ نے علی پور سیدان میں حافظہ اشباح الدین کشمیری سے قرآن مجید حفظ کیا  
ابن دینی گت مولانا محمد اویس شری اور مولانا عبدالرشید علی سے عربی حضرت مولانا  
غلام تاور محمد رومی شری لاہوری اور مولانا فاضل احمد سہیل پوری سے الکشاف شعب کی  
کامیاب کر مولانا محمد علی مرگیزی ناظم ندوۃ العلماء سے بھی استفادہ کیا۔ مولانا احمد حسن  
کا پوری کی خدمت میں بھی حاضر رہے۔ قاری عبدالرحمن پانی پتی سے بھی فنی باب بیعت  
مولانا عبدالحق مہاجر گئی سے سند حدیث حاصل کی۔ اور حضرت مولانا فضل الرحمن صاحبِ مدار  
آبادی سے بھی سند حدیث کی۔ آپ نے فضل محمد عبد اللہ گنجی پور میں اور شریک علی لاہور  
سے بھی استفادہ کیا تھا۔ حضرت مولانا محمد ظہیر سہارن پوری (بانی مدرسہ مظہریہ) سے بھی  
مدون فقہیہ و فقہیہ پڑھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ فقیر محمد الشہر حضرت بابا جی  
صاحب (موجودہ شریف) سے شرفِ بیعت و خلافت حاصل کی۔

آپ نے شاعت و تبلیغ اسلام کے لیے تمام ہندوستان کا دورہ کیا اور شاہد سے لاس تک ایسی اور کراچی سے راجھون تک شریفیت لے گئے۔ یہ عقائد ان کے علاوہ آپ نے دیہاتی مشنریوں اور دیہاتوں کی ریشہ و دانیوں کا ستار کر کے ان کو ناکام کیا۔ تیار ہوا بیسائوں اور ہندوؤں کو شرف باسلام کیا۔ خدھی تحریک کے خلاف صبر و ضبط و جہد کی مزاحمت کا دہائی کے باطل و مٹوی کی زبردست شہید کی۔ ہندوؤں اور بیسیائیوں کو ایسا اگر ہر تبلیغی مرکز قائم کیا۔ دینی مدارس کے ساتھ خاوندانہ اخلاقی تعلیمی سمجھتے تھے۔ ہندوؤں کے بعد ہندوؤں کی اپیل پر جازر پور سے لکھنؤ پہنچے جہاں سے ایک دفعہ زمین عرب میں بھجوا کر گیا۔ تو آپ نے ایک لاکھ روپے کی رقم ارمال کی۔ شاہراہ ایکٹ کی منصوبہ کے لیے آپ نے بہت کام کیا۔ مجبوراً حکومت کو اس قانون میں ترمیم کرنا پڑی۔ آپ نے فٹنارہ نڈا کے قلعے فتح کرنے کے لیے علما کے گرام کے بہت سے دفعہ مختلف مقامات پر بھیجے۔ احمد خدیو ان کے ساتھ رہے۔ گھاسے کر آپ نے تین ماہ میں ۸۰۰ روپے دیے۔

آپ کی سماجی خدمات بھی بے شمار ہیں۔ تحریک ترک مولات اور تحریک جبریت سے مسلمانوں کو باہر کیا۔ تحریک مسجد تعمیر گئے۔ لاہور و اسلام آباد میں ہندی رہنمائی کی۔ بادشاہی جہلاہور میں لکھنؤ کے قلعے سے آپ نے ولولہ انگیز تقریر کی "ہندو مت" کا خطاب پایا۔ مل گڑھ دیوڑھی کے قیام پر کئی لاکھ روپے چند جمع کروا۔ بادشاہی مسجد لاہور کے احاطہ میں یہ بندہ مختصر پر تقریر بھی شامل تھا۔

تحریک پاکستان کے لیے بھی آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس (بنارس) ۱۹۳۱ء میں بحیثیت سرپرست شامل ہوئے۔ نیز قیام متحدہ ہندوستان کا تحریک پاکستان کی حمایت میں دودھ کیا۔ جسے اسکے اور قائد اعظم محمد علی جناح کو پیغام گھر گھر پہنچایا۔ اسی زمانہ میں دو ہندی، اہل حدیث اور دھرم سے چوٹی کے نیشنلسٹ

علما نے قائد اعظم اور تحریک پاکستان کی شدید مذمت کی۔ کانگریس کے رہبر پر ان علما نے ہندوستان کے دور دورہ مقامات کا دورہ کیا تاہم اعظم پر کفر کا فتویٰ جاری کیا گیا۔ اور تحریک پاکستان کو ایک عظیم اقدام قرار دیا گیا۔ مگر آپ کے فلسفہ و عقائد ان کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ گئی۔ آپ حضرت قائد اعظم سے کئی دفعہ ملے اور ان کو اپنی اور اپنے مريدوں کی طرف سے بحال عقیدین دعائی کرائی۔

حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ انھیں حمایت اسلام لاہور کے جلسہ کی صدارت غور فرماتے تھے کہ علامہ اقبال اگر آپ کے قدموں میں چھڑ گئے۔ اور کہا کہ ہرگز ان کے قدموں میں بیٹھیں سادات سے۔ آپ نے فرمایا اقبال جس کے قدموں میں ہواسے اور کیا چاہیے۔ علامہ اقبال نے سب سے پہلے خود اپنی قادری سلسلہ میں بہت لاکھ آپ سے کیا تھا۔ آپ کو بھی حضرت علامہ اقبال سے بہت محبت تھی۔ زندگی کے آخری ایام میں وہ اکثر علامہ کا پریشور چمکا کرتے تھے۔

یہی بندہ پروردی سے میرے دن گذر رہے ہیں

نہ گھر ہے دوستوں کا نہ شکایت زمانہ

آپ کے اخلاقی عہدہ اور اوصاف پسندیدہ ہیں۔ تقریباً پچاس مرتبہ حج حرمین الشریفین کی سعادت حاصل کی۔ سیکڑوں سبب تعمیر کرائیں۔ دینی مدارس کا ملک کے اکثر حصوں میں احیاء کیا۔ ۱۹۳۱ء میں انھوں نے دارم الصوفیہ لاہور کی بنیاد رکھی۔ ملی ہندوؤں میں آپ نے مگر مری ایک نہایت خوبصورت مسجد تعمیر کرائی جو مسجد نور کے نام سے مشہور ہے۔ جن زمانہ میں یہ مسجد تعمیر ہوئی تھی اس پرچہ لاکھ روپے خرچ ہوا تھا۔ اس مسجد کے دروازے مندر کی شکل کی کادریاں حاضری سے مرتع ہیں۔ مسجد میں چھت پر ملی بجلی کا ۲۱ فٹ لمبا کلاخ شہر دی کے لیے لگا دیا گیا ہے۔

آپ کے عقیدہ میں انھیں آغا علی گہی برادر دربارہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نادر شاہ شہید وائی افغانستان میر عثمان ملی خان، نظام حیدر آباد دکن، قائد ملت  
جوہری غلام عباس۔ لواب بہادر یار جنگ۔ سر آغا خان، لواب وقار الملک، علامہ محمد  
اقبال، قائد اعظم۔ لواب محمد اسماعیل خان۔ وغیرہ ہیں۔

تغیبات میں ضرورت سطح۔ اطاعت مرشد سرمدی۔ یاران طریقت  
کے علاوہ کئی ایک قابل قدر وفادار تھے جنہیں اور فضائل مدنیہ یاد گار ہیں  
آپ کا وصال ۲۶ رجبی ۱۲۸۵ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۸۶۵ء بروز جمعرات  
اور عجم کی درہانی شب ملی پر رستیاں میں ہوا اور وہاں ہی آپ کا مسکن پر انوار  
مربع خالق ہے۔



## حضرت حاجی پیر حیات محمد نقشبندی

آپ کے آباؤ اجداد سرزمین کشمیر میں رہا در شاہ کے رہنے والے تھے۔ ایک  
زمانہ میں آپ کے بزرگ دہاں سے سیال کوٹ میں نقل مکانی کر آئے۔ اور وہاں مستقل  
طور پر قائمیت گزری ہو گئی۔ آپ کے والد کا نام پیر بہار شاہ تھا۔ آپ کے دادا کشمیر  
سے سوہدہ چلے آئے تھے اور وہیں آپ کی وفات ہو گئی اور وہاں کے مقبرہ مستان  
شاہ کے قبرستان میں دفن ہوئے اس موقع پر پیر بہار شاہ نے انجیل لائٹس مستقل  
سوہدہ میں ہی اختیار کر لی پھر مجددی دہاں میں لاکھوت چلے گئے۔

سلسلہ حیات نقشبندی میں آپ نے اہمیت حضرت حافظ جامع علی شاہ ملی پوری  
سے شرف بیعت حاصل کی اور بعد ازاں ملاقات حاصل کر کے ان کے خلائے اعظم میں  
مثال ہوئے۔ حضرت اہمیت آپ پر خصوصی توقیر فرماتے تھے۔ سلسلہ کی تبلیغ کے لیے  
آپ پنجاب اور کشمیر کے بے شمار دیہات گئے اور وہاں اس کے فروغ کے لیے کام کیا۔  
آپ کے سلسلہ کی شریک و اشاعت میں بہت کام کیا۔ اور دیہات کے بہت  
سے لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ حضرت محدث علی پوری کے  
کشمیر کے تبلیغی دوروں میں اکثر ان کے ہمراہ رہتے تھے اور آپ کے مواعظ حسنہ کا  
کشمیری زبانوں میں ترجمہ کرتے تھے۔ اکثر ایسے ہی کشمیر کے تبلیغی دوروں پر جاتے  
اور ملوک و رشا کی حامل ہر پا کرتے تھے۔ آپ کی دعا و نصیحت سے ہتیار لوگ

نفعی باب ہوئے، برصغیر پاک و ہند میں آپ کے کثیر السخا و مرید ہیں۔

شبست پر ہیر نگار، شب زندہ دار، صاحب کش و کرامت، بزرگ اور عابد بزرگ بزرگ تھے۔ باطنی علوم میں بحر فزا تھے، جن میں رونق المروزی تھے تو وہ نیز جو جاتی۔ صاحب اسرار و کاشفات بزرگ تھے۔

آپ حج عربین شریفین کی معادرت سے بھی فیض باب ہوئے تھے۔  
 خفا و میں حضرت پیر غریب احمد فرزند و سجادہ نشین۔ مفتی محمد شعیب خلیفہ کامری کے اور پیر محمد صادق نقشبندی لاہوری ہیں۔

آپ کی اولاد میں پیر محمد غلیب، پیر علی احمد، بشیر احمد اور پیر محمد شریف ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد پیر محمد غلیب سجادہ نشین ہوئے۔ جن کی وفات ۱۲۸۵ مطابق ۱۵ اپریل بروز جمعہ المبارک نو رست بعد از عہد ہوئی۔ پیر محمد غلیب کی ولادت ۱۲۸۵ میں ہوئی تھی۔ وہ عالم فاضل بزرگ تھے، تبلیغ و ارشاد میں سرگرم و کوشاں تھے۔

آپ کی وفات ۱۳۸۵ جمادی الثانی ۱۲۸۵ مطابق ۲۲ جون ۱۳۸۵ بروز جمعہ المبارک بعد از نماز مغرب ساکوٹ میں ہوئی۔

آپ کے باران طریقت میں ملک عبد العزیز بزرگ ٹٹوی، عبد الحکیم اعظم الدین موٹا ساہیل کے ذریعے علی پور شریف پہنچے اور حضرت امیر ملت کو آپ کی وفات سے مطلع فرمایا۔

حضرت امیر ملت قوۃ الشریف لائے پنجاب کے دیگر ملاؤں سے بھی بزرگ شریف لائے، حضرت مولانا ابوالبرکات گادری لاہوری، حضرت فیض اعظم مولانا محمد شریف کوٹلی، مولانا مفتی نور الحسن خلیفہ جامع مسجد عبدالحکیم مولانا محمد یوسف سیالکوٹی، مولانا امام الدین دریا بھٹا، "انوار العرفہ" مولانا عبدالحق

خلیب مسجد و دروازہ اور دیگر مالائے کرام کے علاوہ ہزاروں افراد نے نماز مسندہ پڑھی۔ نماز جہاں حضرت امیر ملت نے پڑھائی اور خود بنفس نفیس چڑھا سب کے جنازے کو اپنا کندھا دیتے ہوئے قبرستان پہنچے، اور اپنے دو بڑے بھائی کو دفن کرایا۔ جنازہ دوسرے دن چار بجے بعد نماز عصر محلہ کی مسجد سے اٹھایا گیا تھا۔



## دور مجذوبیت

۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۸ء تک

اس دور مجذوبیت میں آپ لاہور کی مختلف آبادیوں میں قیام فرما رہے۔ باغیچہ پرستگار دورہ۔ پنجہ والی وادی آبادیوں میں پھرتے رہے۔ پھر مقبرہ نقاب بہادر خان نزد ریلوے چھانگ خیرہ مقبرہ قیام کیا۔ اس وقت جذبہ مسک کا غلبہ تھا۔ تقریباً تیس سال آپ نے اس حالت میں گزارے۔ سر دی گری سے پہلے نیاز رہے۔ نصف سر دی میں بھی ایک عقیدہ میں چسپے رہتے اور نہ میں گھنٹوں چسپے رہتے۔ گرمیوں میں چودہ چودہ گرم کوٹ زیب تن کیے رہتے۔ اور کبھی کبھی کئی کئی دن گرمی میں بھی چسپے رہتے۔

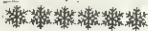
## ریلوے اور نہرو والوں پر سے تنازعہ

آپ مقبرہ نقاب بہادر خان میں کئی سال ریاضات و عبادات میں مشغول رہے اور اس مقبرہ کی سب سے اونچی سطح پر رہتے تھے۔ زبان بعد شریک کے کہہ رہے تھے کہ پاس تلہ پوت کے درخت تھے آگے۔ وہاں سے شہزادہ کی جنگ پاک عبادت کے بعد نہرو کی دوسری جانب شریک کے درخت تھے آگے اور تاحال وہیں قیام فرما رہے

اور ایک سہلی سا کچا کمرہ بنایا۔ جس پر نہرو والوں اور ریلوے والوں نے حبس کرنا شروع کر دیا۔ نگران کی اس میں کامیابی نہ ہو سکی۔ اور آپ کا مستقل مستقر وہاں ہی بنا۔

محمد رفیع راز، باغبان پروردہ لاہور فرماتے ہیں کہ جب نہرو کے حکم کے اضرائی نے اس جگہ کے متعلق تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ نہرو والوں نے ہوائی اس زمین کا پیش کیا ہے وہ ۱۵۱۱۷ کا ہے اور اس میں اس تنازعہ جگہ کا اندراج ہی نہیں ہے کیونکہ نہرو نے ۱۲۰ فٹ تک اس فکے کی جگہ جوئی ہے اس طرح ریلوے والوں کے پاس ۱۵۱۱۷ کا نقشہ تھا۔ اس میں بھی اس جگہ کا اندراج نہیں تھا۔ اور یہ اطلاعائی کی جانب سے ضلع ہی تقریف باطنی تھا۔ کہ ان حکموں کے پاس اس تنازعہ جگہ کی ملکیت کا کوئی ثبوت ہی نہ تھا۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حاضریہ و جانین کا بھی مختصر تذکرہ کر دیا جائے جو عقائد حاضریہ کرام کے لیے سودمند ہو گا۔



نادر شاہ شہید وراثی افغانستان میرخان علی خان، نظام ہند آبادکن، قائد ملت  
چوہدری نظام جاس۔ نواب بہادر مارہنگ۔ سرآغا خان۔ نواب وقار الملک، علامہ سر  
اقبال، قائد اعظم۔ نواب محمد اسماعیل خان، وغیرہ ہیں۔

تشریفات میں ضرورت کیسٹینج۔ اقامت مرشد مرید قادق۔ یارانِ طریقت  
کے علاوہ کئی ایک قابل قدر مقامات فضیلت تھی اور فضائل وغیرہ یاد گار ہیں  
آپ کا سال ۲۶ ذی قعدہ ۱۲۸۷ بمطابق ۱۲ اگست ۱۸۷۰ء بروز جمعرات  
اور عید کی صبح ہی پرستیاں میں ہوا اور وہی ہی آپ کا مسطرہ پر افواہ  
مرخصتِ خلافت ہے۔



## حضرت حاجی پیر حیات محمد نقشبندی

آپ کے آباؤ اجداد سرزمین کشمیر میں، بچہ دلاڑ کے رہنے والے تھے۔ ایک  
زمانہ میں آپ کے بزرگ دہاں سے سہاگن کوٹ میں نقل مکان کیا کر آئے۔ سارہاں مستقل  
طور پر اقامت گزری جب کہ آپ کے والد کا نام پیر بہار شاہ تھا۔ آپ کے دادا کشمیر  
سے سوہما چلے آئے تھے اور وہی آپ کی وفات ہو گئی اور وہاں کے مقبرستان  
شاہ کے قبرستان میں دفن ہوئے اس موقع پر پیر بہار شاہ نے انچھ دلائل مستقل  
سوہما میں ہی اختیار کر لی پیر بہار اہل و عیال ساگر کوٹ چلے گئے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندی میں آپ نے امیر ملت حضرت حافظ علی شاہ ملی پوری  
سے شرفِ بیعت حاصل کیا اور بہاناز خلافت حاصل کر کے ان کے خطائے اعظم میں  
شامل ہوئے۔ حضرت امیر ملت آپ پر بھی نوبت فرماتے تھے۔ سلسلہ کی تبلیغ کے لیے  
آپ پنجاب اور کشمیر کے شمار دیات گئے اور وہاں اس کے فروغ کے لیے کام کیا۔  
آپ کے سلسلہ کی ترویج و اشاعت میں بہت کام کیا اور وہاں کے بہت  
سے لوگوں نے آپ کے وصیت حق پرست پر بیعت کی۔ حضرت محدث ملی پوری کے  
کشمیر کے تبلیغی دروہوں میں اکثر ان کے ہمراہ رہتے تھے اور آپ کے مواظہ حسنہ کا  
کشمیری زبانوں میں ترجمہ کرتے تھے۔ اکثر کھیلے جی کشمیر کے تبلیغی دروہوں پر جاتے  
اور سلوک و ارشاد کی حامل برپا کرتے تھے۔ آپ کی مواظہ نصیحت سے دنیا و لوگ



نادر شاہ شہید وائی افغانستان۔ میر عثمان ملی خان، نظام حیدر آباد دکن، قائد ملت  
پرتو پری فلام عباس۔ نواب بہادر یار جنگ۔ سر آغا خان، نواب وقار الملک، ملا سر محمد  
اقبال، قائد اعظم۔ نواب محمد اسماعیل خاں۔ و غیرہ ہیں۔

تغیبات میں ضرورت پیش آئے۔ اقامت مرشد مرہادی۔ یاد ان ظریفیت  
کے علاوہ کئی ایک قابل ہر مقام پر ضرورت تھی اور فضائل مرید یاد گار ہیں  
آپ کا وصال ۲۶ رذی قمر ۱۳۵۷ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۳۷ء بروز جمعرات  
اور عہد کی دینیاتی مشہر ملی پور سٹیٹ میں ہوا اور وہاں ہی آپ کا مسکن پر افوار  
مرتب خانہ بنی ہے۔



## حضرت حاجی پیر حیات محمد نقشبندی

آپ کے آب و اجداد سرزمین کشمیر میں بچہ داڑھ کے رہنے والے تھے۔ ایک  
زمانہ میں آپ کے بزرگ وہاں سے سیال کوٹ میں نقل مکانی کر آئے۔ اور یہاں مستقل  
طریقہ قائم کر لی ہو گئے۔ آپ کے والد کا نام پیر بہادر شاہ تھا۔ آپ کے والد کشمیر  
سے سربہ پہلے آئے تھے اور وہیں آپ کی وفات ہو گئی اور وہاں کے مقبرہ عثمان  
شاہ کے قبرستان میں دفن ہوئے اس موقع پر پیر بہادر شاہ نے انچارہاٹس مستقل  
سربہ میں ہی ہی اختیار کر لی پھر بعد اہل دیال یا کوٹ پہلے گئے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آپ نے امیر ملت حضرت حافظ جامعہ ملی شاہ ملی پوری  
سے شرفِ بیعت حاصل کیا اور بعد ازاں خلافت حاصل کر کے ان کے خطائے اعظم میں  
شامل ہوئے۔ حضرت امیر ملت آپ پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ سلسلہ کی تبلیغ کے لیے  
آپ پنجاب اور کشمیر کے بے شمار دیہات گئے اور وہاں اس کے فروغ کے لیے کام کیا۔  
آپ کے سلسلہ کی ترویج و اشاعت میں بہت کام کیا۔ اور دیہات کے بہت  
سے لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ حضرت محدث ملی پوری کے  
کشمیر کے تبلیغی دوروں میں اکثر ان کے ہمراہ رہتے تھے اور آپ کے سوا ملاحظہ نہ  
کشمیری زبانوں میں ترجمہ کرتے تھے۔ اکثر ایسے ہی کشمیر کے تبلیغی دوروں پر جاتے  
اور لوگ ہار شاو کی حامل ہو کر آتے تھے۔ آپ کی دعا و نصیحت سے بے شمار لوگ

فیض باب ہوئے۔ ہر صغیر پاک و ہند میں آپ کے کثیر الشمار مرید ہیں۔

چوتھے پر میرنگار۔ شلب زندہ دار۔ صاحب کشف و کرامات، بزرگ اور عالم زاد، بزرگ ستمے۔ باطنی علوم میں بحر فکار تھے۔ جن میں میں روئی افروز ہوئے تو وہ موز و جاتی۔ صاحب اسرار و کما شفات بزرگ تھے۔

آپ حج حرمین الشریفین کی سعادت سے بھی فیض باب ہوئے تھے۔

خلفاء میں حضرت محمد طویل احمد فرزند سجادہ نشین۔ مفتی محمد شفیع طویل کا مورث اور پیر محمد صادق نقشبندی لاہوری ہیں۔

آپ کی اولاد میں پیر محمد طویل۔ پیر علی احمد۔ ربشیر احمد اور پیر محمد شریف ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد پیر محمد طویل سجادہ نشین ہوئے۔ جن کی وفات مشکلاۃ مطابق ۱۱۵۱ھ بروز جمعہ المبارک نو قست مہد از مہج ہوئی۔ پیر محمد طویل کی ولادت سن ۱۱۵۱ھ میں ہوئی تھی۔ وہ عالم فاضل بزرگ تھے۔ تبلیغ و ارشاد میں سرگرم و کوشاں تھے۔

آپ کی وفات ۱۱۵۱ھ مطابق ۲۲ جون ۱۷۳۸ھ بروز جمعہ المبارک بعد از نماز مغرب بہ اکوٹ میں ہوئی۔

آپ کے یارانِ طریقت میں ملک عبدالعزیز کوٹاری۔ عبدالحکیم احمد نظام الدین موٹا ساہیل کے درویش ملی پور شریف پیر پیر اور حضرت امیر ملت کو آپ کی وفات سے مطلع فرمایا۔

حضرت امیر ملت فرما تشریف لائے اور پنجاب کے دیگر علاقوں سے بھی بزرگ تشریف لائے۔ حضرت مولانا ابوالبرکات گادری لاہوری۔ حضرت فقیرا انعم مولانا محمد شریف کوٹاری۔ مولانا حفی نور الحسن شلیب جامع مسجد عبدالحکیم مولانا محمد یوسف سیالکوٹی۔ مولانا امام الدین مدیر یا بنامہ "انوار الصوفیہ" مولانا محمد بنی

خطیب مسجد دروازہ اور دیگر بانیان کے کرام کے علاوہ ہزاروں افراد سے ملازمت سنانہ پر تھی۔ ملازماۃ حضرت امیر ملت ستمے پڑھائی اور علوم لغویہ نفس پر صاحب کے جنازے کو اپنا کندھا دیتے ہوئے قبرستان پہنچے۔ اور اپنے بعد بڑے شیعہ طویل کو دفن کرایا۔ جنازہ دوسرے دن چار بجے بعد نماز عصر محلہ کچی مسجد سے اٹھایا گیا تھا۔



## دورِ مجذوبیت

۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۸ء تک

اس دورِ مجذوبیت میں آپ لاہور کی مختلف آبادیوں میں خیاں گزارے۔ بانیانچہ سنگھ پورہ، سیٹروال وغیرہ آبادیوں میں پھرستے رہے۔ پھر مقبرہ نواب بہادر خان نوردپور سے چھانکے میرے قلمبرہ تمام کیا۔ اس وقت جذبہ دسکر کا غلبہ تھا۔ تقریباً تیس سال آپ نے اس حالت میں گزارے۔ مروی گہری سے بے نیاز نہ تھے۔ سخت مروی میں بھی ایک تہذیبی پیشے رہتے اور نہ ہی گھنٹوں پیشے رہتے۔ گرمیوں میں چودہ چودہ گرم کوٹ زیب تن کیے رہتے۔ اور کبھی کبھی کٹی کٹی دن گھڑی پہلی میں پیشے رہتے۔

## ریلوے اور نہرو والوں سے تنازعہ

آپ مقبرہ نواب بہادر خان میں کئی سال ریاضات و عبادات میں مشغول رہے اور اس مقبرہ کی سب سے اونچی سطح پر رہتے تھے۔ راتوں بعد شرک کے گنارے نہر کے پاس ٹھہرتے کے درخت تلے آگئے۔ وہاں سے شعلہ کی جگہ پاک بھارت کے بعد نہر کی دوسری جانب شیشم کے درخت تلے آگئے اور تا وصال وہیں تمام فرما رہے

ادھلیک سولی سا کچا کمرہ بنالیا۔ جہاں نہرو والوں اور ریلوے والوں سے جھگڑا شروع کر دیا۔ نگران کی اس میں کامیابی نہ ہو سکی۔ اور آپ کا مستقل مسافر وہاں ہی بنا۔

محمد سرور آزاد، باغبان پورہ لاہور فرماتے ہیں کہ جب نہر کے ٹھکے کے اندر آنے اس جگہ سے متعلق تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ نہرو والوں نے سو فٹ سے اس زمین کا پیش کیا ہے وہ ٹکڑا کا ہے اور اس میں اس تنازعہ جگہ کا اندراج بھی نہیں ہے کیونکہ نہر سے ۱۴۰ فٹ تک اس ٹھکے کی جگہ سو فی سب سے اس طرح ریلوے والوں کے پاس تھا ۱۹۴۸ء کا نقشہ تھا۔ اس میں بھی اس جگہ کا اندراج نہیں تھا۔ اور یہ اقلہ تھائی کی جانب سے خصوصی نقشہ صرف باطنی تھا۔ گر ان ٹھکوں کے پاس اس تنازعہ جگہ کی ملکیت کا کوئی ثبوت ہی نہ تھا۔

اس جگہ منار ب معلوم ہوتا ہے مجاہدیں کا بھی مندر تذکرہ کر دیا جائے جو لفظی فارغین کرام کے بے سود تذکرہ گا۔



## لاہور کے مجاہدِ مجاہدین

خاکسارانِ جہاں را بمقارن منگر  
تو چہ دانی کہ دریں گرو سوائے باشد

مدینۃ الاولیاء لاہور میں بھی بے شمار مجاہدین و مجاہدین سرور میں  
گذرے ہیں۔ جن کی تفصیل بہت کم ملتی ہے مگر پھر بھی ہم نے کوشش  
کی ہے کہ ان کا احوال تذکرہ کر دیا جائے۔



## مجاہدِ لاہور

عہدِ سلاطین

## پیرِ دھل "مجنوب"

آپ کا نام ہی سید عبدالحکیم بخاری بتایا جاتا ہے۔ سید عالمیہ سرور مدین  
حضرت شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالحکیم بخاری متوفی سن ۱۱۸۷ھ کے مرید تھے۔ یہ  
وردی سلاطین کا عہدِ حکومت تھا آپ مجنوب تھے اور جذبِ و سکر کی حالت میں  
رہتے تھے۔ مجنوبوں کی طرح ٹھیکوں، ہزاروں اور دیناروں میں گشت لگایا کرتے تھے  
اکثر اوقات آپ اس جگہ پر بیٹھتے تھے جہاں آپ کا مریض ہے۔ صاحبِ مدینۃ الاولیاء  
مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کو ایک صاحبِ کشف و کرامت بزرگ لکھا ہے۔

آپ کا مزار اندرونِ شہر شاہ عالمی اور مری دروازہ کے درمیان دھل محلہ میں  
موجود تھا جی ہے۔ مزار مسجدِ محسن خان کے غریبی کو چہ پور میں لگی ہے صاحبِ  
مغرب واقع ہے۔

## پیر بھولا مجذوب

آپ بزرگانِ لاہور میں مسرت و مسکند، مجذوب اور کشف و کرامت بزرگ تھے۔ سوائے خود سال بچوں کے آپ کسی سے بھی التفات نہ دے سکتے تھے دنیا اور اہل دنیا سے مشغول تھے۔ تندہنا زادہ فطرت میاں روپوں کی تعداد میں آتی۔ مگر آپ سب بچوں میں غنیمت ملاحظہ کیجئے۔ سارا دن خبریں گشت کیا کرتے تھے اور اپنے جوتی در جوتی آپ کے ہمراہ رہتے تھے۔ موجودہ صورت میں آپ کا مزار چوک دھاری منڈی سے بازار سورت منڈی کو جاؤں تو کوچ پیر بھولا میں آپ کا مزار ہے۔



## مجاذیب لاہور

### مغلیہ دور

## میاں مونگر مجذوب

آپ کا نام بدیشہ الاولیاء لاہور میں تھا اپنے وقت کے مجذوب اور عالم فری کے مالک تھے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی م رحمۃ اللہ علیہ نے تعریف "افکار الانبیاء" میں لکھے ہیں کہ میں شیخ حسن پورہ مجذوب دہلی کے ہمراہ لاہور میں تھا کہ میاں مونگر مجذوب لاہوری ہمارے مجلس میں آگیا۔ جب اس کی نگاہ شیخ حسن پورہ مجذوب پر پڑی تو فریاد لگے کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ قصیدہ بیان حضرت سے کیا دام ملے ہے، شیخ حسن پورہ یہ سن کر ہنس سے بھاگ گئے اور اس دن کے بعد ان کو کسی نے لاہور میں نہیں دیکھا۔ اور ہمیں یہ دونوں مجذوب دہلی دور ہمارے ملک دوڑتے نظر آئے۔

آپ کی وفات سنہ ۱۰۵۰ھ میں ہوئی حالانکہ میں اکثر میں جوتی اس وقت گورنر ہار خان جہاں حسین علی خان تھا۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کی تاریخ وفات اس طرح کہی ہے کہ

جناب شیخ سرگرم باطن مست چودہ عدد معنی بافت توفیق  
چو سال ارنخالش جنت سرور عیان شد از معنی پیر عتیق

## شیخ یوسف مجذوب

صاحب اخبار الافکار کہتے ہیں کہ لاہور کے مجذوب تھے بلند قامت بڑے  
کانشہ باہمت صاحب فلسفہ اور پانداوقات تھے میری دعا طر بانہ سے اور سر  
منڈاتے تھے نیز صاحب کشف اور کشادہ باطن تھے حضرت شیخ حدادی فرماتے ہیں  
کہ میں دہلی سے لاہور آیا ہوا تھا میں نے کہا کہ آپ لاہور کے غناس (موجودہ شاہ بازار)  
میں گھسے اور پچی اوچی باتیں بول رہے تھے اور عجیب و غریب امر اور جملہ بیان کر  
رہے تھے حضرت محدث دہلی فرماتے ہیں کہ انھوں نے میری بہت سی پرستیدہ  
باتیں بیان کیں جن میں اللہ تعالیٰ کے ملاوہ کو کوئی نہیں جانتا تھا دوسرے دن میں  
ان کی طرف روانہ ہوا تاکہ اپنے مغرور علی کے بلے ان سے نیک خاں لے لوں مگر وہاں  
آپ سے ملاقات نہ ہو سکی جب میں اپنی رہائش گاہ پر واپس آیا تو آپ مجھ کو وہاں  
آٹھلے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر سفر نہ کرنا مہانگ نہیں ہے حاضرین  
میں سے کہا کہ شیخ یوسف کامل بارہ برس کے بعد اس طرف آ رہے ہیں حالانکہ  
قبل از یہ وہ کبھی بھی اس طرف نہ آئے تھے۔

## مستی مجذوب

کہا ہے کہ شہنشاہ حلال الدین بکر کے عہد حکومت میں ایک مست فقیر مجذوب  
لاہور میں رہتا تھا جو مٹا شاہی قلعہ لاہور کے گرد و لواح میں گھومتا پھرتا تھا جب  
وہ فوت ہو گیا تو اس کو اندرون مستی دروازہ دفن کروایا آج بھی اس کی قبر  
پر پلےس چوکی مستی دروازہ کے منہ میں موجود ہے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ مستی دروازہ  
کا نام اسی مست فقیر مجذوب کے نام پر منور ہوا۔

## نامعلوم الائم مجذوب

حضرت محمد باکرم کشی غلیظہ الامام بانی مجدد الف ثانی اپنی تصنیف "زبدۃ العقائد"  
میں لکھتے ہیں کہ جن دنوں مرثیہ سلسلہ عالیہ شہید ہند حضرت خواجہ محمد بانی کا مزار  
دہلی میں مسطورہ لاہور شریف لائے تھے۔ ان دنوں کا واقعہ ہے کہ آپ اکثر لاہور  
کے قبرستانوں اور مزاروں میں کسی اہل دل کی تلاش میں پھیرا کرتے ہیں ایک دفعہ  
ان کو معلوم ہوا کہ لاہور کے اطراف و جوانب میں ایک گورستان کے غریب ایک  
مجذوب رہتا ہے جتنا آپ اس کے پاس پہنچے تو وہ آپ کو دیکھنے ہی بھاگ گیا  
آپ جب بھی جلتے تو وہ آپ کو دیکھ کر غریبی بھاگ جاتا۔ آپ کو مارا کر جھکا دیتا

غرائب سے اس کا بیچا نہ جھڑا۔ یہاں تک کہ ایک دن اس مجذوب نے خوش ہو کر آپ کو بلا اور حصولِ مراد کے لیے دعا مانگی دیں۔ حضرت خواجہ کو اس کی دعاؤں سے بہت فائدہ حاصل ہوئے۔

## منگا مجذوب

یہ مجذوب لاہور شہر میں حضرت شیخ حسن شاہ ولیؒ (حضرت مستویؒ) کے متعلقہ کے وقت تھا۔ حضرت مستویؒ کا ایک بیوک صورت سنگھ مائل تھا جس نے آپ کی حیات کے متعلق ایک مظلوم فارسی کتاب لکھی ہے اس میں لکھا ہے کہ صورت سنگھ مائل کو اس مجذوب سے بے پناہ عقیدت تھی اور اس کے آستانہ پر اکثر غاضبی دیا کرتا تھا۔ ایک دن اس مجذوب کی نشاندہی پر صورت سنگھ کو اس مکان سے ایک دفعہ مائل تھا وہ لکھتا ہے۔

ہم منگا مجذوب آمد آن خانہ  
مرا بدست بہ بند رو بہر پاک حیا  
پر صورت سنگھ مائل لاہور کے محلہ میں رہا کرتے تھے۔

## شیخ کمال مجذوب

حضرت شیخ حسن شاہ ولیؒ المعروف بہ مستویؒ ۱۱۴۰ھ میں لاہور امیٹ روڈ نور پوری جمعیت سنگھ جیل والے واقع ہے کہ مرید تھے، مجذوب تھے اور ملکہ مشرب رکھتے تھے۔ کثرت سے جہاد و مسلمانان کے پاس آتے تھے۔ ان کی خانقاہ میں ہر وقت انگہ جاری رہتا تھا جہاں سے مسافر اور ان کے مرید کھانا کھاتے تھے لکھا ہے کہ جب نور الدین محمد جاگیر بادشاہ لاہور آیا تو وہ شیخ کمال مجذوب کی خانقاہ میں حاضر ہوا تھا اور ان سے ملاقات کی تھی۔

لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا کہ شہزادہ داد بخش عرف بانی کو لاہور میں ہمسف ماہ نے تخت نشین کر دیا ہے اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے، تو شیخ کمالؒ نے کہا کہ یہ خارجی وعدے صہری شاہ جہاں تخت نشین ہوگا۔ کچھ دنوں کے بعد آصف جاہ نے شہزادہ داد بخش کو قتل کر دیا اور اپنے داماد شاہ جہاں کی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔

شیخ کمالؒ مجذوب کی وفات ۱۱۴۰ھ مطابق ۱۷۲۷ء میں لاہور میں ہوئی۔ مزار کا پتہ نہیں ہیں چل مسکا۔

## حضرت شاہ عید الحق مجذوب

حضرت شاہ عید الحق مجذوب قادری حضرت میاں میر قادری فاروقی لاہوری کے مرید تھے۔ آپ مجذوب و درویش تھے۔ اکثر لاہور کے قبرستانوں اور درویشوں میں پھرا کرتے تھے آپ کی کئی ایک کرامات مشہور ہیں۔

لاہور میں ایک شخص بدحوہ و بدعورت کا کرنا تھا جس نے ایک چڑا دے بنایا جو اچھا اورچائینیں اس چڑا میں بنی تھیں وہ اس راہ و دنیا راہی رفیع افشان عمارت اور عجیبوں کی تعمیر کے لیے خرچہ کرتے تھے۔ یہ چڑا وہ گریڈ رنگ روڑ پر واقع ہے جو قبرستان ہجو کا آوا اور مقبرہ نواب خان و دران با مقابل انجیر رنگ یونیورسٹی واقع ہے۔ عید شاہ جہاں میں نواب علی مراد خان اور نواب غنیل اللہ خان نے اس کو اینٹوں کی سبلی کی کاٹھک دیا۔ ایک دن کا ڈکیت ہے کہ علی عید الحق مجذوب سرور کے حرم میں اس طرف آئے اور وہ چڑا پر چلے گئے۔ ہشتکے ملازمین نے آپ سے استہزاء کیا اور آپ کو گالے لگاتے کہ اس نے نکال دیا۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ اس وقت سے انہیں کچنی بند ہو گئیں اور وہ سرخ حرم سے لگاتار ہی بیچتے ہیں۔ فقیر شاہ جو بہت عقلمن ہوا۔ جب اس کو اس کا دعائی کا مودہ ہوا کہ اس کے ملازمین نے ایک مجذوب کو دیکھ کر نکال دیا ہے۔ تو بدحواس کی کٹاں میں نکلا اور اس کو تلاش کر لیا اس کو گھر لے آیا اور بہت اس کی خدمت کی۔ مجذوب بہت غرض خواہ اور کہا کہ وہیں سرخ لڑے مولیٰ کی مگر یہ اینٹیں اچھے بھاد پر خورندہ جو جانیں گی چنانچہ بہت مہم ہے رنگ اینٹیں شالامار باغ کی بنیادوں کے لیے خرید لی گئیں۔

آپ کی وفات ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۱ء بمقام لاہور ہوئی یہ اورنگ زیب عالمگیر کا عہد حکومت تھا۔ بدحوہ نے آپ کا مقبرہ موجودہ نہر اہر باوی و آب کے کنارے درجے کی کوٹھڑیوں میں گاف گرافٹ کے پاس بنوا دیا۔ اب مقبرہ سمارچکا ہے اور قبر ایک اونچے حجرے پر واقع ہے اور درجے کے شکار و شست ہیں اور بچے ایک نانی بہت آری ہے۔ کوٹھی خیر م ہے۔ مجذوب نے اسی حمار کے اندر کوڑے کا جنگو لگا دیا ہے۔ کوٹھیوں کے اس حمار کے چاروں اطراف میں قبر و مقبرہ حضرت پیر مائیں محمد صادق نقشبندی۔ مقبرہ نواب بہادر خاں آجی پل راجپوت لائن ستر مسعودی ۱۹۰۵ء میں قادری (پرانقا نواب خان) اور گاف گرافٹ ہے۔

## گلشن شاہ مجذوب

آپ حضرت علامہ شیخ لاہوری م سلسلہ کے مرید تھے اور مجذوب و صاحب کرامت بزرگ تھے۔ مفتی محمد احمد صاحب اپنی تالیف "تحقیقات حشری" میں لکھتے ہیں کہ آپ کا مزار باغچہ نیوکاری تحت نواب نام حشری میں تھا اب یہ قبرستان کے پاس اپنی تعمیر شدہ مسجد کے ساتھ ہے جہاں پہلے سرسبز باغ تھا۔ آپ کی وفات ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۱ء میں ہوئی اور یہاں دفن ہوئے۔



## صابر شاہ مجذوب

آپ حسین شاہ دلا مستی ملانی غور کے گھراؤ میں پیدا ہوئے اس کے دادا اور والدہ درویش منشی بزرگ تھے صابر شاہ نے اس ماحول میں پرورش پائی اس مجذوب پر پندہیت مسکری حالت زیادہ غالب تھی محفل مذاکرہ میں وساحت کے جہاں سے کچھ عرصہ مشہد شریف میں گزارا اور وہاں اس کی ملاقات احمد شاہ ابدالی سے ہوئی جس کو اس نے ہندوستان کی بادشاہیت کی خوشخبری دی، جبکہ احمد شاہ ابدالی بادشاہ بنا تو اسکی بہت عزت ہو گئی، انھیں بیاہیں، نانہان لا اور ہرگز کی حکومت کے احکام تسلیم و کرستے تھے چنانچہ احمد شاہ ابدالی نے شاہ شاہ میں صابر شاہ کو دربار لاہور میں منبر بنا کر بیٹھا اس نے لاہر اگر نواب شاہ معین خان خان ناظم لاہور کی توجہ صابراہ کی طرف مبذول کرائی مگر کثرت اندیش تو اس نے اس مجذوب کی جیسا کہ بحث کے نتیجے میں اس کو نقل کرنے کا حکم دیا اس کے گھر میں گھنٹی ہوئی گرم پانڈی ڈالی جس سے اس کی فوری موت واقع ہو گئی۔ جبکہ احمد شاہ ابدالی کو اس کا علم ہوا تو اس نے لاہور ہرجہ کر کے اس کی انیٹ سے اینیٹ بجا دیا مگر مجذوب کو لا لاکھوں روپے کا خزانہ اور نو سو چار سو روپے کر دیے گئے۔

صابر شاہ مجذوب کی وفات ۱۱۷۵ھ مطابق ۱۷۶۱ء میں ہوئی تھی تبھی اس کو بادشاہی مسجد کے عتب میں ٹیکہ صابر شاہ میں دفن کر دیا گیا۔ یہ دربار آج بھی مروج عنوان ہے۔

## جلال خاموش مجذوب

شہزادہ دراصل شہزادہ قادری مراد شاہ اپنی تائید "مکتب الاولیاء" میں لکھتے ہیں: کہ جوہر جلال خاموش نامی ایک مجذوب رہناب بزرگ تھوہ و فخر میں کامل ہے، باطنی علوم کے حصول میں حضرت بی بی جلال خانہ کی ہمیشہ و حضرت ماہی میر قادری قادری لاہوری نے ایمان سے نیشاں پا پایا ہے کہ کھانہ اگر کوئی حاجت مند حضرت بی بی جلال خانہ کے پاس اپنی حاجت روانہ کیے بیٹے کا لڑکپن مجذوب نہ گندگی تھوہ ہا کر فخر فرماتیں اور حاجت مند کے حق میں دعا فرماتیں۔ جس سے اس کی مراد پوری ہو جاتی۔

## حضرت شاہ عبداللہ مجذوب

آپ صاحب غلبہ و سکندر اور کامل بزرگ تھے ان کا زمانہ مہاجر ہو کر انگریز تیارا جاتا ہے۔ آپ نہایت شیخ شہید (مہاجر گیلان) کے مجدد تھے۔ چلتے چلتے جگہ بہت دیران تھی۔ مگر اب اس کی مرمت کرا دی گئی ہے۔

لاہور میں رہتے تھے۔ درویش مجذوب تھے۔ آپ کا مزار ایک ہندو متع و مہرین ٹیکہ پر واقع ہے جس کے ساتھ قبرستان ہے یہ مزار پیر شیخ شہیدان سے مجہول کی

طرف انہی نوگی کی محض ہوا دفع ہے۔

## شیخ محمد سلطان مرگ نینی مجذوب

آپ کے مرشد شیخ سعدی شاہ نے آپ کو مرگ نینی یعنی آخرتیم والے کا خطاب دیا تھا۔ صاحب جذب و سکر و مشق و عبت مجذوب تھے۔  
وفات ۱۲۲۷ھ مطابق ۱۲۲۷ء کو لاہور میں ہوئی۔  
غلام شاہ میں رہنے کے لئے پلے کے نزدیک کوشوں میں ایک نرساں میں آپ کا مزار ہے اس وقت قلوب کچلی خان ناظم لاہور تھا۔

## حضرت فتح شاہ سمرست لاہوری

آپ کے والد سواگر اسپاں تھے۔ ان کے گھر اولاد ہوتی تھی تو وہ حضرت شیخ برہان شاہ پیر الہی کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے طالب ہوئے آپ ان کی بھی دعا سے ہلکا ہوئے۔

آپ کی حیات سلسلہ شطاریہ میں حضرت برہان شاہ پیر الہی سے تھی مگر تربیت ان کے خلیفہ حضرت شاہ عبدالحق برہان پوری سے پائی اور ان کی توحید سے ملنا تھا

آپ ہمیشہ مسرت رہتے اور کام کم کیا کرتے تھے۔ بعالم صستی برہان پور اکثر فرمایا کرتے تھے ان کا سلسلہ حضرت شیخ وجہ الدین گجراتی سے حضرت شاہ محمود گوالہاری تک پہنچتا ہے جب لاہور آئے تو اکثر وہاں کے کنا سے گشت کیا کرتے تھے۔ جنگلوں، دیراؤں اور بیابانوں میں پھر کرتے تھے اور کثرت اوقات رہاتے راوی میں منقول جادوت رہا کرتے تھے۔

آپ کی بے شمار کرامات مشہور ہیں۔ ایک دن روشن شاہ کو توڑاں لاہور دیا تھے راوی کے کنارے سیر کے لیے گیا۔ فراس نے آپ کو دہان معصوف مجاہد دیکھا فراس کا دل چاہا کہ وہ بھی اس طرح عبادت کرے چنانچہ وہ آپ کا مرید بن گیا ایک دن آپ نے روشن شاہ کے بدن پر پسی اور صابون گولی کر اس کے جسم پر ڈال دیا جس سے اس کے بدن کی کمال اوجھڑ گئی۔ آپ نے اس کا اضطراب دیکھ کر توجہ فرمائی جس سے اس کا بدن صحیح سالم ہو گیا۔

ایک دن آپ نے روشن شاہ کو ایک خشک کڑی دی اور فرمایا کہ اس کو زمین میں گاڑ دو۔ چنانچہ اس نے جب وہ خشک کڑی زمین میں گاڑی تو چند دن کے بعد وہ خشک کڑی سرسبز ہو کر بڑھنے لگی۔ اس درخت ہرنا کو جڑی ادوی طویل نے اکھا دیا تھا۔

آپ کی وفات ۱۲۵۷ھ مطابق ۱۲۵۷ء لاہور میں ہجری ۱۰۶۱ھ سال ہوئی اور مزار غافقاہ غفا شاہ نزد چوک آرا میں بنا۔ بہکان روشن شاہ کو توڑاں لاہور سے نڈاک دیا تھا جس کو جڑی ادوی طویل جو بریل ہمارا جرنیل سیٹھ کے مرید و برہان پور کر دیا۔ حضرت فتح شاہ سمرست کے کئی ایک خلفاء تھے ان کی غافقاہ کے سامنے بہا میں بگچہ زمین مزدور و غیر مزدور عبد شاہان سلف سے دعا فی حق۔ فرامب ڈکریاں المعروف خان ہوا راجا علی لاہور۔ دوکان و دام۔ غرضت لائے ہجرت

اور وہاں کا بی بی صاحبہ صاحبہ لاہور ان کے ارادت مند تھے۔

## حضرت سید عبد اللہ مجذوب قادری شاہی

آپ ذہبِ نعتی خاں شیخ فرید الدین کے فرزند تبارک و تعالیٰ ہیں اور حضرت فاضل  
گلچ بخش کے مرید۔ ان کے والد لاہور کے صوبہ دار تھے اور ان کی رفاقت بھی لاہور میں  
تھی ان کے خدمات، بانگست بھی تھے۔ انھوں نے ایک مسجد بھی تعمیر کرائی تھی۔ اس  
مسجد میں ایک وفد آپ کے پیرو مشہور بارانِ طریقت تشریف لائے تھے اور ان  
ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ پہلے شاہی منصب دار تھے پھر مجذوب ہو گئے اور تارک دنیا  
ہو گئے یعنی تمام سر و ملا ہو گئے اپنی تالیف "خزینۃ الاسعاف" میں آپ کی تاریخ  
وفات ۱۱۸۵ھ لکھی ہے اور دفن لاہور شہر پر کیا ہے جو کہ فرخ سیر  
بادشاہ ہندوستان کا جدِ حکومت تھا۔ چنانچہ کا حاکم نواب عبدالصمد خان دلیر  
جنگِ عالم لاہور تھا۔

## بیر زہدی مجذوب

آپ لاہور کے ایک مجذوب نقیر تھے اور سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ صدیقی تہذیبی

مسلک بندی منوی مسلک سے غرق ملاقات حاصل کیا تھا، نام و محمد الدین تھا۔ پھر  
پہلے بیروہ شہر کی وفات کے بعد سلسلہ سہروردی میں حضرت شیخ جان محمد سہروردی راہ  
مستند سے فیض و برکات حاصل کیے۔

موبی ذوالحجہ چشتی صنف "محققانہ حقیقی" نے کہا ہے کہ آپ شہر لاہور میں گشت  
کیا کرتے تھے اور جو کسے زمین پر گرے ہوتے تھے ان کو صاف کر کے  
کہا جاتے تھے۔

ایک وقت آپ ممالک اسلامیہ کی سیر و مباحث کے لیے نکلے تو مکہ معظمہ۔ مدینہ  
منورہ۔ نجف اشرف۔ کربلائے معلیٰ۔ بیت المقدس اور بغداد شریف کے علاوہ دیگر  
باد اسلامیہ میں بھی گئے ادبے آثار شہر و قریہ سے فیض حاصل کیا جو پستہ بابر کے سلسلہ  
میں حضرت میرن شاہ مجذوب چشتی ساری سے غرق حاصل کیا۔ جب لاہور شریف آئے  
تو حضرت شاہ محمد طریقت کی درجی لاہوری سلسلہ دایہ قادریہ میں ملا  
حاصل کیا۔

زہد و ریاضت و عبادت اور جامہ وہی سبے نظیر تھے اور اس وجہ سے  
لوگ ان کو پیر زہدی کہتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۱۸۵ھ مطابق ۱۱۸۵ھ لاہور میں ہوئی۔ ان آقا میں نواب  
عبدالصمد خان دلیر جنگ عالم لاہور تھے آپ کو مانی قبرستان میں دفن کیا گیا آپ کے  
مرفہ مقبرہ پر گنبد تھا۔ جو امتداد زمانہ سے گر چکا ہے۔ آپ کے مزار پر لوگ بیکون و  
شیریں روٹیاں بطور نذرانے کر جاتے ہیں۔

## شاہ بخاری مجذوب

آپ محمد شاہ دکنیہ کے محکمہ کے صدر محکمہ میں لاہور میں مجذوب گزرنے سے ہیں  
صاحب جذب و سکراور ولی کامل تھے آپ اغلباً اسی زمانہ میں بخارا سے لاہور تشریف  
لائے تھے۔ صاحب کرامات و عوارق پر نگہ پڑائے جاتے ہیں۔

آپ کی وفات ۱ صفر القدر ۱۱۵۵ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۷۴۱ء کو لاہور  
میں ہوئی تھی۔ جہاں متعلق خان شیخ فرید بخاری صوبدار لاہور کی اولیاں اور بادشاہ  
تھے۔ وفات کے وقت خان بہادر نواب ذریا خان ناظم لاہور تھے۔ موجودہ صوبہ  
میں مراد آباد چوکھٹی میں بڑی صفت کے ہے۔ یہ جگہ تھانہ آباد کا لاہور کے  
ماہین واقع ہے۔ اور محکمہ کی سب سے زیادہ شریف کی قبر ۵۵ کے مقام  
انفصال پر ہے۔ اس کے ساتھ ایک وسیع میلان ہے۔ چوکھٹی میں داخل ہونے  
کے پہلے جانب شرق ایک کھڑکی ہے۔



## عہد سنگھان

### معصوم شاہ مجذوب

لاہور میں صاحب جذب مجذوب تھے۔ ان کی کئی ایک کرامات و عوارق مشہور  
ہیں۔ پہلے اجاب سے برسی گفتگو کرتے تھے۔ جذب و استغراق کی کیفیت کا  
ہر وقت گوشتوں خاموش نسبت اور کسی کی طرف نگاہ انتقادات نہ فرماتے۔ دنیا اور  
اہل دنیا سے بے نیاز رہتے۔ ہمیشہ اپنے آگے سامنے آگ روشن رکھنے ان کی یہ کرامت  
بہت مشہور ہے کہ علامہ سید صاحب ایک پرفانی حلی کے دوران سے پریشان ہو گئے تھے  
اس کو کچھ طاقت والا بھی کہا جاتا ہے۔ آپ بارہ سال تک اس دھانے کی دہلیز  
پر ڈیرہ جاتے بیٹھے رہے اور کپڑاں ہلکا آگ روشن کی۔ یہ آگ کڑی کی دہلیز کے  
ساتھ جاتی رہتی۔ مگر دہلیز کو نقصان نہیں پہنچا کرتا تھا۔

مطلق فلام مرد لاہور تھے۔ یہ کہ ایک دن ایک ہندو متعین صورت کشور  
کاری کے پڑے پہلے اس دوران سے کے سامنے سے گزری۔ حضرت معصوم شاہ  
آپ کے پڑے پھینک کر آگ میں ڈال دیئے۔ جو دیکھتے دیکھتے جل گئے۔ متعین  
کی بیٹی گھر میں آئی۔ اگلے روز اس نے خود کو ہندو سے اپنا حال ظاہر بیان کیا  
ہندو اور گوروں کے سامنے کہا کہ آپ کی خدمت میں آیا۔ اور اس کے متعلق کہا کہ یہ غریب  
حضرت حضرت عذری کے کام کرتی تھی۔ آپ نے اس کے پڑے آگ میں ڈال کر

جلاوہیت۔ آپ نے کہا کہ میں نے پچھلے چاروں میں اس کو آگ میں اس لیے  
پھینک دیا تھا کہ شیعہ کاری میں جو غلطی رہ گئی ہے، خشک ہو جاتے۔ آپ اسے  
دیکھتے ہوئے انکار سے ایک طرف ہٹائے اور تمام کچھ سے صحیح سلامت مکان کو اس  
خود کے حوالے کر دیتے۔

آج بھی اس جگہ ”مظرباں معصوم شاہ“ موجود ہیں۔ جہاں نشانِ مظلور یادگار  
بنادیا گیا ہے۔ موجودہ حالت میں یہ مظرباں مسجد ٹھوکیاں سے آگے ایک مکان کے  
پچھلے برلب شرک زیارت گاہ عوام و خواص ہیں۔ اس پر سنگ مرمر کی ایک ہی تختی پر  
ترجمہ ہے ”و نفذ شد عترت باں حضرت معصوم شاہ صاحب“۔ مظرباں تین ہیں۔ اور  
ان کے درپہ ایک چھوٹا سا سبز گنبد ہے۔ فرش سنگ مرمر کا ہے جگہ صرف چند فٹ ہے  
آپ کی وفات ۱۱۳۲ھ مطابق سنہ ۱۷۱۹ء عہدِ مہاراجہ رنجیت سنگھ میں ہوئی۔  
اور لاہوری دروازہ کے باہر آپ کو دفن کیا گیا۔ پھر جگہ کی معصوم شاہ کہہنے لگی۔  
بڑا موجودہ نشان کی مسجد لاہری بازار میں ہے۔

تاریخِ وفات اس طرح ہے ۲۰

اگر شاہ کون مکانِ معصوم شاہ جو دفنِ شاہِ صاحبِ مطلوب مشق  
سالِ وصل اوچر جسم از فرد گفت لے سرور۔ بگنجد بطل

## مستقیم شاہِ مجددِ باب

آپ ایک روشن ضمیر فخرِ مہاراجہ صاحبِ مکر، مہذب و محبت کے مالک مجذوب تھے

لاہور کے مشافعاتِ معنی پور غورو میں حجام کی دکان کرتے تھے ایک واقعہ ہے ان کی  
زندگی ہی دل دی۔ مولیٰ کی ایک دن آپ ایک ہندو کی حجامت بنائے اس  
کے کھبتوں میں گئے۔ آپ حجامت بناتے میں مشغول تھے کہ ایک فقیر فلندرانہ انداز  
میں وٹن اُچھپا، اس نے کہا مستقیم! میں پاسبانوں سے بچنے پانی کا ایک پالہ  
ہا دو۔ آپ اسے اور پانی پا کر فقیر کو پلا دیا، پانی پھاٹھا فقیر خوش ہو گیا اور مستقیم  
کی طرف دیکھا، اس کی جگہ ٹھہرے ہی مستقیم شاہ تڑپے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب  
ہوش آیا تو تارک الدہا ہو گئے۔ اور باقی عمر مذہب و سقا میں گزار دی۔

ایک اور واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ طیش پور کا مسکھ حاکم مظلور گولہ  
مستقیم کا ایک بڑا درخت کٹا یا۔ اور اسے چھترے بھلا کر لے کر ارادہ کیا  
سارے گاؤں کے لوگ جمع کیے گئے مگر وہ کڑی ان سے اٹھا کر چھترے پر نہ لادی  
جاسکی، اسی اثناء میں میانِ مستقیم اس طرف آئے امدان کو شکل میں دیکھ کر ڈرا  
م کو گھٹ جاتے ہیں کیسا ہی اس کو اٹھا کر چھترے پر بکھڑا دیا۔

چنانچہ اس نے بڑی آسانی سے کڑی اٹھائی اور گاڑی پر رکھ دی۔ اس  
دن آپ کا راز فشا ہو گیا اور لوگ آپ کو غیبِ قدسی سے دیکھتے۔

آپ کی وفات ۱۱۳۲ھ مطابق سنہ ۱۷۱۹ء عہدِ مہاراجہ رنجیت سنگھ میں ہوئی اور مزار  
میں پور غورو شریروں پر واقع ہے۔

## رحمان شاہِ مجددِ باب

فضل شاہ قادری نوشاہی مجذوبِ ناب کا مہربان، مہذب و سلسلہ حضرت

پیر محمد شہید علیہ الرحمۃ حضرت لوش گنج بخش کب پڑھا ہے۔ مولوی نور احمد حبشی  
اپنی تصنیف ”تہذیب حبشی“ میں لکھتا ہے کہ بعد از وفات رحمان شاہ مجذوب  
کی قبر کٹرہہ ٹالی کو باں اندرون شہر ملتی ہے۔  
وفات ملائیم مطابق مہرستان کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے۔

## تاجے شاہ مجذوب

پہلے المست فقیر درویش اور مجذوب لادہ شر کی لگیوں اور بالادوں میں  
چھوڑ کر آٹھا اکثر جنگوں اور ویرانوں میں بھی نکل جاتا کشف کے درپے بھونچا تھا  
اسرار بھی بیان کرتے تھے۔ استغراق اور سستی میں کھانے پینے کا ہتھ نہ چڑھتا تھا۔  
انگوٹھی کھانا سامنے رکھ دیتا تو کھانے دگر نہ کھیتی کئی دن فائدہ مست رہتے تھے  
آپ کی کرامت بہت مشہور ہے۔

حماد بن زبیر نے لکھا کہ اس دن آپ لگیوں بالادوں میں کھ رہے تھے کہ اب یہ  
حکومت عرب فرما لے گا تم رہے گی پھر فریجی ملک کو پہنچیں گے۔

ماراچہ رعیت سنگھ نے آپ کو اپنے نام مرض الموت میں بلایا اور صحت کے لیے  
کہا، آپ نے کہا سب کو مرنا ہے جس طرح تیرا امیر باپ مر گیا ہے وہ بھی مرے گا وہا  
ہے۔ چند دن کی ٹھڑی تیری چنا کے لیے لانی چاہیے۔ یہ سن کر زبیر نے سنگھ بہت  
پریشان ہوا لکھا ہے کہ جب تاجے شاہ غلامتے تھے تو زبیر نے سنگھ مر گیا۔  
زبیر نے سنگھ کے مرے کے بعد جس طرح سنگھ مراد مکمل ہوئے اور ان کی حکومت

ختم ہوئی اس سے تاریخ کے حالات مجھ سے ملتے ہیں۔ ماراچہ کھر سنگھ۔ ماراچہ  
شیر سنگھ۔ کنور نوال سنگھ۔ ماراچہ دھان سنگھ۔ وزیر اعظم راجہ سوچیت سنگھ  
راجہ پیر سنگھ۔ ماراچہ جہاں سنگھ۔ سردار ن سندھ خاں علی۔ اجیت سنگھ اور راجہ نامی  
گرمی سنگھ سردار پیر میں ہی ذکر قتل ہوئے۔ مگر کھیتا بھی قتل کیا گیا۔ پڈت جلا  
بھی مارا گیا اور فقیر عزیز الدین کی وفات بھی اسی سال ۱۱۷۷ھ ہوئی۔

آپ کی وفات ۱۱۷۷ھ مطابق ۱۱۷۷ھ میں ہوئی اور پیر میں روڈ (موجودہ  
خواجہ فیروز دین روڈ) پر لائی سبزی منڈی کے پاس بلبہ شرک پر فہرینی۔  
تاریخ وفات اس طرح ہے۔

ہود ملے شاہ تاج عارفان  
مشہر شد جا بجا سر مست عشق  
سال رحمت چو بسم از غود  
گفت ہادی ہر سر مست عشق

لیکھ دوسری تاریخ وفات اس طرح ہے۔

رفت از دنیا چو درخند بریں شینے تاجے شاہ پیر راہنا  
مست مجذوبے تجھ تاریخ او نیز عاشق مست کامل را

## جے شاہ مجذوب

آپ سر مست مذہب واستغراق تھے۔ ایسے ذومنی الفاظ لیتے۔ جن کی

سمجھ آتی تھی۔ ویرانوں، بیابانوں، قبرستانوں اور جنگوں میں گھومنا پھرتا کرتے تھے۔ کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ دنیا اور ازل و نہا سے نفرت کرتے تھے۔ سر پر ہندی چٹائی پہنتے۔ برائش کے لیے کوئی ٹکٹا نہ تھی۔ لاہور شہر کے اندر بھی پھرتا کرتے تھے۔ لاہور میں کافی عرصہ مقیم رہے۔ سیالکوٹ کا ایک مفلس آدمی آپ کی دعا و برکت سے امیر و کبیر بن گیا اور آقا شاہ نواز خاں، محسب سیالکوٹ کے نام سے مشہور ہوا۔

آپ کی وفات ۱۰۶۵ھ مطابق ۱۶۵۷ء میں سکھوں کے زوال کے زمانہ میں ہوئی آپ کا عجیب بیرون جھاتی دھڑا ہوتا ہے۔ سزا و سزا کوئی مطلع سیالکوٹ میں سب خبر سیالکوٹ سے روہین میل کے خاصیلے پر جانب جنوب و اقصیٰ ہے۔

## مائی بھاگی مجددیہ

یہ مجددیہ عا و خالہ کے موضع سنگھ نارو کی دینے والی تھی۔ جن زمانہ میں پنجاب میں اڑاٹھی سیال غلط چلا۔ اپنی ماں جیساں بدست لوگوں کے ساتھ جوہاٹوں سے آ رہے تھے۔ امرتسر چلی گئی۔ وہاں اس کی والدہ فوت ہو گئی۔ میرا بہ سال یا لاہور چلی آئی۔ اور اندرون دہلی و دواؤں پختی بن گئی۔ عالم جوانی اور تین خدا داد کھٹا لیے ناروگ فریضہ ہو گئے اس کے علاوہ اس نے شراب کی دودھ کاٹیں کر لیں۔ ایک اندولن دہلی و دواؤں دوسری شاہ مائی۔ جس سے وہ بہت ملال ہو گئی۔ چونکہ سینہ مشکلیلا اور جلیب تھی۔ بہت سے عیاش اور آدمہ لوگ اس شخص کے پرہیز نے بنے۔

اس پیشہ سے اس نے بہت روپیہ کمایا۔

ایک دفعہ ایک مرد خدا و افکار نامی اس کے پاس آیا اور شراب کا بیاد طلب کیا اس نے صبر دیا۔ ذوالفقار نے ایک گھونٹ خود پیا۔ اور باقی اس کے حوالے کر دیا کہ پی لے۔ شراب کا بقیہ پیا پیتے ہی وہ مجاہد ہو گئی۔ پھر بے چارہ ڈالے۔ تمام زہر اناج اور کھجک دیا۔ گھر کا تمام اثاثہ لٹا دیا۔ اب ایک پرانی گودڑی سے کرناگری و دوا کے باہر میدان میں قیام پذیر ہوئی۔ حالت حزب و اسفراق میں جو زبان سے کہتی و قوت پذیر ہوتا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ اس کا بے حد معتقد تھا۔ اگرچہ یہ اس کو گالیاں دیتی وہ گھراس کا بیچنا نہ چھوڑتا۔ طاقتور اس طرح ہوا کہ مہاراجہ نے جب اس کے متعلق سنا تو ہاتھ پیچھو بہتے گھر اس کے پاس آیا۔ چونکہ وہ اپنے پاس آنے والوں کو انیسویں مدتی تھی۔ اس لیے مہاراجہ بھی کئی بار انیسویں گھا کر اس کے آگے بٹھا گئے پھر تے۔ جب مہاراجہ میں الموت میں مبتلا ہوئے تو راجہ دھیان سنگھ وزیر اعظم اور راجہ سرچیت سنگھ اس کو بہا راجہ کے پاس شاہی قلعہ میں لانے کے لیے گئے اور بہت مبالغہ و جنس نذرانہ دیا۔ مگر وہ ان کے ساتھ نہ گئی۔ آخر مہاراجہ نے فرار کیا اس کو اپنے ہمراہ لانے اور وہ گیارہ روز تک سرکار کے پاس رہی۔ اس دوران مہاراجہ کو کچھ آرام ہوا۔ تو اس کے سرنگے میں ایک جوتی بھری کیشو مائی بھاگی کو بڑا دوی۔ اب تو برقعہ اس کے پاس آنے لگا۔ گنگرام پڈت بھی سر و فزاس کے پاس آنے لگا۔ ایک دفعا اس کی زبان سے ٹوکا جا و ربا دین دیوانی کا کام کر میرے پیچھے کیوں پڑے؟ میں اسی روز سے اس کو دیوانی کا کام کر گیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ راجہ دھیان سنگھ وزیر اعظم، راجہ سوچیت سنگھ، پڈت گنگرام، راجہ وینا ناتھ شہزادگان اور سرداران سنبھالوا دیہی و دیو کی بھی اس کے پاس بہت مروت تھی آخری عمر میں اس کو مہاراجہ نے اس کا بہت شرف ہوا۔ تو اس نے کبھی ایک عمارت بھی

مکیر کرائیں، جو بی مانی بھاگی کوٹ خواجہ سعید میں واقع تھی۔

مافی بھاگی مجذوبہ کی وفات ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸۵۲ء میں ہوئی اس کی  
قبر تیزاب اعلا اور چاہ میراں کے درمیان طہمٹ شاہ کے قریب تھی، مگر اب یہ  
قبر مغلذو ہے۔ یہ ٹیکہ راجہ دینا ناتھ نے بنایا تھا۔

## شاہ سفر مجذوب

خان بہادر مولوی محمد شفیع پرنسپل اور ٹیل کالج لاہور نے اپنی "الیف  
" اولیائے مقدر، میں اولیائے لاہور کے ضمن میں آپ کا تذکرہ کیا ہے وہ لکھتے  
ہیں کہ آپ مجذوب تھے اودان کی قبر دریا کے راوی کی طرف ہے۔

## بابا گاندی شاہ مجذوب

آپ داروغہ خاندان کے ایک صاحب جناب و سکرد و دل سے داروغہ خاندان  
میں رہتے تھے، جہاں ان کے آباؤ اجداد کو شاہان مغلیہ کی طرف سے جاگیرت عطا  
تھیں، آپ عہد کچھن سے تعلق رکھتے تھے، کہا ہے کہ جب بہاراچہ شہر سنگھ  
اور اس کے لڑکے اجیت سنگھ کا قتل بارہ درہی شاہ بلاولی (گاندھری) کو شاہ خواجہ سعید

میں ہوا تھا۔

اس وقت آپ طغزیت کے مال میں تھے۔

آپ کی وفات عہد انگریزی میں ہوئی اور ٹیکہ گاندھی شاہ مزار بنایا مقبرہ  
کا رنگ سبزی ہے۔





## انگریزوں کا زمانہ

### فقیر نظام شاہ مجذوب

نظام شاہ مجذوب سکھوں کے جہد حکومت کے آخری انگریزوں کے ادائیل عہد میں لاہور میں موجود تھا۔ عام طور پر کوچ و بازار میں گھومنا پھرتا رہتا تھا۔ شراب پیتے اور مسرت رہتے۔ مشیات کھاتے اور بد عورتی رہتے، حالت سکرا اور مستغرق میں رہتے تھے۔ عداوت اور کرامت کا ملکہ بالک ہتے۔ اپنے زمانہ کے بعض شناس اور خاص فقیر تھے۔ بے پناہ مخلوق ان کی عقیدت مند تھی۔ کبھی کبھی درویشوں کا کام بھی کرتے تھے۔ گزراں مستام باقوں کے علاوہ گشتی عرب کے مالک تھے۔ جو ملتان غریبوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ بے شمار کرامات مشہور ہیں۔

جن دن لاہور میں مہاجر و بیس سکھ کا وزیر راجہ میرا سنگھ میرا راجہ دھیان سنگھ قتل ہوا تو اس دن مہلا اٹھائی تھی۔ علی الصبح نظام شاہ مجذوب لاہور میں موجود تھا اور وہاں میں شریف لائے اور تمام غازیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ بڑی مصیبت اٹھ رہی ہے اور نئی مصیبت بچاؤ۔ چنانچہ وہاں سے پستے ہی چلے گئے اور لاہور میں عام جوگی کو میرا سنگھ اور میرا سنگھ کو بچاؤ چلے گئے اور لاہور میں عام جوگی کو میرا سنگھ

مقلی خدام سرور لاہوری مصنف "خزینۃ الاسرار" کا بیان ہے کہ مجھے ایک بار فضل کی حاجت تھی اور کتاب خانہ میں پتھارے سبب درویشوں میں مولوی غلام اظہر کے پاس

پہنچا۔ میرا ارادہ تھا کہ وہاں فضل مرحوم اور وہاں ہی ملازمہ لکھنوی گاہ پھر سبق چھوڑ دوں گا۔ جب سہر میں پہنچا تو دیکھا کہ نظام شاہ غازی فقیر سے قبل ہی بڑی کی روشنی میں ایک کتاب پڑھ رہے ہیں۔ مجھے یہی نظام شاہ اپنی جگہ سے اٹھ کر میری گزراں میرا ایک گھونسا مارا اور چلا کر کہا ہے ادب منس کی حالت میں مسجد میں آتے ہو ہیں تے اساتذہ کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور فضل خانے کی طرف چلا گیا۔ فضل کے بعد ملازاد کی۔

جن ایام میں سکھوں سے انگریزوں نے حکومت چھین لی تو ان دنوں نظام شاہ بیانی قبرستان میں رہا تھا اور وہاں ایک کوٹھڑی بنا تھا۔ جس میں ایک کڑی کی زنجیریں لگائی تھیں۔ تیار کی ایک دن ایک ہوگی چلا اور میں لگا کر گری کرتا تھا، پکڑا اور اس کو اس کا حال میں جکڑ دیا۔ یہ جوگی مارا وہاں جکڑا رہا، آزاد ہوا تو انگریز عداوت میں جس بے جا کا مقدمہ کر دیا۔ ڈی جی گشتی لاہور سے ذرا بچش کو توال کجھ کر دیا کہ نظام شاہ کو جیس کیا جائے تاکہ وہ جواب دہی پیش کریں، خدا بخش کو توال خود حاضر ہوا کہ بندہ آپ کا عقیدت مند ہے مگر سرکار کا حکم ہے اس لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا یا ایم ان غلامی عملوں کی عداوت میں حاضر رہنے سے معذرت ہیں، ہم کو اللہ تعالیٰ کی عداوت میں پیش ہونا چاہیے ہیں اگر آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں نہ بلایا تو کل ہم آپ کے حاکم کے سامنے پیش ہو جائیں گے۔ چنانچہ اسی دن آپ کی وفات ہو گئی۔

آپ کی وفات کے بعد یہاں مطابق مشاہیر میں ہوئی، بے شرافقت خدا آپ کے جنازہ میں شرکت مقلی اور بیانی قبرستان میں ہی دفن کیا گیا۔ آپ کی تجویز و تحفین کا انتظام لاہور کے مشہور رئیس بابر مہال عمر سلطان نے کیا تھا۔ اور قبر کو لب شیش امام الدین خاں ساہی گور کشمیر نے بنوائی موجود صورت میں آپ کی قبر بھی یہ نظام شاہ میں ہے اس کے مقابل بائیں سید چراغ شاہ آج بھی ہے۔ اس کے منسلک شخص (العلیہ) خان بہادر سید مولیٰ مصنف سہری آف لاہور کی قبر ہے عہد میں بہادر و جگر سے بھی ہیں۔

تاریخ وفات اس طرح ہے :-

عاشق حق نظام شاہ جہاں

چوں برفت از جہاں بحق پیوست

سال مجذوب پیر خواں ستائش

ہم بدایں عاشق ازل مرست

## فصل شاہ مجذوب

اہل سید پوری تفصیل غفر وہی مقلع سیا کوٹ کے باشندے تھے۔ جہڑ کیوں میں  
لاہور آئے تو ایک مسجد میں امامت کرنے لگے۔ جدا زمانہ ایک ملذی کا پیشہ اختیار کر لیا  
اور جب حضرت شاہ رحمان قادری نوشاہی لاہور آئے تو ان سے صحبت کر لی جو حضرت  
پیر محمد چہارائے مکرور حضرت نوشہ گنج بخش نگ جانا سے کچھ عرصہ بعد مجذوب ہو گئے، تو  
مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مراد اور منہ و امر اکثر شاہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے  
لگے۔ یہ سب کھڑوں روپے نہ دے دے۔ جہاں کہیں سالیشا بلند شاہ امٹا کر لے جاتا  
پھر یہ کیفیت ہوئی کہ مجذوبی حالت میں بھی کوچوں میں بہا اوقات لوگوں کو گالیاں دیتے  
راجہ دینا ناٹھ آپ کا بہت معتقد تھا انھوں نے اس کے پاس ایک نشی چیون واکس  
مقرر کر رکھا تھا کہ وہ اس کی کہی ہوئی باتیں کر دیا کہ روزانہ پیش کرتے۔ راجہ نے  
جہڑ میں سستی دے دیا کہ اس کے لیے ایک عالی شان مکان بھی بنوایا تھا۔ جو آج بھی پرنسپل  
باغ میں واقع ہے۔ راجہ دینا ناٹھ تو قریباً ہر روز آپ کی خدمت میں حاضری دیتا

مذا نہ پیش کرتا مگر آپ قبول نہ فرماتے اور مجذوبانہ حالت میں راجہ کو گالیاں دیتے  
پتھر اٹھا کر مارتے۔ مگر راجہ ناراض ہونے کی بجائے مجذوب کی اس پر کمر مارتی  
تقدیر کرتا۔

آپ کی وفات سلطانیہ مطابق سنہ ۱۱۸۵ھ بمطابق ۱۷۷۱ء میں ہوئی۔ اور  
میرنسپل باغ جہڑ میں، دھڑاہ اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے راجہ دینا ناٹھ اور دیگر  
سکھ سرداروں کے جنازے پر حاضر ہوئے اور قیمتی و دشالے سب نے لاش پر دالے  
جب تک راجہ دینا ناٹھ زندہ رہا وہ اس کا سالانہ عرس دھوم دھام سے کرتا رہا۔

## مستان شاہ مجذوب

یہ فقیر لاہور کے شہر اور مضافات کے گلی کوچوں، دیوانوں اور بیابانوں میں سوچا  
پر پھر کرتے تھے۔ مجذوبانہ کمال اور مستان صاحب ہند لوگوں میں سے  
تھے۔ تارک الدنیا، مستی الخواج تھے۔ دینا ناٹھ دینا سے کوئی سروکار نہ تھا حضرت  
سرداروں میں ایک مجبور سے کہیں میں ہی گذر اوقات فرماتے۔ تو کسی کے آگے دمنہ  
سوال دلاز نہ کرتے۔ لوگ تو اسے پیش کرتے۔ مگر آپ ان کی طرف ایک آنکھ اٹھا کر ہی  
نہ دیکھتے۔ اور ضرورت مندرجات خوردی اٹھا کھلے جاتے۔ اگر بچ جاتے تو غرور اٹھا کر  
لوگوں میں تقسیم کر دیتے۔ یہی اوقات برتن ساز کالوں کے پاس چلے جاتے اور بڑی  
کے برتن بناتے دیکھتے رہتے اور پھر ایک وقت ایسا آیا کہ انھوں نے خود برتن سازی  
شروع کر دی۔ اور اس خوبصورتی سے برتن بناتے کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے

خود ہی باتیں کرتے رہتے۔ جو دھرموں کی کچھ سے بالا نہ ہوئیں۔ ایک ہانت کو دس میں  
بار لگا کر کہتے جانتے بھوک شامی تو درختوں کے پتوں پر اگشتا کرتے مولوی نور احمد  
چشتی مصنف "مستحقا معنی" گفتا ہے کہ وہ ان کو دیکھتا رہا ہے جس میں مزہ ہے  
شاہ عالمی دروازہ کے پاس ہمیشہ بیٹھ رہا کرتے تھے۔ خزانہ مبارک سے ان کو  
ایک روپیہ ملتا تھا۔ جس سے کچھ سکر مراد اس کے پاس حاضر ہوتے تھے اس کے  
اس کی طرف نظر انکسارت نہ فرماتے۔ مبارک چربے کے سنگھ ذات خود اکثر حاضر ہوتا۔  
سیکڑوں روپیہ تدریجاً پیش کرتا۔ مگر آپ اس کی طرف دیکھتے نہ تھے بلکہ  
گالیاں دیتے تھے۔

آپ سے بے شمار کرامات و خوارق ظہور پذیر ہوئیں۔

معنی غلام سرور لاہوری ایک دفعہ رنگ سے اندرون شہر کی طرف اگڑا تھا،  
جب وہ حضرت شاہ اسماعیل محدث بخاری کے درار کے پاس پہنچا تو اس نے دیکھا کہ  
آپ میں متحرک (بال روم) کے درمیان لٹکے بیٹھے ہیں کئی لوگ مائل بھی تھے۔ آپ  
کہہ کر اگڑا چاہا تاہم والے کی طرف گئے کہوں سے ایک ڈنڈا باری چڑھائیں جس  
کے کہنے چلنا پایا اور ادھر ٹہر کر دوی۔ پھر بالک کا ساگ ڈنڈا اور اس میں ڈالی دبا  
خٹک کر پاؤں چم کے چلے یہ کہیں اور آگ لگا دی۔ ایک تالی باری تو آگ بھڑک  
اٹھی پھر ایک اینٹ اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہا کہ بھاگ جاؤ۔ یہ سناں کیا  
دیکھ رہے ہو۔

معنی غلام سرور لاہوری مزید لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور شیخ و نائب الدین  
لاہوری شہر سے باہر ایک ریت کے ٹیلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت میں صحرک  
لگی معنی ٹکڑے کو کھانے کو کھینچتا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ مسلمان شاہ چلے آئے ہیں یہ نے  
اس سے اپنی بھوک کا ذکر کیا تو اس نے کھانچا اور شاہ سے چند روٹیاں بچڑ کر

ہاتھ سے تولی کر یہاں تک کہ ان کے سر پہ لگا کر دیا۔ تو دیکھا کہ یہ روٹیاں روشنی بھی  
بہنیں اور گرم تھیں۔

ایک بار مبارک درخت کے سنگھ کا ایک صاحب امام شاہ امرتسر میں گرفتار کر  
لیا گیا ماس کے عزیز آپ کے پاس دعا کے لیے پہنچے آپ نے ان کو تسلی دی، خدا کا  
کر اس دن اس کو امرتسر سے رلا کر واپس بھیج دیا اور یہی شکر کر دیا گیا۔

معنی غلام سرور لاہوری اپنی تصنیف "مدنیہ الاولیاء" میں لکھتے ہیں کہ ایک  
دفعہ مبارک درخت کے سنگھ آپ کو اس میں پر سوار کر کے تلک کی طرف لارٹا تھا کہ آپ  
نے راستے میں نا معنی پرست بھلا گنگ لگا دی۔

آپ کی وفات ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۶ء میں ہوئی۔ یہ انگریزوں کی حکومت کا  
اولیٰ علیہ عفا رمارق رستمین میانی صاحب ہیں یہ نظام شاہ ہیں ایک اپنے چوتھے  
پروا قی ہے۔

تاریخ وفات اس طرح ہے۔

چراغ دنیا بہ فیوض بریں رفت شہستان حق و پرواز عشق  
۲ سال ارحال ان شہر دیں بجز مائل ولی مستاز مشق

## سید سید محمود آغا مجددوب

حضرت سید سید محمود آغا نقشبندی حضرت میر جان کا بی نقشبندی ازا اولاد  
حضرت خواجہ غلام محمد نقشبندی المعروف حضرت انبشان کے برادر خور و تھے

اور اپنے بھائی کی تلاش میں کثیر ہوتے ہوئے مدینہ الہیہ لہاء لاسور شریف لائے۔  
خانقاہ عالیہ حضرت البشان بیگ پورہ میں دونوں بھائیوں کی ایک مدت کے بعد ملاقات  
ہوئی۔ پھر آپ شلامار باغ میں شاہی خانہ کے قریب برج میں اقامت کریں  
جہاں گڑا کھڑک کا کام کے تنگ کرنے بہ آپ رہنے حضرت البشان میں اپنے والد اکبر  
کے پاس آگئے۔ پھر امرتسر سے گئے مگر عورتوں سے ہی عرصہ کے بعد وہیں اسی جگہ  
آگئے۔ آپ محبوب احمد مازداری اللہ سے۔ فارسی میں شعر بھی کہتے تھے اور  
ترک تعلق کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۲۹۹ مطابق ۱۸۸۲ء میں ہوئی اور مہرہ حضرت البشان  
بیگ پورہ کے باہر دفن ہوئے۔ آپ لالہ تھے۔

## مکمن شاہ مجذوب

مکمن شاہ مجذوب حضرت حافظ احمد بن سہروردی الترمذی مشہور سہارنویں  
خانقاہ عالیہ حضرت میاں وڈا سہروردی صاحب آداب خانقاہ میں رہتا ہے۔ سارا  
دن گیلوں، کوچوں اور بازاروں میں گشت کرتا رہتا تھا۔ مجذوب اور صحت اعلیٰ  
بزرگ تھے وفات کے بعد ان کو اسی خانقاہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

## ایک مجذوبہ

قرآن حقیقت علامہ سر محمد اقبال رحمہ اللہ نے ایک خط تمام سہارا کچن پر  
وہذا عظیم ریاست حیدرآباد میں مکمن بیگم کے کتاب "شاد باقیات" میں موجود ہے  
یہ خط علامہ موصوف نے، مارچ ۱۹۰۷ء کو لاہور سے لکھا تھا۔ لکھتے ہیں:-  
"آج کل لاہور میں اصفان کی سرائے (کشت بازار) میں ایک مجذوبہ نے بہت  
لوگوں کو اپنی طرف کھینچ رکھا ہے کسی روز ان کی خدمت میں جانے کا قصد ہے۔"

## بلند شاہ مجذوب

بلند شاہ حضرت فضل شاہ مجذوب فارسی خوشا کا بیٹا تھا کھلسے کو حب  
راجہ رہا تھا تھ بلند شاہ کے باپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نذر پیش کرتا۔ تو ہر روز  
نے لیتا۔ راجہ مذکور اس کی سوازی کے لیے مہرہ گھوڑے اور پہنے کو مہرہ مہرہ قیمتی پوشاکیں  
اور دوسرے دوسرے ملنے کی کھڑے کھڑے دلا دیتا۔ راجہ کی وفات کے بعد بلند شاہ  
نہایت غمگین و خفا میں رہا کہ سب مریدان اور مکانات و خدمت کر کے مر گیا۔  
اس کی وفات ۱۳۳۰ مطابق ۱۹۱۲ء میں ہوئی اور اپنے والد کی قبر کے پاس دفن ہوا

## مولوی عبداللہ مجذوب

مولوی فیروز چشتی نظامی ۱۲۹۹ھ مالک فیروز سنہ ۱۸۸۲ء تصنیف جہاد  
زندگی میں گئے ہیں۔ کہ مولوی عبداللہ لاہور کے رہنے والے اور ایک عالم فاضل  
شخص تھے۔ خدا جانے کیا سہرا کہ مجذوب ہو گئے اکثر ایک بلی چادر میں رٹا کرتے تھے  
سب کے سامنے پیشاب پاخانہ کر دیتے تھے۔ اور اگر کوئی شخص کوئی پیش کرنا تو اس  
میں سے ستر ڈالنا چکھ کر باقی زمین پر پھینک دیتے۔ مولوی فیروز نے گھٹے ہیں کہ میں  
بھی وہ تین دفعہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور میں نے دیکھا کہ جو سوال میرے دل  
پر تھا وہ تادمہ بغیر پوچھے اس کا جواب دے دیتے تھے۔



## زمانہ پاکستان

### عظیم شاہ مجذوب

امامین عبدالغفور میں یہ مجذوب لاہور میں رہا کرتے تھے۔ پہلے یہ فرج علی گھر نور  
تھے اور پانچ ہتھیار لگا کر گزاونہ شیشیم میں پھر کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر  
آگئے انگریز آگئے اس سٹیڈیم کے پاس اس زمانہ میں ایک چلادہ تھا۔ قاضی لاہور شیخ  
امام دین کو چھانسی کا حکم ہوا اور اس کو باغی پر چٹا کر پرٹیں میں سے ہمارے تھے کہ  
بگڑا ایک طرف سے ساتویں عظیم شاہ آتے دکھائی دیتے۔ قاضی نے آپ کو دیکھ کر  
فریاد کی۔ قرآپ نے فرمایا کہ تم کو کوئی چھانسی نہیں دے سکتے۔ جب ان کو چھانسی  
پر لٹکا یا گیا تو ایک طرف سے ساتویں سوراٹے اور قاضی کی رٹائی کا بیوانہ لائے۔  
پہنچنے آپ گورنر کو دیکھا۔ بعد ازاں گورنسی شاہر کو خانقاہ حضرت جہان محمد مصطفیٰ میں  
رہنے لگے اور بعد از وفات وہیں دفن ہوئے۔

### سائیں شیر محمد مجذوب

آپ کا مزار بیرون مروجی دروازہ بربیل سڑک سرگودھا ایک قدیم بڑے درخت کے

ہیچے ہے۔ حضرت میاں امین احمد شرقپوری کا کہنا ہے کہ پہلے آپ کو معری شاہ کے ریلوے کے بل کے پاس دیکھا گیا تھا۔ پھر اس مقام پر آ گئے اور وقت کے ہیچے کھڑے رہتے تھے۔ عموماً تنگے پہنچنے والے لنگڑی زین پر نہرتے۔ راقم الحروف نے بھی آپ کو دیکھا ہے۔ بہت سی حدیثیں وہاں آئی تھیں۔ جہز ۵۲۔ لوگ خطا کہہ لے جاتے تھے۔

آپ کی وفات ۵ ربیع الثانی ۱۳۸۵ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۶۵ بروز جمعہ کوئی اور اس درخت کے ہیچے وطن ہوئے۔

## گڈی سائیں مجذوب

لاہور میں بہ مجذوب کہا جھپٹنے لگیوں بلادروں میں گشت کرتے پھرتے تھے عام طور پر شاہی کلوں کے گرد وفاق میں پھیرا کرتے تھے۔ یہ وقت گڈی (لنگوٹ) اور ڈوبے دل پہنا یا کہتے تھے۔ اکثر شے ہار لوگ بروقت ان کے گود کو چھرا کرتے تھے۔ مادرِ شریو چھا کرتے تھے۔

وفات ۱۳۸۵ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۶۵ میں سوئی اور شاہی قلعہ لاہور کی مشرقی دیوار کے بالحقان کو لوہے کی پیم شاہی کے جانب پر غریبوں کا گیا۔ اس بیکار گڈی سائیں کے نام سے مشہور ہے ان کی ہر بروقت گڈیوں کا ہار تھی رہتی ہے۔

## دیر کا والے مجذوب

دیر کا ایک ناروے ویشن رچے سے کامیاب تھا جو جہلم سے امرتسار کے ہونٹے راستہ میں واقع ہے اس ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ پختہ نگر کی بھی آئی ہے جس پر ویرا کے پاس آپ شیشم کے ایک درخت سے کھڑے رہا کرتے تھے۔ مقام پاکستان سے قبل جب مختلف کتاب پڑھا تھا اسے جانب لاہور آتا تو راستہ میں کہہ کی زیارت ہوجا کر تھی تھی آپ سالہا سال تک اسی شیشم کے درخت سے کھڑے رہتے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو "بانی سائیں" کہا جاتا ہے۔ بنے شاعرین خدا کی خدمت میں اگر زمین یا بھوتی اور عدد و ارقام سے بھی لوگ نڈالنے لگتے تھے مگر آپ گائیاں دیتے پھر بھی لوگوں کی کثرت کم نہ ہوتی۔ ۱۹۵۵ء کے بعد آپ گڈوں سے سلاہور لاہور کا گیا اور مصطفیٰ آباد (دھرم پورہ) کی سڑکیوں میں رہنے لگے اور وہاں ہی وفات پائی۔

آپ کا نام شیخ محمد دین شاہی بتایا جاتا ہے۔

وفات ۸ ربیع الاول ۱۳۸۵ مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۶۵ میں سوئی، اور دینی وطن ہوئے۔

تو کاغذ پر لکھ کر جواب دیا کرتے تھے۔ آپ کڑوں کا سالن بہت پسند کرتے تھے انھوں نے ساری عمر شکر پانی نہیں پیا۔

آپ کی وفات ۱۳۹۷ھ مطابق سنہ ۱۹۷۸ء قبرستان مباحی میں ہوئی اور مدفون گیارہ سال پر نظام الدین بوداوالی کے منسلک ایک دوسری چاندیواری میں واقع ہے جس سال عرس نہایت دھوم دھام سے انعقاد پذیر ہوا کرتا ہے۔

## صوفی مقبول احمد مجذوب

حضرت صوفی مقبول احمد مجذوب اسی چٹانان جو سرحد شریف سے دو میل کے فاصلے پر ہے میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت جمادی الاول ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۲ء کی طرف ماضی تھی۔ حضرت مجدد الدائم ثانی اور حضرت اسماعیل ندکی کے حضرات و قدوات پر مدفون ہو چکی کرتے رہے۔ آپ کے پیر و مشد بابا رؤف شاہ تھے۔ قیام پاکستان کے بعد بائیس سال تک مبین روڈ پر کوٹلی گروہاری لال میں ایک چھوٹی سی کوٹھڑی رہا ہر وقت پڑھتے رہتے تھے۔ اور اپنے ساتھ ایک قرآن مجید رکھتے تھے جہاں بندہ آنا اس سے کھڑکی سے بات کرتے، مسزوات کثرت سے جاتی تھیں۔

آپ کی وفات ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۹۷۸ء ۱۸ دسمبر ۱۹۷۸ء ۶۰ سال کی عمر میں کوٹھڑی میں ہوئی اور مدفون قبرستان مباحی میں بنا۔ خواجگاہ اپنے چور سے ہر واقع ہے مگر پرستگ مرمی کوٹ پر یہ حقیر ہے۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ایک لکھنؤ والے لکھنؤ۔ اعلیٰ حضرت صوفی مقبول احمد

## سید غلام محمد رنگیلا مجذوب

ولادت ۱۳۹۷ھ میں ضلع طبرہ خاں میں ہوئی جب لاہور آئے تو قلعہ صاحبزادہ تھا۔ کچھ عرصہ جی۔ ٹی روڈ ریلوے کاٹروں میں رہے پھر ریل میں آبادی میں آگئے۔ بعد ازاں ڈاکٹر غلام نسیم الدین کے گھر واقع گڑھی شاہ میں عرصہ ۲۵ سال رہے۔ آپ مجذوب تھے سبب شامرو باکپ۔ یہ نہایت محبوب ہوئی۔

آپ کی وفات ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۷۸ء بروز پیر فوت ہوئے۔ عرصہ ۲۰ سال ہوئی۔ آپ کے معذرت مندوں نے آپ کا نہایت عالی شان مقبرہ قبرستان حرام انیس حضرت سائیں قادری فاروقی میں تعمیر کرایا مقبرہ ۱۳۹۷ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ سالانہ عرس بھی ہوتا ہے۔

## سائیں مجنوں مجذوب

واقعہ الحروف نے آپ کو کئی مرتبہ قبرستان مباحی میں دیکھا ہے ان کے درگزر بہت سے لوگ بیٹھے رہتے تھے۔ تقریباً بیس سال یہاں ہی قیام فرمایا ہے۔ دلہنے نہیں تھے۔ معتقدین کہتے تھے کہ ان کو چپ کا روزہ ہے۔ اگر ضرورت محسوس کرتے

ولی المعروف حسین روضہ دالے صوفی ہی یعنی چٹانوں - دیاست ٹیلا لہ ۱۹  
مقبورہ سنگ مرمر کے ایک بلند چوتھے پر واقع ہے۔ تقوید خبر بھی سنگ مرمر  
مذہب ہے۔ چمن اور پروردوں کو نفیس شوق اور رنگ رنگ کے دیدہ زیب پیش  
سے آراستہ کیا گیا ہے۔ پول معلوم ہوتا ہے کہ کسی شیش محل میں داخل ہر گئے ہیں

## سائیں قادر بخش مجذوب

سواڑی ملی صاحبزادوں کا کہنا ہے کہ آپ دانا دربار کے باہر رہتے تھے۔ آپ  
لاہور کے باشندہ تھے۔ سالہا درخس کے موقع پر آپ خانقاہ حضرت ملا مولانا حسین  
کادری چلے جاتے تھے۔ چوتھے دانے بافتوحات آتے وہ صبح سے پہلے کھن کو ڈالتے  
تھے اور باقی ماضی میں تقسیم کر دیتے تھے۔ غایت معنی، عین الجہت اور کمزور تھے  
کسی کا سوال نہ سنتے تھے بلکہ عموماً خود ہی باتیں کرنے رہتے تھے۔ کئی شہر والے اور  
میں کھینچنے والے لوگ آتے تھے۔ راجہ کے سببیم حرم صوفی شامہ کے قریب ایک قدیم  
پڑ کا خدمت تھا۔ جس کے سایہ تلے تقریباً چارہ سال قیام فرمایا ہے۔ آپ کی وفات  
میں ملازمین ہوئی اور قبرستان سافر خانہ گڑھی شاہو میں مدفون ہوئے اس وقت  
آپ کی عمر تقریباً ۷۰ سال تھی۔ حکیم روح اللہ قادری اکثر آپ کے پاس جاتے تھے  
آپ سینہ الایمن تھے۔

## عید محمد مجذوب

عید محمد مجذوب المعروف عید رما شمس اللہ رنگ دربار حضرت داتا صاحب  
میں رہے۔ جہاں موجودہ صدمت میں انڈی فشر بازار قاف داتا صاحب کا دفتر ہے،  
ان بیٹھے تھے۔ اکثر حالت سکون میں رہتے تھے جب کبھی ہونٹے اپنی مرضی سے حرکت  
تھے۔ اور کسی کی طرف کم مزاج ہوتے تھے۔

جب عالم صوفی ہوتے تو عید چلے ہونٹے تھے جس کا مطلب ماضی اپنی اپنی  
عقل کے مطابق نکال رہے تھے۔ غایت فرسودہ تھے۔ درویش انھیں اکشاہ ویشانی  
اور بے مال تھے۔ وفات کی تاریخ کا پتہ نہیں چل سکا۔ مگر وقت وفات تقریباً ۸۰ سال  
تھی۔ وفات کے بعد قبرستان مہمانی میں دفن ہوئے۔ سردار ملی صاحبزادوں نے ان کو دیکھا ہے۔

## بابا ٹھوکر والا مجذوب

قندری سلسلہ کے اس مجذوب کو چنگا پیر بھی کہا جاتا ہے۔ چلے ہا برکت  
اور چمن بزرگ تھے۔ آپ کی بے شمار کرامات، بیان کی جاتی ہیں۔  
آپ کی وفات ۱۰۰۰ مطابق ۱۰۰۰ میں ہوئی مقبرہ قبرستان مغرب آبادی



شاہ باغ میں مرجع خلافت ہے آپ کے مشعل ایک اور کلندر از طریق کے مجذوب بنید  
محمد علی جانہ صری المشورہ بابا بونا سائیں کی قبر ہے۔ ان کا دعائے سال ۱۳۹۹ مطابق  
۱۱ نومبر ۱۳۹۹ء میں ہوا تھا۔

آپ کے متعلق محمد حنیف خورشیدی ایڑی ایک کتاب بنام "گھمسان لنگرہ"  
تقریر کر رہے ہیں۔

## سائیں غلام محمد مجذوب

آپ بڑے تیلیل انگلیاں والی مٹی جوئے مڑی میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں مجذوب  
ہوئے شاہی مسجد لاہور میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی جب بڑے ہوئے تو درویشوں کا پیشہ  
اپنایا۔ خدای کے بعد آپ مانگ لے دینا سو گئے اور جنگوں ویرانوں میں پھرنے لگے  
اور چار سال تک محض خودی کرتے رہے۔ ایک دن چند باد سدا میں پھر رہے تھے۔  
کہ آپ کا کوئی شناسا آپ کو لاہور لے آیا۔ یہاں آکر سستی دروازہ کی گھائی پر پورہ لگا  
لیا۔ ۱۳۶۵ء میں وہاں سے کوئٹہ چلے گئے ۱۳۶۹ء میں اقبال پلوک کے باہر بس  
شرک خیرہ جانا یا۔ آپ یہاں سے شاہ مبارک نیک کا چکر لگا یا کرتے تھے۔ جس صاحب  
تصرف بزرگ تھے اس نے ضیق کا جوہم آپ کی طرف ہو گیا۔ جسے صاحب مجذوب و  
استغفار مجذوب تھے۔ اکثر اوقات یہاں جوتا کھانے کو اس کے دل کی بابت پہلے ہی  
کہہ دیتے۔ سوئے بہت کم تھے آخری عمر میں گھونٹا پھرنا بند کر دیا اور قلم مٹھ کر اس  
منام پر فقرا لہی میں کم سم بیٹھے رہتے۔ خدیو گری۔ خدیو سزی اور بارش کی آجیو

مطابق پڑا ہوا تھی۔ اور یہ چیزیں آپ پر انوار نازل ہوتی تھیں۔

آپ کی وفات ۱۳۹۲ء مطابق ۳ مارچ ۱۳۹۲ء بروز جمعہ المبارک صبح ہوئی  
ہوئی اور انعامی خدای قلم و لب مغرب نرو چڑل پیسب آپ کو دفن کیا گیا۔ اب  
نبایت مالی شان بقبرہ قمبر ہو چکا ہے ساتھ ہی مسجد بھی ہے۔ منبر و زیگرافی نکلہ  
اور کتب ہے۔

## صوفی دین محمد مجذوب

افزون دلی دروازہ رہتے تھے۔ ساری عمر مجذوبت میں گذاری۔ بچپن میں نبایت  
شکست سے پیش آتے تھے۔ چند روز آتا وہ ان میں تسمیم کر دیتے تھے۔ اکثر درگاہوں کا  
کے ملازمت بالخصوص دانور بار مانی دیتے تھے۔ حال دین بیلوان م ۱۳۵۵ء آپ کا  
بے حد مصدق تھا۔ سابق گورنر جنرل ملک غلام محمد سے آپ کی بے تکلفی تھی۔ اگر قرآن پاک  
پڑھنے تو سارا دن پڑھتے رہتے اگر ناپچھنے کو کئی کئی گھنٹے ناچتے اور سارا دن جو منہ میں  
آتا کہتے۔ بہت سے غلو پڑے مر واد سلوات آپ کے پاس جاتے تھے کافی مرصہ  
گڑھی ناہو میں گذرا بازا میں نوٹ بکھرے رہتے اکثر بقبرہ حضرت سید صوفی میں کھڑے  
ہو کر قرآن پاک پڑھ کر کہتے تھے۔ مزاج کے ساتھ گانا سننے اور رقص بھی کرتے۔

آپ کی وفات و عرصہ الحرام سنہ ۱۳۸۵ء مطابق ۳ جون ۱۳۸۵ء بروز اتوار ہوئی  
اور جنازہ کی مجلس اندرون دلی دروازہ خدام ہاڑہ الف شاہ جاناہر محمد گلارائیں طوی او  
بیٹا بیوٹی کی زیر نگرانی تعمیر ہوا۔

## چھتری والی سرکار مجذوب

نام سلامت علی گنجی مہذب ہے ابتدا دیا سنے لاری کے کنارے ذخیرہ میں  
ڈیرہ ٹالا ساور کامل بارہ سال اس دیلے میں قیام فرمایا۔ کیونکہ آب تنہائی بہت  
زیادہ پسند کرتے تھے۔ پھر چکر مصری شاہ صاحب مسجد کے باہر ایک دکان کے ذخیرہ پر  
قیام فرمایا۔ یہاں بھی بارہ تیرہ برس کے قیام کے بعد بڑا حدیابہرہ نقل مکان فرمایا اور  
بابا کلی والی سرکار کے نام سے مشہور ہوئے۔ بے شمار دنیا آپ کے گروہ میں ہونے لگی۔  
برائے دل کے پانی اور چائے سے قانع کرتے اور کسی کو غالی نہ جانے دیتے۔ چھریہ  
نگر مستقل حیثیت اختیار کر گیا جو تندرہ آبادہ حاضرین میں تقسیم کر دیا جاتا اور آپ  
بالکل اس طرح رہتے۔ آپ صاحب کرامت نیک اور مہذب تھے۔ تمام عقائد دینی  
طریق پر نگہ لاری۔

آپ کی وفات ۱۸ فروری ۱۸۸۰ء بروز جمعرات پانچ بجے شام  
ہوئی اور وہیں دفن کیے گئے۔ اب آپ کے متعلقین نے لاکھوں روپے خرچ کر کے  
آپ کا نہایت عالی شان مقبرہ تعمیر کروایا ہے۔ لوح مزار اس طرح ہے :-  
”جناب حضرت سید صوفی سلامت علی شاہ دینی قاری قطب الدنیا المعروف  
بابا چھتری والی سرکار“

## سائیں محمد عالمگیر مجذوب

یہ مجذوب تقریباً عرصہ چالیس سال باگلی خان میں رہا۔ مزاج کا رہنے والا تھا۔  
سائیں محمد عالمگیر سائیں مجنوں سیانی والوں کا تین بیٹا تھا اکثر اس سے ایسی باتیں  
اور کام سرزد ہو جاتے جس سے لوگ بہت متاثر ہوتے ان کی بے شمار کرامات بیان  
کی جاتی ہیں مستجاب الدعوات تھے ان کا سالانہ عرس محمد افتخار مزنگوی کرنا ہے۔  
وفات ۱۸۸۰ء میں ہوئی اور مزار قبرستان سیانی میں جنازہ گاہ میں راستے میں  
دائیں طرف واقع ہے۔

## مائی بھاگی مجذوبہ

یہ مجذوبہ نہایت خاموش الطبع تھی۔ نگے ہاتھوں اور نگے سر رانگی تھی اس کا روتہ  
کاغذ پرستان ہائی سے مقبرہ حضرت شاہ جہاں ننگ پیدل جانا تھا۔ رات بھر حضرت  
شاہ جہاں میں سیر کرتی اور پھر سفر شروع کر دیتی۔ مردار علی احمد خاں کا بیان ہے کہ وہ  
بہت کم کسی سے گفتگو کرتی تھی۔ اگر کوئی پوچھتا تو دعا کی فرمائش کرنا تو اس کیلئے  
دعا کر دیتی تھی۔ بچوں سے نہایت خلقت سے پیش آیا کرتی تھی اور بچہ کو ہوتا وہ

ابن میں تسلیم کر دیا کرتی تھی۔ کہتے ہیں کہ وہ مناجات العزیز تھی۔

اس کی وفات تقریباً ۶۷۱ھ میں ہجری ۵ سال ہوئی اور قبرستان بیانی میں دفن کی گئی۔ اس کا جنازہ بہت بڑا ہوا۔

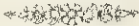
## بابا غلام رسول مجذوب

بابا غلام رسول المعروف بہ بیابان دلی سرکار بھی مجذوب تھے۔ حضرت میاں جیل احمد شرنواری کا کہنا ہے کہ ان کو ساتیں نور محمد عرف لورا پچھڑے والا بھی کہا جاتا تھا۔ یہ مجذوب حضرت میاں شیر محمد شرنواری نقشبندی کے سنے والوں میں سے تھا۔ اس کے کل کم کو عام آدمی نہ سمجھ سکتا تھا۔ مزید کہ ماہیں صرف دعوتی ہوتا تھا۔ ۷۵ نور پور کے مکان کی وفات ہوئی اور مسجد شیر دکانی بیرون بھائی دروازہ نزدیکیں جیل بدو میں دفن ہوئے۔

## غلام قادر مجذوب

مروئی مغل اقبال غلیب جامع مسجد حرم میاں اندرون لکھنؤ دروازہ ۱۰۱ میں حضرت مفتی غلام جان پڑوسی قادری لاہوری مہارشیہ کا کہنا ہے کہ اس مجذوب کی

گشت لکھنؤ دروازہ سے نواری دروازہ تک تھی اور بالکل بادشاہی مسجد کے قدیم حجروں میں جہاں اب ٹیپیاں بن گئی ہیں میں تھی اس کو پاکستان کے معر فی وجود میں آنے کے چند ماہ سال لکھنؤ دیکھا گیا پھر ایسے غائب ہوئے کہ نہ دیکھے گئے اب کسی سے معلوم نہ ہوتے تھے اور گروہوں میں سات آٹھ کوٹ پہنتے تھے اور اوپر کھیل رہتے تھے اس کے پاس رہتے تھے۔



## دوسرا سفر ہندوستان

یہ سفر آپ نے ۱۸۵۷ء میں کیا۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ آپ کے سربراہین بھی تھے۔ بالخصوص شیخ محمد اقبال۔

دہلی

حضرت اعلیٰ القاب قطب الدین بنیار کا کی پیشی حضرت میر نظام الدینؒ  
اویا چپختی۔ حضرت شیخ نذیر الدین چارل دہلی۔ اور سرخیل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت  
خواجہ باقی باللہؒ کے دربار میں مقرب پیر خاں دی۔ اور وہاں سے فیضان حاصل کیا  
مزار حضرت امیر خسروؒ پر بھی فاتحہ خوانی کی۔

آپ کا پاسپورٹ نمبر ۶۳۲۸۳۲ ۸۵۱۸۱۸ تھا جس پر آپ کا نام محمد صادق  
فاطمی ولد عبدالواحد عمر برہہ ہے۔

اجیر شریف

خواجہ خواجگان حضرت میر معین الدین چپختی اجیری کے شہر میں آپ آٹھ دن  
قیام فرما رہے۔ اسے گزارا کرتا کرتا کراہ بھی دیکھا۔ اجیر شریف سے نگارہ میل دربار ڈول  
کی چلی طرف ایک جگہ ہے جہاں راجہ کے پالے کو لہو لگایا تھا۔ یہاں ہر روز ایک

مسلمان کو کوہ پور میں پڑا میں جانا تھا۔ کوہ پور بھی دیکھا۔ راجہ جند کوڑ مسلمان کے خون سے  
تک لگا کر ناشتہ کرتا تھا۔ اور چپختی سے دیا جاتا تھا۔ اس سفر میں یہ لوگ شامل  
تھے۔ شیخ محمد اقبال۔ محمد اقبال شاہ۔

مظفرنگر

یہاں بھی گئے

سہارن پور

سہارن پور بھی تشریف لے گئے۔

امرتسر

یہاں بھی قیام کیا۔



## پاکستان میں سیر و سیاحت

پاکستان میں آپ کو لڑھی۔ حیدر آباد۔ سکھر۔ سیون شریف۔ پاکپتن شریف۔  
جن بھر۔ مانی باپ۔ حضرت سلطان باجوہ۔ حضرت بری امام۔ گجرات۔ چھاسینا  
شاہ وغیرہ مقامات میں تشریف لے گئے۔

### لاہور

حضرت داتا گنج بخشؒ کے روزنامہ مالیک کی طرحوں پر کئی سال چلے رہے ہیں  
میاں میر قادری کے روزنامہ پر بھی لکھے۔ لاہور کی کئی کتب آبادیوں میں قیام کیا۔

### شورکوٹ

حضرت سلطان باجوہ کے روزنامہ مالیک پر حاضر ہوئے یہ میر صاحب تھے۔ قائد نصیر  
محمد اقبال۔ اقبال احمد شاہ۔ حاجی محمد افضل۔ حاجی محمد شائق۔ حیدر و ہسلوان  
وغیرہ سامع تھے۔

### گجرات

حضرت شاہ دولہا باقی سہروردی بھی حاضر دی۔ حضرت ماسین کاندولوا کی کراچی

## وزیر آباد

خود فرستے تھے کہیں سے لکھنؤ مسجد وزیر آباد میں بڑی مکمل ہوئے پراس سب کے  
نام کی تصدیق ایک شخص گندرا لایا جس پر میرزا نام اس طرح لکھا "حاجی محمد صالح" میں  
لکھا میں نے ج تو نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ جب میں حج کو نہ گیا تھا تو میں نے  
آپ کو وہاں دیکھا تھا۔

### نور پور شاہان

یہاں حضرت امام بڑی لطیف کے مزار سوز پر حاضر دی۔ کار میں گئے سفر میں  
شیخ محمد اقبال، حاجی محمد افضل، صوفی ندر محمدی الدین وغیرہ شامل تھے۔

### چوماسیدن شاہ

صوفی ندر محمدی الدین۔ محمد اقبال اور حاجی افضل شریک سفر تھے اور حاضر دی  
اس موقع پر مکمل بس کرایہ پر لی گئی تھی۔

### سیالکوٹ

حضرت امام علی الحی حسینی کے روزنامہ حاضر ہوئے اس موقع پر محمد بونس  
شاہ و باغ صاحب تھا اور یہ میر بھی تھے۔ شیر حسین۔ صوفی ندر محمدی الدین۔ شیخ  
محمد اقبال۔

اس سفر میں مکمل بس کرایہ پر حاصل کی گئی تھی۔

## سیون شریف

یہاں حضرت لال شہار کاندھل کے روزہ مالہ پر حاضر رہتے رہے یہ میرید شامل  
ہے بڑی حسین۔ بشیر احمد، صوفی نوری الدین۔ محمد اقبال۔ محمد اقبال شاہ۔ ضیاء  
الدین پہلوان۔ محمد شریف اور رقم دھیرو ۲۵ آدمی ہم سفر تھے۔

## ملتان

حضرت بہاول الدین ڈکریا ملتان سے سرحدی حضرت شاہ رکن الدین رکن عالم آمد  
حضرت شمس تبریزی کے روزوں پر حاضر رہی۔

## کوئٹہ

کوئٹہ اور زیارت تک گئے۔

## پاکپٹن شریف

پاکستان اسلام حضرت فرید الدین گنج شکر مسجد کے روزہ مودہ پر حاضر رہتے  
رہے۔ شیخ محمد اقبال۔ محمد اقبال شاہ۔ حاجی محمد افضل۔ حاجی محمد شعیب۔ ضیاء  
پہلوان آپ کے ہمراہ تھے۔

## لواری شریف

لواری شریف صوبہ سندھ میں حضرت خواجہ محمد زمان نقشبندی کے روزہ  
پر حاضر ہوئے۔

## قصور

یہاں حضرت بابا جیسے شاہ قادری کے مرکز منور پر حاضر رہی دی۔ میرید ساتھ  
تھے۔ محمد یونس شاہ داغ و طبرہ

## چھانگاما ننگا

یہاں جنگل میں آپ ایک عرصہ تک مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہے یہ  
تقریباً ۱۹۴۱ء کا زمانہ ہے۔

## کراچی

حضرت بہاول شاہ قادری کے مزار پر گئے یہ عقیدہ مند ساتھ تھے۔ عادلہ صبر دھیرو



## وصال

۲۰ مئی ۱۸۷۵ء کی ایک صبح مغلیہ دروازگانہ کے قریب موٹر سائیکل کے حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے۔ ایک دن میں سب پتال اور نوحہ بغل سپینال میں یہ علاج رکھ کر مارمضان المبارک ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۰ جون ۱۹۷۵ء بروز قارم علی الصبح سحری کے وقت وصال فرما گئے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۸۰۰ جون وارڈ نمبر ۱۰ اور چارپائی نمبر ۱۰ تھی۔

خدا جانو ملا مراد حسن لوری خطیب جامع مسجد فاروقیہ ریلوے کالونی نزد ڈاک خانہ مکمل پورہ سنے تاج گھر اور پھر کے درمیان جو وسیع دھڑیل گراؤنڈ ہے اس میں پڑھایا۔ تقریباً دس سزارا فراوانے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جس میں آپ کے سب مرید و عقیدت مند شریک ہوئے۔

وصال سے سات آٹھ سال قبل مذہب کو سنی کی حالت میں رکھے۔ قرانی سنی تیر مکمل پورے مذہب تن کیے۔ شریعتی، ملکی اور دھرمال پہنے اور سلوک کی منزل میں داخل ہوئے، روزہ رکھتے تھے اور جمعہ کی نماز جامع مسجد فاروقیہ نزد ڈاک خانہ مغلیہ پورہ میں ملا مراد حسن لوری خطیب مسجد کے پیچھے ادا کرتے تھے۔ آپ نے کسی مرید کو اپنا خلیفہ نامزد نہیں کیا۔ فضلی ستری جان محمد سابق محمد شریف بہت اور دیگر مرید تھے۔ وفات سے ایک رات قبل درج ذیل پانچ آدمیوں نے آپ کے سرہ میں جاسٹیل کی الماری تھی اس میں سے رقم کتابی اور لکھی۔

۱۔ صوفی نذر محمد الدین ۲۔ محمد اسحاق ۳۔ محمد رمضان

۴۔ محمد شریف ۵۔ حاجی محمد افضل

برآمد شدہ رقم ۳۶۵ و ۲۶۴ روپے تھی۔ جو روزہ، مسجد اور دیگر حاجات کی تعمیر پر خرچ کی گئی۔ اس رقم کے علاوہ ۲ لاکھ روپے سے زیادہ اور اخراجات ہوئے۔

خاتونہ عالیہ جو تقریباً ۲۰ سال قبل یہ مکمل ہوگی ابھی زیر مصوبہ بندی ہے

تاریخ طاعت : ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۱ جون ۱۹۱۹ء بمبئی  
مردن انوار۔

۱۰ شریعت غم بہشتی منور سے دلائے

۲۔ تجلیوں کو فلک سے اُتارنے والے

۳۔ دلوں کو بخش گئے ہیں قرار کی دولت

۲۔ تمام عمر قیام کر گزارنے والے



مقبورہ

مقبورہ نزار پر باری دہر و آفتاب اور غروبے لڑنے کے درمیان واقع ہے۔ ہوا خردوں اور درختان سنگ مرمر سے آراستہ و مزین ہے اور بلب مرمر کی چٹانے واقع ہے۔ اور گرو چار دیواری ہے۔ مقبرہ کے چاروں اطراف میں تمام درخت سب اعداد و درختان بانس جو بے شک ہے۔ فلام گر وٹن آٹھ ستونوں پر قائم ہے۔ مقبرہ ایک چوڑے پر واقع ہے۔ جس کے اندر ایک چھوٹے چور سے پردہ میان میں ایک کماندار ہے آپ کے چہم پر پانچ سو گرجے اور چالیس شیر و پانچ عتق۔ جو لوگ آپ کے مے جاتے تھے اور سب چہم کے کو بیچ پر تسمیہ کر دیئے گئے تھے۔

لوچ مزار پر عمر باری کی طرح ہے۔

الحمد لله

1

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

مرکز افکار تجلیات

حضرت پیر محمد صادق نقشبندی القس ثانی

سماتہ کی پیدائش : رمضان المبارک ۱۲۸۴ھ



## جامع مسجد پیر محمد صادق نقشبندی

قبرہ عالیہ کے مقفل جامع مسجد پیر محمد صادق نقشبندی واقع ہے اس کی عمارت مرمری لکھنؤ والہ ہے۔ مسجد کا سنہ ۶۰ ذی قعدہ ہے۔ اور کافی دور سے نظر آتا ہے مسجد کا سنگ بنیاد حضرت سائیں صاحب نے اپنی حیات میں ہی رکھا تھا جامع مسجد تھ خانہ۔ ابوال مسجد اور گیلوں پر مشتمل ہے۔ عراب سجادائید سلازی سے عزت کی گئی سے تھ خانہ میں مختلف تقاریب کے سلسلہ میں سامان لکھنؤ و بیو جوتا ہے یہ حضرت پیر محمد صادق کا گم خاص ہے کہ ان کے مرمرین پر مشتمل انتظام کی گئی ہے و بار عالیہ میں یہ سجادائی مختلف صورت میں مکمل کی گئی کی مثال نہیں ملتی سب مرمرین انتظامیہ کے ہر فیصلے پر مشتمل حکم کرتے ہیں اور آج تک انتظامیہ نے جو بھی فیصلے کیے ہیں سب اکی داتے کو دیکھ کر دیکھ کر ہوسکتے ہیں۔ اور تمام مرمرین اپنی جیب سے ہی تمام اخراجات کرسکتے ہیں اور کسی سے آج تک چندہ وصول نہیں کیا۔ اور نہ ہی کسی کے آگے دست سوال دراز کیا ہے۔

نام فقیر تھا تھابا قبر جہاں وی میرے جو



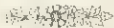
## دارالعلوم نقشبندیہ

مسجد کے ساتھ ایک دینی مدرسہ دارالعلوم نقشبندیہ کے نام سے جاری ہے۔ مسجد کے ساتھ دو کمرے ہیں۔ پہلے کمرے میں حضرت سائیں صاحب کے تبرکات محفوظ ہیں جن میں یہ اسٹیٹو ایڈی :-  
 شروانی - بوٹ - شلوار - قمیض - چڑھی - کھاد - چتری - سوتلی  
 دو دو گین - الماری جس میں آپ کی کتا ہیں ہیں - قرآن پاک - مذاہ  
 وغیرہ کے علاوہ آپ کا کشت کاری کا سامان از قسم کڑاں بکھڑیا  
 نمونہ لکھنؤ میں -  
 مسجد اور گروں کے پیچھے گلی کے آخر میں ایک اور کمرہ بنایا گیا ہے ان بلہر  
 کی طرف دھونے ہیں۔



## آئندہ منصوبہ بندی

انتظامیہ وادارگاہیں دربار مایہ نقتشہ بندی پر مجبور حضرت پر محمد عارفی  
نقتشہ بندی نے حضرت مائیں صاحب جیل کے وصال کے بعد بقرہ  
مسجد اور قبر سے وفیرو نہایت اعلیٰ جانے پر تعمیر کرا دیئے ہیں اور  
مزرعہ ان کی منصوبہ بندی ہے۔ گردہا۔ مالیک کے چاروں اطراف  
چار و چاروی تعمیر کر دی جائے۔ نیز فارین کے لیے مزرہ رماش کے  
انتظامات کیے جائیں۔ دربار نقتشہ بندی میں توسیع کی جائے اور  
خطیب امام صاحب و حوزان کے لیے رماشی مکانات تعمیر کیے  
جائیں، پانی کی فراوانی کے لیے ٹریب وین نصب کیا جائے۔



## عرس مبارک

آپ کا عرس مبارک ہر سال نہایت بزرگ و احتشام سے ہوتا ہے، جبکہ  
آپ کے مریدین و اراثت مند عقیدت مند اور دوسرے اصحاب کثرت سے  
شرکت کرتے ہیں۔

عرس سے آپ دن قبل تمام مریدین اپنے گھروں میں قرآن خوانی کرتے ہیں  
اور اس کا ثواب آپ کی روح پر فزونی کو پہنچاتے ہیں۔ نیز کھانا نقتشہ ہم کیا جاتا  
ہے۔ بیسیوں مرید ہر سال چار دیوڑی چھاتے ہیں ان سے کچھ درگاہ میں محفوظ  
رہتی ہیں اور بقیہ نقتشہ ہم کر دی جاتی ہیں۔



## اخلاق عالیہ

آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ جہودیت میں گذرا اور مختلف ممالک میں انکار کرنے رہتے۔ صاحبِ جذبہ و استغراق بزرگ تھے۔ حالتِ جنابِ سر میں آپ ایسے الفاظ ادا کرتے تھے جن کا مطلب حاضرین سمجھ نہ پاتے تھے۔ مگر سب میں چودہ چودہ گوشتِ ذبیحہ قس قس فرماتے اور مسویوں میں نہر میں کئی کئی گھنٹے گزار دیتے۔ چنانچہ لکھنؤ اور کوہاٹ میں فارسی اور عربی زبانیں جاننے سیکھنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرقِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے محاورے پہنچتے۔ سکریتِ حق اور حرم کے نشہ سے لغت کرتے تھے۔ کسی کی دل آزاری اور دل شکنی کی بات نہیں کرتے تھے۔

قدسائے یدِ پناہ، رنگِ مفید گندی، نیکی ناک، خوب صورت آنکھیں اور اندازِ حکمِ مشفقانہ تھا۔ مردوں سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ مازائے زمانہ صاحبِ نکالین کا خیال رکھتے تھے۔ حق اور سکریت سے شدید نفرت کرتے تھے اور اپنے نزدیک کسی بھی چیز کو نہ بیٹھے دیکھتے تھے۔

آپ کی شخصیت ایک ایسے میرے کی مانند تھی جس کے کئی پہلو تھے اور ہر پہلو اپنی منفرد تائید رکھتا تھا۔ آپ ہر شخص کے سوال کا جواب اس طرح دیتے تھے کہ وہ انداز میں دیکھ کر صرف مائل موصوف ہی سمجھتا تھا۔ باقی بیسیوں افراد جو وہاں موجود

تھوڑے سے مگر بکلامِ ان کے فہم و ادراک سے بالاتر تھا۔ آپ ہر شخص سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ کسی کی دل شکنی دہانے سے، یہی وجہ ہے کہ ہر پر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ دنیا کا ہی اس کے سامنے جس کا شغف سے پیش آتے تھے وہ شاید ہی کسی اور کے حصے میں آئے۔ یہی آپ کی شخصیت کا کمال تھا۔ اندازِ حکمِ مشفقانہ اور مدح و صفا تھا۔ مگر علانیہ محبت میں اس میں بھی کمی نہ تھی۔ پیدل جو جاتی تھی۔ اندازِ کلام میں وہ بے ہلکی تھی کسی فکر کا غاصر نہ تھا۔ آپ کسی کی امداد یا مرستے سے غافل نہ ہوتے تھے۔ آپ کے دربارے مبارک میں وہ فوراً جھکتا تھا، جس سے لشکرانِ معین کو غائبیت نصیب ہوتی تھی چہرہ مبارک پر وہ حلال تھا کہ شرارتی اور شرپندوں کی فزیت کو باقی سلب جو جاتی تھی اور وہ تمام تر فزیت کے باوجود سب کشتافتی پر قادر ہو پاتے تھے۔ آپ غامری و سستیِ صورت کو ناپسند فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں، رسولی پسند نہیں کرتا۔ گو میرے لاکھوں مریدوں، بگو میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ میرے مریدوں میں سے کوئی بھی گناہ کو کبیرہ کا مرتکب نہ ہو اور حق تعالیٰ آپ کا ہر فرمان باطنِ درست تھا ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے کیا کہ اگر اس کا دل کام ہو جائے تو وہ آپ کو اتنے پیسے دے گا۔ آپ حلال میں آئے اور فرمایا مجھے بخاری دولت کی ضرورت نہیں ہے اگر دولت میری خواہش ہوتی تو میں جس دولت کو مانگتا ہوں، وہ سونا ہوتا۔

آپ بحث اور مناظرے سے پرہیز کرتے تھے۔ بجز سوال کا جواب دینے ہر بات میں دوسے دیتے تھے اور مائل کا جواب نہ دیتے تھے۔ آپ کے جملہ کلمات کو سمجھنا ناممکن ہے آپ کے کلام کا ہر لفظ پرستار۔ ذہنی اور معرفت کے اسرار سے لبریز ہوتا تھا۔ بادِ جوارس کے کہ آپ کسی دنیاوی سکول سے تعلیم لائے تھے۔ آپ سہروردان

جانتے تھے اور کئی مہم پر دسترس رکھتے تھے۔

آجنا بجاہت سخی اور فیاضی تھے۔ سناورت کا یہ عالم تھا کہ کسی سائل کو مالی نہ دیتے تھے مگر فوراً دیا کرتے تھے کہیں خوش ہوتا تو ان کا ہاتھوں کو دیکھ کر جو سائل کا سوال پوچھ کر لے کے بیٹے جیتے۔ دنیا میں جو ہم جیتے کرتے ہیں وہ سب ثانی ہے اور جوائڈ کے نام پر خرچ کرتے ہیں دی باقی رہنے والا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دو آیات اِنَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ اور اِنَّمَا مَوْتَ فَخَاتٍ مَقَامٌ ذَرِیۃٌ وَنَحْنُ اَلْغَفُورُ عَلَی الْاِثْمِ اِسے لے لانا میں کو دیکھتا ہوں اور اب کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ کیونکہ میں نے اللہ کے بلند مقام سے ڈر کر منش کو خواہش کرنے سے روک دیا ہے پس جب خواہش ہی ختم ہو گئی تو ضرورت کس بات کی؟ آپ بڑے گوشہ نشین کو نہایت چاہت سے کہتے تھے بسا اوقات پسینے دینے سے خود کھانا تیار کر لیتے تھے۔

لاہور میں آپ کی گشت مثل پورہ سے صدر بازار تک متنی جو رات دن کی متنی اکثر فارسی کام بھی پڑھا کرتے تھے۔



## ارشادات عالیہ

جو لوگ صبح قبل کی نسبت کچھ چینی کرتے ہیں اس میں ان کی ناقص دوائے کا تصور ہے۔ اہمال کا ثوب نہایت بے وقوف ہے۔ مگر تم شک کر دو گے تو مختاری نیشوں کو چھائیں گے۔ اگر نوذات شرابی کو شذران آگ کے خوف سے پڑے۔ تو ان کے درد سے شذران آگ کو کچا دے۔ محبت ہی کے باعث مجھے وصال الہی حاصل ہوا۔ کیونکہ محبت کا نتیجہ وصال ہے۔ جب وصال حاصل ہوا تو میں اس قابل ہو گیا کہ شراب کو (فیض الہی سے مراد ہے) طلب کروں۔ بعد از وصال میں ایسے لئے کا عقل ہو گیا اور میرا حق تھا کہ میں اپنی شراب مقدسہ کو طلب کروں۔ وصال کے بعد خاص امتداد حاصل ہوتی ہے جو قبل از وصال نہیں ہوتی (چوں مراد از دوست صبیحہ گراں جام و ام جم مجھے وصال الہی ہو گیا تو میرا کام شرب شراب نہیں کا ظرف بن گیا۔ جس طرح نشیب کی طرف جلدی جائے اسی طرح وہ شراب میری طبیعت میں سے سیال کوٹ کر دوڑتی ہے اور اس لیے دوڑتی ہوئی آتی۔ اور اس کو پی کر مست ہو گیا۔ اور میری کشتی بخنی نہ تھی۔ اس کا مشاہدہ میرے احباب نے کیا۔ شراب پینے کے بعد جب مجھے بصیرت ہوئی تو میں نے دیکھا کہ دنیا کا طالب اس نشہ عرفان سے نا آشنا ہیں اس لیے میں نے خود مہال یا کہ بیاواں خودی کے سبیل سے تمام انقلاب دعوت دی کہ آپ ہی میرے رفیق طریقت ہیں۔ میری اتباع و تقلید کرو تاکہ آپ بھی میرے

دنک میں برسے جاؤ۔

”اقتباسات الموقوفات بانک حضرت پیرسائیں محمد صادق نقشبندیؒ فرمایا کرتے تھے۔“

”تصرف ایک کھٹن راستہ ہے صوفی کی جان و مال وقف ہوتی ہے وہ مارے جہان کا دنگ تو سہرہ کتاب ہے مگر کس سے اپنا وکھ سہیں کہہ سکتا وہ لوگوں کے فراموش تو خیر کیا ہو تا ہے مگر اپنے علم کا بوجھ خود تنہا ہی اٹھاتا ہے وہ لوگوں کے سوال تو بارگاہِ خدادہ ہی میں پیش کر سکتا ہے مگر اپنا سوال کسی بشر کے سامنے پیش نہیں کر سکتا۔“

پھر فرمایا:-

”تم کسی کو اپنے سے بڑا نہ کہو شاید وہ اپنی جگہ سچا اور تم جھوٹے ہو۔“  
ایک مجلس پر فرمایا:-

”جنگِ دنیویہ لڑتے دینوں کے لیے ہنم کی آگ میں جلنے کی وجہ سے“

۱۲ دین کا سفر یہ ہے کہ معیبت میں بھی نماز ادا کی جائے۔

۱۳ تمنا را جمع کیا سو اعمالِ عیدہ در سہے گا۔

۱۴ عیب ڈھونڈنے والے اور طعنہ دینے والے کے لیے بربادی ہے۔

۱۵ محافلِ رزق کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔

۱۶ جو لوگ صبحِ قول کی نسبت بکثرت کہتے ہیں اس میں ان کی ناقص رائے کا تصور ہے۔

۱۷ مقتدرین کے آفتابِ کمال غروب ہو گئے مگر ہمارا آفتابِ مہالِ عزت و محبت کے آسمان پر ہمیشہ روشن رہے گا۔

۱۸ اگر تو شہزادوں آگ کے خوف سے آیاتِ قرآنی کی عادت کرے تو ان کے

دوسے شہزادوں آگ کو بھیادے۔

۱۹ بے حجب محمد اہل ایمان ہر نبی پر سکتا

خدا کو چاہئے والا مسلمان ہر نبی پر سکتا

۲۰ حجب درویشانِ مجید ورجہ است

دشمنی ایشان مرائے لعل است

۲۱ حیا کی مافیہ ہر وقت ما

کو بر قولِ ایمان کنی غایت



## خوارق و کرامات

کوفی افغانہ کہہ سکتا ہے اس کے زور بازو کا  
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں فکدیریں

حاجی عمر شتائی کہتے ہیں کہ میری اہل اکثر بیمار بنتی تھی رہبت سے ڈاکڑوں  
اور کھجوروں کو دکھایا مگر کوئی افادہ نہ ہوا۔ بکیر مرنے لڑھکا گیا۔ بانا ٹرڈاکڑوں نے جواب  
دے دیا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو تمام ہمارا بیان کیا کہ بہت سے خرچ  
کے بعد ڈاکڑوں نے جواب دے دیا ہے آپ مر باقی فرمائیں۔ آپ نے چند چڑیاں دیں  
جس سے مرنے والے ٹرڈاکڑا اور پھر ایسی شکایت بھی نہ ہوئی۔

عاجی صاحب مذکور مزید بیان کرتے ہیں کہ کراچی کے ایک اہل حدیث میرے  
دوران تھے اس دوران آپ بھی میرے گھر تشریف لائے۔ آپ کو نہایت عزت  
سے بٹھایا۔ اہل حدیث سوچنا رہا کہ جب یہ بزرگ جایش گئے تو میں ان کے متعلق سوال  
کردوں گا اس وقت آپ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ لوگ دوسروں کی کرامات تو  
پرست ہیں مگر اپنا حال نہیں جانتے جب آپ تشریف لے گئے تو اہل حدیث نے  
کہا کہ اس وقت میں سوچ رہا تھا کہ یہ کون سے کرامات کے مالک ہیں مگر آپ نے  
اس وقت میرے خیال کا جواب دے دیا۔

ابن ابی احمد شاہ کا کہنا ہے کہ ایک دفع آپ میرے گھر تشریف لائے تو میرے  
مکان کے سامنے والے چاٹ میں پورے لگائے گئے اور فرمایا کہ اس کے ساتھ  
تبر لڑاٹ بھی خریدو۔ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے پھر آپ  
نے فرمایا کہ چاٹ خرید لو پھر اسے لیے بہتر ہے گا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی وقت  
بیکہ آرمی جس سے میں نے چالیس ہزار روپے لینے تھے وہ دے گیا۔ بعد ازاں  
چاٹ والوں کا ایجنٹ آگیا کہ تم یہ چاٹ خرید لو۔ رقم بوجھ دے دینا۔ چنانچہ وہ  
فصلہ اراضی خرید لیا گیا۔

وہ خرید کہنے ہیں کہ ایک دفع میں اپنے دوست کے پاس جا چکا ہوا تھا کہ اچانک  
کہا کہ کچھ ساول کہ آپ وہ وارنٹ میں کھڑے ہیں۔ آدمی رات کے بعد پھر کوشش کی  
مگر اس دفع بھی آپ متراہنے چنا پڑیں اس امر سے باز رہا اور اس قدر ایسا فقہ  
کہا۔ آپ ابن ابی احمد شاہ کے گھر گرفتار سے چاہا کرتے تھے۔

ابن ابی احمد شاہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ میرے شریف کی طرف جا رہے تھے تو  
راستے میں تھانہ جھون ضلع مظفر نگر میں ایک لڑائی قائم کیا۔ جب آپ مسجد میں نماز  
ادا کرنے کے لیے جانے لگے تو میزبان نے ایک آدمی آپ کے ساتھ گروہا کہ واسطہ  
نہ بھول جائیں آپ مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے چلے گئے اور وہ آدمی باسر بھٹا رہا۔  
جب کافی دیر ہو گئی تو وہ آدمی آپ کو دیکھنے کے لیے مسجد کے اندر گیا تو دیکھا کہ آپ  
وٹاں نہیں ہیں گھبرا گیا۔ اتنی دیر میں میزبان بھی گیا اس نے کہا کہ بابا اندر نہیں  
ہیں چنا پڑ دوں مسجد کے اندر گئے تو دیکھا کہ آپ مسجد میں ہی موجود ہیں۔

شیخ محمد اقبال محمدی مانگیرٹ شاہ عالمی لاہور بیان کرتے ہیں کہ انڈیا میں ایک مکان پر ملازم تھا۔ مالک نے مجھے کچھ رقم دی کہ کراچی جا کر مال سے آؤ میں کراچی گیا وہاں ایک شخص کو رقم دے دی بعد میں معلوم ہوا کہ وہی شخص شہرت کا نہیں ہے میں لاہور چلا آیا تو اسے ملاؤ اللہ دین سے اس بات کا ذکر کیا اس نے کہا کہ حضرت صاحب صاحب کے پاس جاؤ۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں بہت سے آدمی بیٹھے تھے میں نے کھینے کی خدمت کی مگر آپ متوجہ نہ ہوئے۔ غصہ ہو کر میرے گھر آپ نے خود ہی مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ وہ شخص لاگو کیا ہے کراچی میں رہتا ہے اور اس کا علیہ یہ ہے۔ اور چند روز تک آپ کے مکانوں کی رقم واپس مل جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

یہی حضرت مجتے ہیں کہ میری شادی کی ایک رات کسی نے مجھ کو زہر دے دیا جس سے میں شدید بیمار ہو گیا بہت علاج کیا یا تاثر و اکثروں سے سہا ب دے دیا پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو کسی نے زہر دے دیا ہے اور مجھے چند دوائیاں کھواٹیں کہ بازار سے خرید لاؤ۔ چنانچہ وہ دوائیاں خرید لایا۔ آپ نے ان کو کھاتے ہیں کہ دوائی بنائی سارا دن آگ جلتی رہی۔ اور دعا پڑھتی رہی۔ اس وقت آپ وہاں کھلے طور پر بیٹھے رہے اور مجھے فرمایا کہ اگر دوائی پھٹنے کے دوران وہاں نہ جیٹنا جائے تو تم کو کھانڈے کرے ہیں اس دوائی کے ایک دن کے استعمال کے بعد اتفاق ہو گیا۔ آپ ہر قسم کے مریضوں کو سونہ کھر کر دے دیا کرتے تھے۔

شیخ محمد اقبال مزید بیان کرتے ہیں کہ دوران سفر اجیر شریف میں آپ کے

بہار تھا۔ رات کے وقت ایک ہندو عورت ہماری قیام گاہ بتائی اور کافی دیر تک آپ کو گھنٹی رہی۔ پھر گھنٹی کے ایک مرحلہ گذرا آپ اس درخت کے نیچے بیٹھا کرتے تھے اور کافی عرصہ بیٹھے۔ اس پتھر کے ساتھ ہی حضرت عبدالغنی غانی کا جھوٹا۔ خود فرمایا ہے اس ہندو عورت نے کئی سال قبل کا واقعہ کس طرح بیان کیا ہے۔

صوبیدار محمد موسیٰ خاں لغمانی ہی کہتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میں ایک دن دربار حضرت داتا گنج بخشؒ میں حاضر تھا کہ میرے دو بچا کہ ایک اور بچہ عرفان داتا مالک رٹ تھا کہ اس کی شادی نکلان رٹکی سے ہو جائے۔ جس کی عمر بارہ سال ہے حضرت صاحبؒ نے فرماتے ہیں کہ چند روز کے بعد میں نے دیکھا کہ اس بچہ بڑے کی شادی اس رٹکی سے ہو گئی اور پھر وہ حضرت داتا صاحبؒ کے مزار پر سلام کے لیے آیا ہوا تھا۔ آپ فرماتے ہیں، میں نے سوا کہ ولایت کے ترقی کش کا کوئی تیر بھی نشانے سے خطا نہیں جھٹا۔ کیوں نہ میں بھی کچھ مانگوں چنانچہ میں نے دعا کی کہ اللہ مجھے ولی کامل بناوے۔ حرف دعا صاحب سے عدا نہ ہوئے تھے کہ غائب سے نہ آتی کہ مرے اٹھنے لے لو اور پھر نا (صحابت) چلے جاؤ اور پھر ہی اٹھنے کے گرتے کی آواز آئی۔ میں نے اٹھنے اٹھائی۔ اور ریل پر سوار ہو کر پونا (صحابت) چلا گیا اور کچھ عمارتیں وہاں حلیہ و مستی میں گذارے۔ یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جس زمانہ میں آپ کنن (ایک پش) پہنا کرتے تھے۔

یہی صاحبؒ کہتے ہیں کہ راقم فیصل آباد میں اپنے خانی کے اہل و عیال کے ہاں مقیم تھا اور میں ملازمت بھی کرتا تھا۔ حکمران سے دوام کی دھت سیٹھی سیٹھی

کہ بھائی کے اہل دیوال کی نگہداشت کر سکوں اور بھائی کی اہلیہ کو جو کہ امید ہے مقبول  
 ٹوری طبعی اور ادا کا بندہ نہ ہو نہ کرسکوں کیونکہ ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق کہیں جی پیرہ  
 اور خطرناک تھا۔ اسکی دونوں بھائی کسی سرکاری کام سے چند ماہ کے لیے باہر جا رہے  
 تھے چھٹی کے درمیان روزی گزرتے رہے کہ دوبارہ عیسے سے ملوا گیا، میں تیار ہو گیا  
 رخت سے طرانا تھا۔ دیکھا تو بھائی میں نوازش اور والدہ صاحبہ بھی گئے لیکن چھٹی تو  
 آپ نے جاسے پہنے اور تیاری لاہور کی؟ میں نے عرض کیا یہ وہ قسم ہے جو مانا  
 نہیں جا سکتا، میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جس جگہ جا رہے ہیں وہی آپ کا خیال  
 رکھیں گے، میں آپ کو اکثر کے سپرد کرتا ہوں بس! دوبارہ عیسے میں پہنچا تو وہاں بھی  
 وہ رہ کر یہی خیال آتا کہ خاڑن قبیلے والے اس طرف سے آنا نہ لائیں، انھیں ان جھیلوں  
 سے کیا عرض؟ انھیں ناراض ہونے کے لیے محض یہاں چلے پیے یہاں تو واضح وجہ موجود  
 ہے۔ ایک بھتیجی اسی سوچ میں گذر گیا کہ ایک دن حضرت صاحب نے ایک کتاب  
 کھولی چند صفحے لکھ کر ایک جگہ لکھی دیکھ کر فرمایا ”پڑھو“ پڑھا تو لکھا تھا ”دنیا  
 فقیر ہے، ایک لفظ کی مانند ہے“ پھر فرماتے گئے، ”اگر دنیا کو دیکھنا ہے تو ایک  
 جگہ بیٹھ کر دیکھو اگر اس کے نیچے جھاگو گئے تو صرف آگے دلا حیدر نظر آئے گا، تو  
 پیچھے والی دنیا دکھائے اور جمل ہو جائے گی۔“ ولی کو طبعیان سادہ اور آپ سے ملاقات  
 بہت نظر آئے کہ جوتے میں تھے تقریباً دو دن پندرہ دن قیام کیا۔ درجن قیام کتنی بار  
 خیال آیا کہ آپ کو اپنے گاؤں سے چلوں، مگر یہ خوف لب کشائی میں مانع رہا کہ  
 شاید گاؤں میں ان کی شاہانہ شان خاطر ملاقات کر بھی سکوں گا یا نہیں۔ آپ نے میری  
 ولی کیفیت کو جانپ لیا۔ اور فرمایا کہ میں آپ کے (میرے) نگہوں جانا چاہتا ہوں  
 میری خوشی کی انتہا نہ کرے، اس روز نام کو ہم فیصل آباد، بے کے پور پر جس زمانہ ہوئے  
 راست کے تقریباً دس دنہ فیصل آباد پہنچے تو آپ نے پوچھا کہ آپ کے (میرے) بھائی بھی

بیمار رہتے ہیں، میں نے کہا جی ہاں،

چنانچہ ہم بھائی کے گھر کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچے تو بھائی کے نووارد  
 بچے کا شکار پادریا، حواسی روز صبح پیدا ہوا تھا، ہمیں دریافت کی اور باہر صحن  
 میں آکر تشریف فرما ہوئے اور میری والدہ صاحبہ سے فرمایا کہ وہ ایسے ہی ان کے  
 مرید (محب) ہے ندامت ہو رہی تھیں، بس اتنی ہی بات تھی، اللہ نے اپنا کرم کیا  
 اور آپ کو چھوٹا علیا کیا، اور کئی پرویٹا فی بطن ہوئی، چھٹے بعد میری والدہ صاحبہ  
 نے پیر صاحب سے عرض کی کہ وہ حکام میں کہ اللہ تعالیٰ ان کو فاسد دے، پیر صاحب  
 نے فرمایا ہے بے اندھیل ہے، اللہ کے کام میں لڑکی دوسرے یا لڑکا، یہ اسی کا اختیار  
 ہے اس پر والدہ صاحبہ نے دل میں سوچا کہ میرا لڑکا جھٹکا پیر کے ہنگام میں جنس گیا  
 ہے جو پیر مشکل میں کام نہ آئے اس کا کیا فائدہ، دفعہ دوسرے وفات آئے رہے۔  
 پیر صاحب نے کھانا تناول فرمایا اور تہہ فرماتے ہوئے میری والدہ صاحبہ سے  
 مخاطب ہوئے۔ ”مے بے تو آپ کی کچھ جتن ہیں کہ تمہارے لڑکوں کا پیر ملک ہے  
 اچھا تو اللہ آپ کو نواسہ دے گا۔ اس کام میں غیب اندر کھنا، میرے دادا کا نام  
 ہے چند ہی روز بعد آپ کا فرمان درست ثابت ہو۔ اور لڑکے کا نام غیب علی  
 ہی رکھا گیا۔“ اسی جی ہم راقم کے گھر کی طرف جدوجہد چونکہ متعلق تو بہت جگہ سکھنے کے  
 لڑکی گاؤں میں واقع ہے، روانہ ہوئے، وہاں پہنچ کر کچھ دیر آرام فرمایا، پھر راقم کی  
 ندری لڑکیوں کی طرف روانہ ہوئے۔ راقم کے بھائی بھی ساتھ تھے، فیصلوں کو دیکھ کر  
 فرمایا ”بہت غلاب حالت ہے“ تو راقم کے بھائی نے عرض کی کہ مرکار، انہری باہی  
 بہت کم ہے، پیر صاحب نے فرمایا کہ وہاں دلی گاؤں، تو بھائی نے عرض کی کہ مرکار  
 پانی کھا رہے آپ خاموش ہو گئے اور ہرستان کی طرف روانہ ہو گئے، وہاں پہنچ کر  
 آپ نے اہل قبور کے لیے دعا فرمائی، اور فرما دے با وضعت فرمایا کیا اس قبرستان میں



کوئی دلی ہے۔ راقم نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا۔ آپ وہاں تشریف لے گئے  
 دعا کی اور وہاں آکر فرمایا۔ قبر خالی ہے اس میں کوئی شخص دفن نہیں ہے راقم نے  
 اس کی تصدیق جب اپنے چہرے سے چاہی جن کی عمر گاؤں کے آبادیوں کی عمر کے قریب  
 برابر ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ صاحب کا فرمان درست ہے قبر خالی واقعی ہے  
 یہ سائیں بیچنے والوں سے نذرانہ دھو کر اس کے لیے بنائی تھی۔ پھر آپ راقم کی  
 وادی جان کی قبر پر تشریف لے گئے۔ فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ خوش بخت صورت تھی  
 قبر میں بھی قرآن شریف پڑھ رہی تھی۔ پھر آپ راقم کے والد کی قبر پر تشریف لے  
 گئے فاتحہ پڑھی اور چہرہ خور پر اس درگِ ظاہر صوبے لگی۔ راقم سے فرمایا وہ نکلیں میں  
 ہیں۔ ان کے لیے دعا کیا کرو۔ قبرستان سے واپسی کے بعد ایک جگہ بیٹھے اود  
 فرمایا کہ یہ جگہ ٹیوب دین کے لیے ٹھیک ہے۔ حرم کی کیا گیا کہ یہ سامنے پرانے  
 ٹیوب دین کی محارت کے کھنڈرات ابھی باقی ہیں۔ جگہ کا سبب نہ ہو سکا۔ پھر صاحب  
 نے ایک اور طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ جہاں گوبر کا ڈھیر لگا ہوا تھا کہ یہاں ٹیوب دین  
 لگاؤ چنانچہ یہ ٹیوب دین گذشتہ چار سال سے ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے۔

آپ مزید کہتے ہیں کہ میرے بھائی نے اپنے ایک دوست کا سنا پیش کیا  
 کہ ان کے اُن چار بچیاں ہیں۔ اور بچہ کوئی نہیں ہے۔ پھر صاحب نے فرمایا کہ ان  
 بچیاں مل سکتی ہیں۔ اگر وہ بچے ایسی بھینس دیں جیسے یہ سامنے بندھی ہے اور ساتھ  
 ہی فرمایا کہ سائل پناہ سوال خود نہیں کرے۔ مختصر یہ کہ اگلے روز سائیں جن کا نام  
 ملک محمد خان تھا کہ گھر گئے۔ پھر صاحب نے فرمایا اگر بیٹا دے گا اس کا نام ذاکر  
 حسین رکھا جائے گا بعد ازاں غلط کرے روزانہ خالی نے ملک صاحب کو روکا مگر فرمایا کہ  
 عید کی دوسری عمری سے لے کر آج۔

محمد یونس شاد باغ والے کہتے ہیں۔  
 کہ میں نے پارسنگ کے کھلوے بنانے کا چھوٹا سا کام شروع کیا تھا تو  
 آپ کی دعا و برکت سے وہ کام جلد ہی ترقی پذیر ہو گیا۔

ان کا مزید کہنا ہے کہ میری شاہ میں جہاں میں پہلے رہا کرتا تھا۔ آپ  
 بارہ بجے رات کو آئے کمزری دیکھی اور فرمایا کہ کمزری خیر لو میں نے عرض کیا کہ  
 حضور میرے پاس بیٹھے نہیں ہیں آپ خاموش رہے جب میں سب کھوٹ آپ کے  
 ساتھ گیا تو آپ ایک مٹھائی کی دکان پر بیٹھ گئے وہاں آپ نے جلیبیاں لیں اور  
 چائے کے ساتھ دین میں آپ کے لذتوں میں بیٹھ گیا۔ اور پاؤں دبانے لگے  
 سے وقت کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم نے وہ کمزری نہیں خریدی۔ تو شاد باغ میں  
 کوئی جگہ خرید لو اور پھر اتر آؤ گی کی مہربانی سے مجھے وہاں جگہ مل گئی اور میں نے  
 مکان بنالیا۔ جب آپ اس مکان میں تشریف لائے تو فرمایا کہ حضور غوث الاعظم کا  
 ختم دلاؤ۔ جب وہ ختم پڑا تو دوسری جگہ جو خالی پڑی تھی آپ نے فرمایا کہ یہ  
 زمین خرید لو۔ چنانچہ وہ کام بھی ہو گیا اس کا ملک میرے پاس آیا اور کہا کہ یہ  
 جاٹ لے لو جب چاہے رقم دے دینا۔

مزید کہہ کہ مسکن میں شاد باغ میں ایک روز میری لڑکی نے بتایا کہ مکان  
 کی چھت پر سانپ ہے میں دو بجے رات تک خوفزدہ رہا۔ میری کواعتیا کہ جائے  
 بنائے۔ اس نے چائے بنا کر ہم پر پیش کیا۔ مگر سانپ کا خیال دل سے نہ نکلا  
 اسی دوران میں نے دو چھتر ستری سانپ دیکھے۔ جس سے مجھے مد خوف زدہ  
 ہوئے اس وقت ہم نے سڑکا روک دیا اور پھر قریب سے ایک مریا کے کراکھر

ملا۔ جس سے وہ دونوں مارے گئے۔ یہ سانسپ چار پانچ فٹ لمبے تھے۔ پھر ان کو مکان کے نیچے دفن کر دیا۔ اگلے روز صبح میں آپ کی خدمت میں پہنچا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ان سانسپوں کو مار دیا ہے۔ اور پھر آپ غامض رہے۔

پھر کہا میں ایک عرصے جڑوں کے درد میں مبتلا تھا۔ جس کے علاج کے لیے میں ایک گلاس پانی کا بھرا سوا پیتا تھا۔ طریقہ یہ تھا کہ گلاس تمام کو پانی سے بھر کر رکھا جاتا۔ مگر صبح بچے کے لیے گلاس اٹھاتا تو وہ یا ادھسا ہوتا تھا یا کچھ کم۔ ہم حیران تھے کہ اسبا کیوں ہوا۔ اور پھر والے واقعہ کے اختتام پر یہ جڑوں کا درد بھی ختم ہو گیا۔

شیر حسین - میں بازار گولڈنٹی کا بیان ہے کہ میرے ایک دوستہ کی ریسٹری میں جو رہتی تھی شیخ محمد جمال نے کہا کہ میں صاحب کے پاس چلے جاؤ میرا دست فقہ حنفیہ سے متعلق رکھتا تھا جب ہم وہاں پہنچے تو آپ نے ہم دونوں کی تمام برائیاں بیان کر دیں۔ جن سے ہم بہت متاثر ہوئے اور توبہ کی اور پھر اس دوستہ کا کام بھی ہو گیا۔

عابد نصیر علامہ اشراقی کاؤن دانے کہتے ہیں کہ میں زمانہ میں دینی میں تھا ان کے دکان خط بھی جانتے تھے ایک دفعہ قیام دینی میں آپ غریب میں آئے تھے تو آپ نے مجھے بازو سے پکڑ کر کشتی میں بیٹھا دیا۔ کشتی پر کھانا یا غوث الاعظم دستگیر۔

ایک دفعہ میری بیوی میں ہی خواب میں آپ کی زیارت ہوئی دیکھا کہ آپ مورسرا میں چہارے ہیں اور مجھے منع فرمایا کہ مورسرا میں نہ چلاؤ۔

بشیر احمد مریض ڈالہ نزد ماددال کہتا ہے کہ میری بیوی بیمار تھی میں اس کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ اس کو اسب کا سایہ سے روگناؤں سے باہر ایک جگہ رکھتی تھی جہاں ٹپکے و خدمت ہیں۔ خاتقا ہے قدیم کتوں ہے دہاں نہ پایا کر سے۔ نفس دیا اور فرمایا کہ وہاں عجلت کو دیا جتنا یا کرنا اور خاتالی رہ کر چکا۔ چنانچہ وہ بیماری دودھ مچ گئی۔

پھر کہا ایک دفعہ آپ سیون شریف میں تھے اور میں لاہور میں۔ رات کو آپ نے خواب میں مجھے سیون شریف کی زیارت کرادی۔ جس سے مجھے وہاں کا سادہ فتنہ یاد ہے۔

مدرسہ حسین شاہ معظی آباد لاہور کا بیان ہے کہ میرا عقیدہ مکان کی جیت سے لگ گیا۔ کان سے سو رہنے لگا۔ مریض تھا ڈاکٹر نے علاج سے دیا۔ چنانچہ اس کو آپ کے پاس لے گئے۔ وہاں اس وقت سوڑیہ دوسو شخص بیٹھے تھے۔ آپ کے سامنے خدیں آؤ نہ پڑا تھا مگر آپ تلخ دہمے نے تقریباً دس منٹ کے بعد آپ کے پیچھے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تمس کا بچہ ہے میں نے عرض کیا کہ میرا بیٹا ہے آپ نے اس کا نام کان لاہور دوسری جگہوں سے خون صاف کیا اور کہا اسے کھانے کا جب کھرچنے کو وہ بچہ بولنے لگا۔ کان کو قبل اندر ہی بے ہوشی کے حالت میں تھا۔

عمر چالیس بیٹوں چوک نا خدا دس پردہ لاپرواہ کہتا ہے کہ آپ نے ایک دفعہ مجھے فرمایا کہ تمہارے بھائی کی کتنی اولاد ہے۔ میں نے عرض کیا تین جوگیاں۔ آپ نے سنو کھ کر دیا۔ اور کہا کہ گھر سے جا کر اس کو استعمال کرو۔ چنانچہ ایسا کرنے سے اس کے گھر کا تو کدو مورا۔ اور اس طرح بیکے بعد بیکے سے دوڑنے کے پیدا ہوئے۔

عمر العظیم۔ میں بازار دام لگی لاپرواہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ فرما رہے تھے کہ سب سے تین ماہ کا خاتمہ ہوتا۔ اس دوران ایک بستی آئی جو ملنے ساتھ ایک کھجور کی ٹوٹی تھی۔ اعلیٰوں نے سرنے کی جوتی پہن رکھی تھی اور مجھے کھجور کی گھٹائی شروع کر دیں جس تمام کھجور کھا گیا۔ جب میں نے ابھر اُدھر دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ اس کا بچہ مارنے کا قصد کیا۔ مگر وہ کچھ غائب ہو گیا ہے اور میں نظر نہ آسکے اور نہ ہی ان کے قدموں کے نشان ملے۔

وہ مزید کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ درخت سے لٹخ پر بیٹھتے تھے میں وہاں گیا، تو میرے دل میں خیال آیا کہ کیا ہوں شریف کا کیا طریقہ ہے۔ اور یہ کہیں دی جاتی ہے ناگاہ مجھ پر عود کی کی حالت طاری ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ میں بغداد شریف حضرت خورشید المظہر سید القادر جیلانی کی خانقاہ عالیہ میں ہوں۔ حضور دہلی شریف ہمارے اہل فرمایا کہ بزرگان دین کے تمام اہل تقی کے توسل سے نیاز دینی پاس ہے اور یہ طریقہ ہے آپ نے مزید فرمایا کہ تمہارا کامرت لاپرواہی ہے اور درود بغداد شریف میں۔ چند لمحوں کے بعد میں سہلہ دیکھا کہ میں ہوا میں ہوں۔

عاجی بشیر احمد نوان شپ دانے کہتے ہیں کہ آپ کشف العقوبہ کو کشف الدہشت

تھے۔ میں نے ایک دفعہ عرض کیا کہ میری تبدیلی فیصل آباد ہو جائے آپ نے وہاں فرمائی اور تبدیلی ہو گئی۔

محمد صوفیاء۔ باختران پردہ لاپرواہ کہتے ہیں کہ ایک زمانے میں مجھے درد گردہ کی زبردست شکایت تھی۔ اور چنانچہ سخت تکلیف سے آتا تھا آپ نے تین چھ مہینے ماریں اور میری تکلیف جاتی رہی۔

وہ مزید کہتے ہیں کہ ایک زمانہ میں میں مشہد (ایران) میں تھا۔ وہاں میں نے میاں کی کہ اگر گھر گیا تو آپ کو دس روپے نذر کروں گا۔ چند عوام بعد جب واپس آیا تو آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ دس روپے لاؤ۔

پھر کہا کہ جب میں برمنی تھا تو آپ نے فرمایا کہ پھر میں گئے چنانچہ میں وہ دفعہ برمنی گیا اور جب واپس آیا تو آپ سے ملاقات ہو گئی۔

عقوب علی رام بھی ریشاٹہ پورسٹ ماسٹر بیان کرتا ہے کہ میرے گھر اولاد نہ تھی میں نے ایک لڑکی لے پا لکھ پردہ کی پھر اس کی شادی کر دی۔ مگر اس کے گھر اولاد نہ ہوئی تھی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے سب کو جانے پائی مگر وہ عاقلین ہیں۔ میں نے اپنی حاجت بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ سو جائے گا۔ چنانچہ اس کے گھر کا پتہ ہوا۔

مرکز مجلس دہلی کے باقی اور سرپرست اعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں آپ

سید شمس کے وقت سے بٹھا کر سنے سننے ہی گیا تو آپ ایک شخص سے بحث یہ شمس کے  
دہشت کے اور چڑھ کر ایک عین کاٹ رہا تھا کہہ رہے تھے کہ اس کو دکھاؤ، مگر  
اس نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا کہ تیرے گھر نہ جا سکو گے۔ چنانچہ ایسا ہی  
ہوا۔ جب وہ گھر ہی سے گرجا رہا تھا تو گڑھی کے بیٹے آکر گر گیا۔ آپ کا بیان ہے کہ  
آپ دن پورہ، رام گلی، بانیان پورہ میں پھر کر گئے تھے۔

شیخ تاج حسین رام گلی والا آپ کے پاس شروع سے ہی جاتا تھا اس کا  
بیان ہے کہ اس نے آپ کو تو وہیں اٹھتے دیکھا ہے۔ سائیں صاحبان کے گھر  
بھی سائیں لکھن پر جاتے تھے۔

محمد ظہیر مدنی کا کہنا ہے کہ وہ بھی اکثر سائیں صاحب کی خدمت میں جا کر مٹا  
اور آپ بھی اکثر اس کے ہاں آ کر سنے سے ایک دفعہ کہہ کر آپ میرے گھر میں  
آئے مگر میرے ایک دوست آئے اور کہہ کر وہ فیشن کے کاغذات بزار رہے آپ نے  
اس کو دیکھ کر ذرا ہلکا ہوا کہ کاغذات ختم۔ چنانچہ اس کے کاغذات گم ہو گئے اور  
اس کو فیشن میں کمی۔

شیخ محمد اقبال ولد اعز دت کی بیٹی رانی شمس صاحبہ مدظلہ میں تھی۔ پھر آپ نے  
سے کچھ بھر ۴ دس پورہ میں اپنا ذاتی مکان بنایا۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کے عہدائی  
محمد اوی کی دعوت و اہمیت تھی چار ماہ ۱۵۰ مہانوں کا عمارت اس کے مطابق ہم  
نے کھانا تیار کر لیا چنانچہ آپ بھی تشریف لائے اور آپ کو ایک گھر سے بھی جٹا کر  
کہا تا دسے دبا سائیں اشد میں مہمان کشی سے آئے شروع ہو گئے جن کی تعداد

بہت زیادہ ہو گئی۔ ہم گھر آگئے کہ اس مغرے سے وقت میں، ناکھانا کیسے تھا۔  
ہم سے کہہ کہ آپ کو معلوم ہو گیا چنانچہ آپ نے کھانا کھانے کھانے اپنی پلیٹ میں  
چھو کر کھڑا دیا اور فرمایا کہ اب کھانا ختم نہیں ہو گیا بیٹے آدمی جا میں کھائیں چنانچہ  
ایسا ہی ہوا۔

محمد رمضان صدر اشکابہ گنجی کا بیان ہے کہ آپ ان کے گھر میں وظائف  
کرتے تھے اور جہتی کا ٹاٹا تھا۔ ایک دفعہ ہر کے کنارے آپ کے ڈیسے میں عین  
اور سرکار کا زیارت کے لیے گئے اندر صبر ہو چکا تھا اس وقت ہم نے آپ کے ہم کو  
مختلف چیزوں میں علیحدہ علیحدہ دیکھا تھا۔ اس وقت میرا لاکھی موجود تھا جب کہ  
ہم دونوں آپ کی زیارت کے لیے ہر کے کنارے ان کے ڈیسے پہنچے تھے پھر ایک  
دفعہ میں اور صبر اپنا جاتی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے یہ شام کا وقت تھا میں نے  
دیکھا کہ آپ سولے کی حالت میں ہیں۔ عرض کیا کہ آپ سوا بیس صبر یک دم آپ میرے  
رشتے سے گویا ہوئے مجھے سانپ کا ٹٹا ملتا اس نے آپ کے ہم کو ڈپٹے سے دیکھا  
تو کوئی نشان نہ پایا۔ پھر آپ نے کہہ کر میرے بدن کو سانپ جھٹ دیا۔ اس نے  
پشت پر ٹاٹ پھیرا پھر دوبارہ فرمایا میرے بدن کو سانپ جھٹ دیا۔ اسے میری پشت  
پر ٹاٹ پھیرا پھر سانپ دائیں بائیں کر میرے بازو کے بیچ سے  
گزر دیا۔ سب نے دیکھا تو گھبرا گئے۔ اسے مار دیا اس کے بعد باجی کی پشت کو دیکھا۔  
نورنگہ نے خون بہہ رہا تھا اور کچھ دم بھی گر گیا تھا۔ آپ اسی حالت میں اٹھ کر نہر پر  
خانے پہلے گئے واپس آئے تو خون بند ہو چکا تھا اور کچھ سانپ کے کاٹنے کا  
کوئی نشان نہ تھا۔

ممد رمضان مزید کہتے ہیں کہ ان کی لڑکی شادی باری میں اس کا ہر چند مذاق کر لیا  
مگر خاتمہ ہوا ایک دن ڈاکٹر نے کہا ۔ کہ اس کا پرنسپل ہوا سب ہتال میں داخل  
کراؤ اس ڈاکٹر کے حکم کے مطابق میری عدم موجودگی میں میری بیوی بھی کوسپتال  
داخل کرانے لے گئی تو ڈاکٹر نے داخل کرنے سے انکار کر دیا ۔ اس میں آپ نے مجھے  
خطاطب کر کے فرمایا کہ کوسپتال میں داخل ہوتا ہے وہ مر جاتا ہے اس سے بچی کو  
داخلت کو ڈاکٹر بھی کوسپتال گھر لے آئے آپ نے ایک دوائی بنادی اور بچہ  
کی کھال پر نقش کھ دیا ۔ بچی بالکل تندرست ہو گئی اور بیماری سے مستقل نجات پائی تھی

علی احمد ظہیر پوری مدنی انٹر پرائز (پرائیویٹ) لمیٹڈ ۱۸ بلیوار گراؤنڈ ۔  
لنک میکو ڈروڈن ہریانہ کرنے میں کہ ایک دفعہ حضرت سائیں صاحبہ ملت پکارے  
ہاں مشہرے ہوئے تھے اس وقت میرے بڑے دادا امیر احمد بیٹھتے سے انجی  
رہیا ٹرسٹ کے کارڈوات تیار کروانے کے لیے آئے ہوئے تھے ۔ ان کی بھی آپ  
سے ملاقات ہوئی ۔ جس کے وقت انھوں نے حضرت سائیں صاحبہ سے کہا کہ میں  
پیش کے کارڈوات تیار کروانے کے لیے جا رہا ہوں جو آج تیار ہو جائیں گے اسی دن  
میرے میں بابا جی سے باتیں کر رہے تھے کہ کسی کو کھپتیک آگئی دوسرے کرے  
میں دادا جی نماز کے بعد تھکے چہرے سے انھوں نے جو ٹورسنا فرمایا کہ کیا  
ٹورسنا رکھی سے بند کر دینا چاہیے ۔ میں ناشتے کے بعد انھوں نے دادی جان سے  
کہا کہ سائیں صاحبہ سے کہیے کہ وہ ماکری آج مجھے پیش کی اور لگی ہو جاتے ۔ جیسے  
ہی دادی جان نے سائیں صاحبہ سے دعا کے لیے کہا تو انھوں نے کہا کہ تم تو ٹور  
نہرے ہیں ان کی تو وہاں ناک ہی نہیں ہے ۔ جب دادا جان وغیرہ گئے تو اٹھی انکی  
ناک نہ مل سکی ۔ کچھ عرصہ کے بعد میرے والد صاحب حضرت سائیں صاحبہ کو سننے

جئے تو انھوں نے مجھے سناؤ ٹورسنا کیا حال ہے زندہ ہے خدا کا کام ایسا ہوا کہ  
عرسے کے بعد وہ بچہ سے میٹر سہاں سے گرے اور اپنے غائی صحتی سے جاٹے ۔

اکرام الحق ولد سدا اختر سکیم نمبر ۷ شاد باڑا لاہور کا کہنا ہے کہ میں سید علی  
آپ کی خدمت میں گیا ۔ آپ اس وقت کو میں رہتے تھے اس وقت آپ تھنہ  
نہیں ۔ چھڑی اور دو چار کوسٹ پہننے سوئے تھے میں نے عرض کیا کہ ہمارے گھر میں  
لوگ جانت وغیرہ کے خوف سے ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں اور اتوں کو نیند نہیں  
آتی ۔ چنانچہ آپ ہمارے مکان پر تشریف لائے اور نقش دیا ۔ کہ اس کو روزے کے  
اور رنگہ دو ماہ تک لائی کا اس قدر فضل ہوگا کہ کبھی شکایت نہ ہوگی ۔

محمد طاری ولد معراج دین ۔ مناری خروش ۔ رحمت مارکٹ ۔ نقابا لگی راولپنڈی  
کہتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس راولپنڈی میں تین چار دفعہ تشریف لائے ہیں ایک دفعہ کا  
ڈکریے کہ جب آپ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے پینٹاب کی حاجت ہے  
چنانچہ میں آپ کو لے کر مسجد میں چلا گیا آپ اسے پناہ دے گئے میں باہر کھڑا انتظار کرنا  
منا جب کافی دیر ہو گئی تو میں نے استیذان دیکھا وہاں کوئی بھی نہ تھا میں دکان پر  
آیا دیکھا کہ آپ دکان پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کی وجہ سے ہماری دکا زری خوب چکی ۔

محمد ابراہیم جاسٹ سکریٹری کامیان ہے کہ میری بیوی بارہی ماس نے مجھے بتایا  
نہیں مگر خود ہی ڈاکٹر سے دوائی دی مگر افادہ نہ ہوا چنانچہ ایک دن میں بھی ہوا گیا  
ڈاکٹر نے کہیں دسے کرانے کے لیے تجویز کیا انکی بیوی دسے کرنا تھا ۔ آپ  
علی الصغیر میری بھانجی کے گھر تشریف لے گئے اور اسے مبراہ لے کر آئے اور فٹنے لگے

سچے رات فرشتے نے بتایا تھا کہ تمھاری طبیعت بہت خواہش ہے اس لیے میں آیا ہوں۔ انہیں دس گراہنے کی ضرورت نہیں ہے تم کو آرام آ جائے گا۔ پھر بھی ہم نے آپ کی اجازت سے انہیں دس گرایا۔ جس کی رپورٹ بالکل درست معنی اور اس کے بعد میری بڑی تندرست ہو گئی۔

ایک دفعہ آپ کے آستانہ پر ختم شریف تھا اور آپ کے حکم کے مطابق غلاموں کے جد تھا۔ لیکن آپ اسی طرح ختم و جلال محمدی مکریت شاہ عالمی دالے کے ہمراہ نارووال چلے گئے۔ میری بڑی بھی آستانہ عالیہ میں موجود تھی۔ مہینہ نماز معرکہ کثرت آپ شریف نے آئے اور میرے آستانے کے اندر چلے گئے اس وقت میری بڑی شدید تکلیف میں مبتلا تھی آپ نے اسے پیچھے پھیر لیا۔ ٹوڑ کر اس میں دوائی ملائی اور ایک پتھر سے پرک کر لے کینے لگے جہاں تک میں درد ہو رہی ہے وہیں لگا دو اس کے لگنے کے کچھ دیر بعد تکلیف مستعدا دور ہو گئی۔

کافر کی یہ پیمانہ کہ آفاق میں گم ہے  
مومن کی یہ پیمانہ کہ گم اس میں ہیں آفاق



## تاثرات

پیرے نام میں دیکھی ہے اسم اعظم کی تاثیر  
بارگاہ دیکھو یا نام تمھارا ہے کر

### حضرت میاں شہاب الدین قادری لاہوری

حضرت میاں شہاب الدین قادری مصلح دُنيا فرمایا کرتے تھے۔ کہ مائیں محمدیہ کی حیثیت عین کبھی سالک، کبھی مہذب۔ آپ نے عمر عزیز کا بیشتر حصہ مہذب و سکندر استقامت میں گزارا۔ جرات مند نہ نکالا کرتے تھے وہ پوری مہجاری کرتی تھی سیف الزبانی تھے اور نہایت دجہ ہے دالے بزرگ تھے۔

### حضرت پیر محمد حلیل نقشبندی سیالکوٹی

حضرت پیر محمد حلیل نقشبندی مصلح دُنيا خلف ارشد حضرت پیر حیات محمد نقشبندی مصلح دُنيا فرمایا کرتے تھے کہ حضرت پیر محمد صادق صادق صادق اور سیف الزبانی بزرگ ہیں حضرت مائیں پیر محمد صادق نقشبندی کے پاس آپ اکثر

”تھے سچے تھے ان کے مجاہدان کے صاحبزادگان بھی آتے تھے اور ان سے نہایت اخلاص اور محبت سے پیش آتے تھے۔“

عاشقوں کو اسباب بھی ملتے ہیں وہ اکثر بے جا بچم دینا کے لیے ہرگز نہیں کوئی جانب

کلیہ صاحب کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ صاحبہ ”ذمہ شہستان رہائستے تھے“  
یعنی تھوڑے گھر کو رہا کرتے تھے۔

## حافظ خواجه دین نقشبندی جماعتی

حافظ خواجه دین نقشبندی جماعتی ناظم اعلیٰ جامعہ جامعہ حیات القرآن لاہور ڈی لاہور فرماتے ہیں:-

”میں پیر سائیں محمد صادق کو کئی سال سے جانتا ہوں وہ پہلے علی پور تھیں میں حضرت امیر ملت سید جماعت ملی شاہ کی خدمت اندس میں حاضر ہوئے تھے۔ اور جیت کی درخواست کی جس پر آپ نے فرمایا کہ تمہارا حضرت پیر حیات محمد نقشبندی سیالکوٹی صاحب مدظلہ کے پاس ہے چنانچہ آپ تین دوں تک وہاں رہے پھر حضرت پیر حیات محمد نقشبندی کی خدمت اندس میں حاضر ہو کر شریف بدیت سے سرفراز ہوئے۔ غور سے ہی دونوں بعد ان پر مجاہد ملی حالت طاری ہو گئی۔ آپ سیالکوٹی میں لینے پر دوسرے کے محل پر بھی جایا کرتے تھے اور ان کے چاد نقشبین حضرت پیر محمد علی نقشبندی صاحب مدظلہ کی خدمت میں بھی جایا کرتے تھے۔ جو آپ سے نہایت محبت اور خلوص سے پیش آیا کرتے تھے۔ حضرت سائیں صاحب کو حضرت پیر محمد علی نقشبندی سے خلافت حاصل تھی۔“

ایک دفعہ حضرت سائیں صاحب جامعہ جامعہ حیات القرآن میں گئے تو حافظ خواجه دین سے انھوں نے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ جب انھیں کسی پلائی گئی اس کے بعد وہ چلے گئے اور فرماتے گئے کہ یہ میرا طریقیہ ہے حافظ خواجہ دین کا کہنا ہے

## حکیم محمد موسیٰ امرت سہری

حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرت سہری سرپرست اعلیٰ وہابی مرکزی مجلس رہنا لاہور لکھتے ہیں:-

”میں نے چار دوسرائیں محمد صادق نقشبندی سے اتفاق ملاقات کی تھی ایک دفعہ میں منہدہ سے خانقاہ عالیہ حضرت میاں میر قادری کی طرف جارا خانقاہ کو دیکھا کہ آپ دیوانے کے آبی پل کے پاس نشتر لٹا رہے ہیں۔ اور کافی لوگ وہاں موجود تھے۔ ایک دیکھ سگڑیوں وغیرہ کا دانا کھڑا تھا۔ اور دیکھیں بھی کچھ نہ دیکھیں۔ یہ سارا سامان عافین کی خاطر کھانے کے لیے تھا۔ کچھ گراس دن مید سیلا والی بھی کھا ماکر تیار تھا۔“

آپ صاحب کشف اور مدیف اللسان تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ادب و احترام سے کرتے تھے۔ خواہ حالت ہذب و استعراق میں ہی کیوں نہ ہوں۔ نیز امام اہل سنت حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی کی تعریف کرتے اور ان سے گہری محبت رکھتے تھے۔

کہ وہ کئی مرتبہ دربار عادیہ میں گئے ہیں اور ان کے ساتھ حضرت پیر محمد غلیب بھی گئے  
ان کا کہنا ہے کہ ہم ہر وجہ المبارک کو فخر و تہنیت جندیہ میں سائیں صاحب کو ایسا ہی  
قواب کرتے ہیں جب بھی سائیں صاحب فخر لینے کر لیتے تو اس مدرسہ سے  
طالب علم قرآن مجید پڑھنے کے لیے ہلاتے تھے۔ حضرت سائیں صاحب کے پالیسیوں  
پر عرب بھی گئے تھے تو اظہر حیات غلط حضرت پیر محمد غلیب نقشبندی بھی ہمراہ  
گئے۔ اعداد و بار عادیہ میں کچھ مدرسہ بھی ہے۔

## عالم حسین چیمہ المعروف بہ عالم فقری

جناب عالم حسین چیمہ (عالم فقری) ایم اے اہل اہل بی لاہور بیان کرتے ہیں  
”جناب حضرت سائیں پیر محمد عادی نقشبندی اللہ کے نیک بندوں میں سے تھے  
آپ کا مشرب فقیر بنا اور درویشانہ تھا۔ آپ عالی باطن میں کامل تھے۔ آپ نے بے پناہ  
محبت اور محابرت کے بعد یہ مقام پایا۔ آپ پر ذکر کا فہم اتنا رہا تھا کہ جس سے  
چاہے کون کمرے۔ آپ کی دولت بزرگات کہنے والوں کے لیے قصی سکون کا سامان  
ہو کر تھی جس سے اس لیے مصیبت زدہ لوگوں کو دوا دامت ملتی تھی۔ اکثر لوگ آپ کے  
پاس آکر دعا کر بیٹھے رہتے۔ آپ پر سرگرمی کی حالت اکثر طاری رہتی تھی اور عجز و باز  
حرکت اکثر آپ سے سرزد ہو جاتی تھیں۔ میں ان سے ملا ہوں۔ ان کی محفل میں ہر قسم  
کا آدمی آتا تھا تھا۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ دریاؤں اور جاپانوں میں گزرا۔ لیکن ناچکی  
حاشیہ جازب سے ہی معلوم ہوا کہ آپ ہر حال میں دوالہبی میں تھے رہتے تھے۔

محمد الیاس ولد محمد اکبر (منشک دودھ) والے بیرون شاہ عالمی کا کہنا ہے کہ  
حضرت سائیں صاحب قبلہ سے ان کی ملاقات سرگودھا سے تھی اس وقت آپ  
مقبوضہ میں رہتے تھے۔ ان دنوں انہوں نے ہارسے بارے میں لکھے میرے ایک ملاقاتی محمد کرا کے  
باس نے لکھے ہر وقت ہزار ہا بچے سو روپے ہیر جیب میں ہوتا تھا۔ جس کو حاجت مند  
سمجھتے اس کی حاجت پوری کر دیتے تھے۔ آپ کے زخمی ہونے پر میں ہسپتال  
بھی جاتا رہا اور نماز جنازہ میں بھی شریک ہوا۔ آخری عمر میں آپ نے عید میلاد النبی کا  
جشن بھی ہر سال منایا۔ اور ڈرائیاں بھی کرائیں۔ میں اکوہا جنگلا میں جنگلا ساجا تو آپ کی  
خدمت میں حاضر ہو کر اجازت بیان کیا۔ آپ نے نقش دیکھا۔ ان کی برکت سے میرا  
معاملہ ہو گیا۔ آپ کی کلمات بے شمار ہیں کہ کس کو کوئی بیان کرے مجھے  
آپ کے وفات سے تین ماہ قبل ہی آپ کی وفات کا اسرارہ ہو گیا تھا۔ آپ کی  
وفا و برکت سے مجھے بہت فہم حاصل ہوا۔

## علامہ احمد حسن نوری

علامہ احمد حسن نوری مدبر اہل علم ”عرفات“ جامعہ اسلامیہ لاہور اور خطیب جامع  
مسجد فاروقیہ نزد ڈاک خانہ مظہرہ دریلے کا کافی کتبے ہیں۔ حضرت پیر سائیں محمد عادی نقشبندی سے میری ملاقات مکمل طور پر اس وقت  
ہوئی۔ جب آپ عالم جازب ہو سکے تھیں کہ ملک کی منازل طے کرتے گئے آپ  
نے ملک کی حالت میں وفات پائی اور بہترین وفات ہے آپ نماز عجمی اہل سنت  
میں جامع مسجد خفیہ فاروقیہ دریلے سے کافی نزد ڈاک خانہ مظہرہ لاہور میں ان ایام میں



پڑھتے تھے اور عربین کی بھی۔ آپ کی غازیہ بھی میں نے پڑھائی۔ مزید فرماتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں جو بھی آیا اس پر ہیکڑوں کا نعل سوا اور اس کے ذریعے میں برکت پڑی۔ آپ علامہ احمد حسن زوری کی بہت تعریف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ ایک نیک خصال کا انسان ہے اور اس کی غازیہ جو کا خطبہ بہت اثر انگیز ہوتا ہے۔

## مفتی محمد شفیع کامونکے والے

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت سائیں صاحب نہایت کامل بزرگ تھے بے شمار لوگ آپ سے استفادہ و منتفیض ہوئے۔ آپ عوام الناس کے لیے رحمت و رافعتی تھے جناب محمد ساقی (ڈرائی پور) سے منظرہ چیمبرمین دریا گنجی کا کہنا ہے کہ آپ نہایت قناعت پسند، وعدہ پورا کرنے والے اور صداقت پسند تھے آپ سے بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔

جامی عبدالفضل طراچی سکیم نبراؤ خاد بارش کہتے ہیں کہ میری طاقت و مشاعرہ میں موتی و سنبلہ میں سج کا ارادہ ہوا تو فرمایا کہ آتے وقت ایک دلیٹ اند کی گھڑی لینے آنا۔ چنانچہ مٹا سنا کج سے جب فارغ ہوا تو گھر کے لیے ملان خریدی مگر آپ کی گھڑی یا دروہی ساس دوران میں حرم شریف میں جیٹا تھا کہ آپ شریف لائے اور فرمایا کہ ملے پادار میں اور گھڑی خرید لائیں چنانچہ میں نے گھڑی خرید لی۔ جوانی اور

میں گئے تھے۔ میرے غریب فائز پر بھی آتے رہے۔ آپ کی خصوصیت مفتی کا آپ اپنے مزید دل کو گناہ کرنے سے روک جیتے تھے۔

ممد رمضان میں انتظام پر کچھ بیان کرتے ہیں کہ آپ قرآنی علوم کے عالم تھے۔ جن مضمون کو بیان کرنا ہوتا وہ قرآنی آیات کی مدد سے بیان فرماتے انہوں نے بے شمار گناہوں کو روک دیا۔ آپ ان کی صداقت پسندی سے بہت متاثر ہو جاسے ہیں آپ کا مزید ہو گیا۔

ان کا مزید کہنا ہے کہ آپ ان کے اُن وظائف بھی کرتے تھے اور چلے جی کا تھا۔

ممد شریف بٹ لکن انتظام پر کہتے ہیں کہ آپ مسائل صحیح بیان فرماتے تھے کرامات کے مالک تھے اور صاحب تقرب بزرگ تھے کئی چھپہ امراض کے مریض آپ سے صحت یاب ہوتے۔ غرض کہ آپ بہترین اوصاف حمیدہ اور فضائل پسندیدہ کے مالک تھے۔

شیخ محمد قبال جزلی سیکرٹری فرماتے ہیں کہ حالاً ان میں فرسک تھا اگر آپ کو کرم اور تعریف باطنی سے شائبہ تھا۔ اور دلاور دست پر آگیا۔ حضرت سائیں صاحب کی دولت سے ایک مہر کا مرض دور ہو گیا۔ آپ مریضین کو کچھ وقت تک رکی اور ان کی والدین کی خدمت اور غار تھہر کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ سطر جبر سہ قلم میں ہیں آپ کے ہمراہ تھا وہاں وہ جو مقدمہ میں بہ نام ربانی حضرت عتبتہ اللہ ثانی اسکا ف و مبادت کیا کرتے تھے۔ اس کے قریب ہی آپ کو شہر دل گیا

تھا۔ جس میں آپ دوران قیام اجیر شریف مقیم رہے۔ ماجیر شریف کے مقام  
مزارات پر حاضری دی۔ دہلی کے مزارات ملائکہ پر بھی حاضری دی۔ کوئی مسئلہ  
درافت کرتا تو قرآن و حدیث کی روش سے جواب دیتے۔ فارسی شعر بھی سناتے  
تھے آپ نے دربار عالم پر بھی مسئلہ فقہیہ میں بیعت کر کے مرید  
بنایا۔ اور حکم دیا کہ نماز تہجد کو فقہائیں کرنی۔ عہد کی ولایت کیسے کر جایا کرنا  
عفا اور آپ لوگوں کو دوسے دیتے تھے جنور حیات بنے غلام آقی مختار اور آپ سب  
اسی دلی تقسیم فرمادیے تھے۔ بعد از وصال بھی ان کا تصرف جاری ہے دوسرے  
تیسرے روز آپ کے دیوانے تکیہ سکون مل جا تا ہے سفر میں ساغفر میری کا خود  
خیال رکھتے تھے۔ چار بجے رہے کو کوئی بھی معصیت نہ دیا جا رہا آپ کی خدمت میں  
حاضر رہتا۔ آپ اس کے آرام کے لیے غوری کارروائی فرماتے۔ نانچ، لقمہ، و مہ اور  
دوسری پیچیدہ اطراف کے بہت سے لوگوں نے آپ سے فائزہ اٹھایا اور  
شغلاب جوہرے۔

حاجی محمد شتان بازار چھو والی اندرون شاہ عالی لاجپور کا کہتا ہے کہ میں مسئلہ  
میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسی سال آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔  
چنگام نماز اور تہجد کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ جو کچھ آنا مریدوں اور دوسرے  
حاضرین میں تقسیم فرمادیتے تھے۔ دوسروں کی تکلیف برداشت نہ کر سکتے تھے۔  
مریدوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ میرے ہاں مہنت میں مالک و نعت آتے تھے۔

افغان احمد شاہ سیخ مہر شاہ دہلی لاجپور کا بیان ہے کہ میں نے مسئلہ میں  
آپ سے بیعت کی۔ آپ نماز روزہ کی ادائیگی کی نہایت تاکید کرتے تھے مومنین

تین چار گرم کوٹ اور بڑی پینے رہتے تھے اور موسم سرما میں آدمی ناست کے وقت  
نہر سے مثل کر کے یا وائے میں شول جوتے تھے۔ اگر شب میرے گھر آتے تو نماز وغیرہ  
ادا کرتے تھے۔ سفر دلی میں آپ کے ہمراہ عفا و ان آپ نے حضرت نظام الملک و ان  
حضرت قطب الدین بختیار کاکی۔ حضرت امیر خسرو۔ چہرہ پر سجے کے مزارات پر  
حاضری دی تھی۔ عفا و ان خلع مظفر نگر بھی گئے۔

پاکستان میں پائین شریف، جن پیر شور کوٹ، حضرت سلطان باجوہ۔  
حضرت امام برہنہ نور شاہان، سیون شریف، عبداللہ شاہ غازی کراچی وغیرہ  
مقامات پر آپ کے ساتھ تھا۔

مخدوم سید بلاشیر ۱۱۹، تاج پورک عامر روٹ شاہ باغ لاجپور کہتے ہیں کہ میں  
آپ کی خدمت میں پہلے پہل مسئلہ میں حاضر ہوا اور میرے متاثر ہوا۔ آپ کوئی  
دفعہ میرے گھر شریف لائے۔ حاجت مندوں کو نقش تھوڑا وغیرہ کھجور دے دیا  
کرتے تھے۔ کئی دفعوں کے ساتھ سفر پر گیا۔

شیخ حسین، مین بازار گڑھی لاجپور کا بیان ہے کہ وصال سے چھ ماہ قبل آپ کی  
خدمت میں حاضر ہوا اور مرید ہوا۔ میں آپ کا آخری مرید ہوں۔ سب شریف اور بالکوت  
کے سفر میں آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ سبب الوداع تھے۔

مخدوم علامہ راقب خان لاجپور کہتے ہیں کہ مسئلہ میں آپ کی خدمت میں  
جان شروع کیا چھ روزہ جی چانگہ واپسی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھے وہاں خدا  
مجھ سے رہے ہیں آپ کے ساتھ کراچی اور حضرت سلطان باجوہ گیا تھا۔

بشر احمد - د مالہ - نند نارودل کا کہنا ہے ۔ کہ آپ مستجاب الدعوات تھے  
اور آپ کی بہت کرامات ہیں ۔

در حسین شاہ رکن منگرنی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں اہل تشیع سے  
تعلق رکھتا تھا ، مگر بعد میں جب آپ سے ملاقات ہوئی تو اس وقت آپ شیخ  
کے درخت کے تھے ۔ آپ کی روحانیت سے متاثر ہو کر میں آپ کے دصال تک  
آپ کا عقیدہ نہ دیا ۔ جب بھی ہم آپ کے قدم دباہے ۔ تو فوطی نے گوالدین کی خدمت  
کیا کرو ۔ مگر وہ میں بعیت کر لی ۔ مگر میں حبیب میں اپنے والد کے ساتھ بکریاں  
چرانے ہاں تھا تو آپ کو مقبرہ و خواب بہا درخان میں دیکھا کرتا تھا ۔ ان کا کہنا ہے کہ  
اس کے پاس اپنے چرومرشد کی کئی ایک تحریریں ہیں ۔ جن میں جھوٹ ، شراب نوشی  
اور زنا کاری جیسی لغتوں سے بچنے کی تلقین ہے دوران قیام کویت آپ کا خط  
واں بھی جانا تھا ۔ ایک دفعہ فرما رہے تھے ۔

- ۱۔ اپنے پیر کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میری کی علامت ہے
- ۲۔ اپنے پیر کے بتائے ہوئے وظائف کو یاد کر لینا و یا نرواری کی علامت ہے
- ۳۔ ہر وقت مرشد کا تصور دیر زیادہ کرتا ہے ۔
- ۴۔ مرشد کے نقش قدم پر چلنا اندریش علم دور کرتا ہے ۔
- ۵۔ ہمیشہ پاک صاف رہنا چاہیے ۔
- ۶۔ چنے بھرے اٹھے میٹھے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دل میں پڑھتے  
رہنا چاہیے ۔
- ۷۔ مرشد کا اسم اعظم ہے کہ پیر خزان پر ہر سانس میں لڑا اللہ کرے ۔

محمد جاگیر بھٹو چوک نامدار میں پورہ لاسرکتے ہیں کہ میں نے سرفراز میں  
بعیت کی ۔ آپ نے مجھے نامدار و زہ کی لعنت دینی تھی ۔ پھر مجھے مثل کر کے رات  
کے دن گیارہ بجے میرا گھر میں لے کر مال گڑھی نندہ حضور غوث الاعظم ۱۱۱۱ روپے  
پیش کیے دوزخو جو کر مرید ہوا ۔

ڈاکٹر محمد لطیف شاہ روضہ پر بیٹے ہیں پتلے روضے میں ملازم تھے پھر آپ کی  
بعیت آپ کے پاس لے آئی اور آپ ہمیں کے ہو کر رہ گئے ۔ آج تک آپ دیر  
کی خدمت پر ہر وقت مستعد رہتے ہیں ۔ آپ کا دستور ہے کہ کو کچھ لنگر سے کھاتے  
تھے اس کا حساب رکھتے تھے اور مینہ گذرے پر اس رقم کو چین کر دیتے ہیں ۔  
آپ بہ جذبہ سرگرمی کی حالت ہے اور روضے الہی پر مبرور شکر کرتے ہیں ۔

عبداللطیف مین بازار رام گلی لاسر کا کہنا ہے کہ اس نے ۱۹۱۱ء میں بعیت کی  
ملا کہ اس سے کئی سال قبل میرا آنا ہوا تھا ۔ آپ دو دفعہ میرے غریب نہ پڑھتے  
لائے تھے اور نماز کی بہت تاکید کرتے تھے ۔

صوفی نذیری الدین عباس منزل ، عباس شریف ، عالمگیر پورک نواں کوٹ لاسر  
کا بیان ہے کہ میں ۱۹۱۱ء میں آپ کے پاس حاضر ہوا ۔ آپ کے ساتھ میں سیون شریف  
جو صاحب شاہ بابا پشین شریف ، حضرت سلطان بابا بکر ساگرٹ ۔ امام بڑی  
گیا تھا ۔

حاجی بشیر احمد ٹون شپ لاسر بیان کرتے ہیں کہ میرا آپ سے ۱۹۵۴ء میں